گمنام ادیب

واصف علی واصف کے خطوط



واصف علی واصف

گمنام ادیب

کاشف پبلی کیشنز
۳۰۱-اے، جوہر ٹاؤن ○ لاہور

ڈسٹری بیوٹرز: خزینہ علم و ادب
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور ۷۲۳۱۶۹

نام کتاب — گمنام ادیب

مصنف — واصف علی واصف

سال اشاعت — ۱۹۹۷ء

تعداد — ۱۱۰۰

پیش کردہ — کاشف پبلی کیشنز

۳۰۱۔ اے، جوہر ٹاؤن لاہور

قیمت 135-00

واصف جہانِ فکر کی تنہائیاں نہ پوچھ
اہلِ قلم کے واسطے خلوت بھی انجمن

عرض ناشر

جب واصف صاحب کے علم کی خوشبو اطراف عالم میں پھیلی تو مخلوق نے ان سے رابطہ کرنا شروع کر دیا۔ ملاقات اور ٹیلیفون کے علاوہ لوگوں نے خطوط کے ذریعے ان سے اپنے دل کی بات کہنا شروع کردی۔ ان خطوط میں ذاتی نوعیت کے مسائل سے لے کر قومی' دینی اور کائناتی الجھنیں سب شامل تھیں۔ جواب باقاعدگی سے دیا کرتے تھے البتہ بعض اوقات انتہائی مصروفیت کی وجہ سے تاخیر ہو سکتی تھی۔ شروع میں جواب خود لکھا کرتے تھے مگر جب خطوط کی تعداد اور مصروفیت بڑھنے لگتی تو لکھوا دیا کرتے تھے اور آخر میں دستخط ثبت فرما دیتے۔ جب خطوط نے کالم اور مضامین کا روپ دھارنا شروع کر دیا تو انہوں نے حکم دیا کہ خط سے اس کا جواب منسلک کر کے ریکارڈ میں رکھا جائے۔ ریکارڈ میں دو قسم کے خطوط تھے۔ ایک فائل انتہائی ذاتی نوعیت کے خطوط پر مبنی تھی۔ اس کے بارے میں آپ نے نوٹ لکھ دیا کہ اسے بالکل نہ کھولا جائے۔ دوسرے خطوط ایسے تھے کہ جن کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ یہ مسائل صرف خط لکھنے والے شخص کے نہیں بلکہ خیال کی یہ الجھنیں بہت سے دوسرے اشخاص کو بھی درپیش ہوں گی۔اس لحاظ سے خطوط کا یہ مجموعہ اپنی نوعیت میں یکتا ہے۔ جناب واصف صاحب کی خیال اور عرفان کی طاقت اور تاثیر ان خطوط میں اور بھی نمایاں ہو گئی ہے۔ خطوط کے مجموعہ سے یہ انتخاب شائع کرتے وقت ادارہ نے اس بات کا مکمل خیال رکھا ہے کہ خط لکھنے والے اصحاب کی Privacy پہ کوئی حرف نہ آئے۔

مجموعے کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں خط اور اس کا جواب ہے اور دوسرے حصے میں صرف جوابات ہیں جو کہ طرز تحریر کا اعلیٰ نمونہ ہونے کے علاوہ علم و عرفان کے بلند مقام سے تعلق رکھتے ہیں۔

جن اصحاب کے پاس واصف صاحب کے خطوط موجود ہیں' ان سے استدعا ہے کہ ادارے سے ضرور رابطہ کریں اور اپنی آراء سے بھی آگاہ کریں۔



گرامی قدر واصف صاحب

سلام عقیدت

آپ کی عنایت کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے اپنی مجلس میں میری حاضری کا اہتمام فرمایا۔ آپ کی گفتگو کے فیض سے بہت سے سوالوں کے جوابات از خود مل گئے اور دل کو گونہ سکون حاصل ہوا۔ تاہم اس مختصر سی حاضری نے تشنگی اور بڑھا دی ہے۔ امید ہے کہ آپ مزید نظر کرم فرمائیں گے تاکہ آپ کا قرب زیادہ سے زیادہ حاصل ہو اور میری بخشش کا ذریعہ بن جائے۔ آمین۔

طالب نظر کرم

غلام رسول

غلام رسول صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط پڑھ کر خوشی ہوئی۔ انسان، انسان کی خدمت کے لئے ہی تو بنا ہے۔ عبادت خدا کی، محبت محبوب خدا ﷺ کی، خدمت

انسان کی اور عاقبت اپنی۔ یہی نسخہ کیمیا ہے۔ انسان زندگی میں جو کچھ حاصل کرتا ہے جو نوادرات جمع کرتا ہے' جو مال سمیٹتا ہے' دراصل اس میں کسی نہ کسی انسان کا حصہ ہوتا ہے۔ حاصل کرنا بڑی بات نہیں' لیکن' حق' حق دار کو نہ پہنچانا بہت غلطی کی بات ہے۔ اپنی جمع کی ہوئی دولت ضرور اپنا نصیب تھا' لیکن اس نصیب کو خوش نصیبی بنانے کے لئے اس میں محروم لوگوں کو شامل کرنا بہت ضروری ہے اور اگر کسی کو شامل نہ کیا جائے تو یہ اپنی انا کا نذرانہ بن جاتا ہے اور یوں یہ نصیب بد نصیبی بن کے رہ جاتا ہے۔ ہم اپنی اولاد سے زیادہ حد تک وابستہ ہوتے ہیں۔ ہم جانتے نہیں کہ یہ سارا کرم اولاد دینے والے کا ہے۔۔ اگر اولاد میں یا اس کے کردار میں یا اس کی اطاعت میں کمی بیشی ہے' ہمیں جان لینا چاہئے کہ ہم سے ہی کوئی خطا ہو گئی ہے کہ ہم ان کو مناسب ادب شناس نہ بنا سکے۔ ہم انگریزی سکولوں میں پڑھتے ہیں۔ نتیجہ وہی ہوتا ہے جو ہونا چاہئے' لیکن اللہ کا فضل جو پہلے کام آیا' ہر دور میں کام آیا' ہر مشکل میں کام آیا' پھر کام آئے گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام ایک دفعہ قید خانے میں گھبرائے۔ سوچ رہے تھے کہ یہاں سے کیسے نکلیں گے تو کہنے والے کہتے ہیں کہ انہیں ایک آواز آئی' یہاں سے تمہیں وہی نکالے گا' جس نے کنوئیں سے نکالا تھا۔ آپ سجدے میں گر گئے۔ سلام ہو حضرت یوسف علیہ السلام پر' انبیائے کرام علیہم السلام پر اور ہدیہ درود و سلام ہو حضور ﷺ کی بارگاہ میں۔ بس! یہی ہمارا حاصل ہے

اور اسی کی ہمیں ضرورت ہے جو چیز یہاں رہ جائے گی' اس کو اب چھوڑ ہی دیا جائے تو بہتر ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم سے سب کچھ چھن جائے' ہم خود ہی اسے چھوڑ دیتے ہیں اور جو کچھ ساتھ جانا ہے' اسے ہم ابھی سے ساتھ لے لیں تو یہی بہتر ہے۔

میں آپ کے خط سے نکل کر نہ جانے کس خیال میں کہاں چلا گیا۔ اللہ آپ کو دولت سکون عطا فرمائے اور آپ سے جلد ملاقات ہو گی۔ روبرو بات ہوگی اور انسان' انسان کے کام آنے کے لئے جو کچھ ہو سکا' کرے گا۔ سب لوگ' لوگوں پر Depend کرتے ہیں۔ سب کو سب کی ضرورت ہے بلکہ ہر انسان سب انسان ہیں۔ میں میں نہیں رہتا اگر میرا گردو پیش قائم نہ رہے۔ میں اپنے ماحول کو میں کہتا ہوں۔ یہی میرا "میں" ہے۔ میرا ماضی' جو گزر گیا میرا "میں" ہے۔ وہ مستقبل جو ابھی آیا نہیں' وہ بھی "میں" ہے۔ میری حسرتیں' میری آرزوئیں بلکہ میری عبادتیں اور میرے کردہ اور ناکردہ گناہ بھی میں ہی ہے۔ یہ میں کبھی افلاک چیر جاتا ہے اور کبھی خاک نشین ہو جاتا ہے میں جو جلوے دیکھتا ہوں' وہ میرے لئے ہیں۔ میرا خدا سب کا خدا' لیکن میرا خدا ہے۔ ہر طرف میں ہی ہوں اور سچ پوچھو تو میں کہیں نہیں۔ میں پھر کہوں گا کہ میں آپ کے خط سے باہر نکل چکا ہوں۔ لہٰذا اس بات کو یہیں Abruptly روک دینا ہی بہتر ہے کہ آگے خاموش رہنے کا حکم ہے۔ صرف آپ کو یہ بتانا ہے کہ آپ ذرا حوصلہ رکھیں' اس کی مزید رحمتیں حاصل کرنے کے

لئے۔ آپ ایک مناسب انسان ہیں۔ اپنے پر غرور نہ کرو۔ عاجزی کرو لیکن اپنی تحقیر بھی نہ کرو۔ خدا آپ کو، بس! سلامت رکھے۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

آپ کا کالم روزنامہ "نوائے وقت" میں خصوصاً پڑھتا ہوں۔ رب جلیل القدر نے آپ کو جو طاقت عطا فرمائی ہے اس کا قائل ہوں۔

آپ کا کالم "ہمہ رنگ" بہت ہی بصیرت افروز ہے۔ میں چند فقروں کی وضاحت کی درخواست کرتا ہوں وہ یوں ہے کہ "ایسے لوگ بھی آئے جو اللہ کی راہ میں اپنا سب کچھ نثار کرتے رہے۔ جو اپنا قرضہ ادا کر گئے ان لوگوں کا مقام بلند و بالا ہے۔"

امید ہے کسی بھی مصلحت کو مدنظر نہ رکھیں گے اور ان فقرات کی جو روح ہے اس سے آگاہ فرمائیں گے۔

دعا گو

فخرالدین

فخرالدین صاحب

السلام علیکم

آپ نے کالموں کو پسند کیا۔ شکریہ۔

یہ جو سوال آپ نے پوچھا ہے یعنی وضاحت کہ کون لوگ کون سا قرضہ کس کو ادا کر گئے؟ اس کے لئے جواب کی صورت ڈھونڈنی پڑے گی۔ انسان نے زندگی حاصل کی۔ جس طاقت سے بھی حاصل کی، اس کو ادا کرنا یا اس کے نام پر نثار کرنا، اس قرضے کو ادا کرنا ہے۔ جو کچھ ہمیں ملا، اللہ کی طرف سے علم، فضل، زندگی، شہرت، شکل، صورت، احساس وغیرہ۔ ان تمام صفات کو دینے والے کی خوشنودی اور اس کی رضا کے لئے استعمال کرنا ہی ادائیگی قرض ہے۔ دنیا میں بہت کم لوگ آتے ہیں جو اس قرض کو خوش اسلوبی سے ادا کرتے ہیں۔ جو نعمتوں کو منعم کے نام پر قربان کر کے جاتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ حق ادا کرنے کا طریقہ سوائے اس کے کیا ہے کہ جان، جان دینے والے پر نثار کی جائے، مال دینے والے کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ بس دینے والے کو خوشی کے ساتھ بلکہ بنا سنوار کے، پال پوس کے جیسے قربانی کا بکرا پالا جاتا ہے، لوٹا دیا جائے اور اس فرض کو ادا کرنے کے بعد شکر ادا کیا جائے کہ ہم نے قرضہ ادا کر دیا۔ ہم نادہندہ نہیں ہیں۔ ایسے لوگوں کو نام لئے بغیر ہی ادب احترام کے ساتھ سلام کرنا یا ان کی خدمت میں سلام پیش کرنا واصف علی اپنا فرض

سمجھتا ہے۔ ان کا نام لینے کے لئے بھی زبان کو مصفا کرنا پڑے گا۔ خدا ہمیں اس قابل بنائے کہ ہم اپنا قرض ادا کریں اور ادا کرنے والوں کو سلام پیش کریں۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم واصف صاحب

السلام علیکم

آپ کی نگارشات اخبارات میں اشاعت کے سبب پڑھتا رہا۔ بلکہ ہر اس اشاعت کا بے تابی سے انتظار رہتا ہے جس میں آپ کی کوئی نہ کوئی تحریر شائع ہو۔ لیکن طویل عرصہ تک آپ نے اپنے پروانوں کو اپنے ایمان افروز خیالات کی اشاعتوں سے محروم رکھا۔ ہو سکتا ہے ملازمت سے رشتہ منقطع ہونے کے بعد کچھ عرصہ تک احقر تسلسل سے اخبارات کا مطالعہ کرنے کا موقع حاصل نہ کر سکا ہو۔

واصف صاحب، نماز اور تلاوت، غور و فکر کا پابند ہوں۔ عام مطالعہ کے علاوہ اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں لیکن اس کے باوجود سرکار دو عالم ﷺ اور اللہ کے قرب سے اپنے آپ کو محروم سمجھتا ہوں۔ دل کی گہرائیوں سے استغفار کا مسلسل ورد کرتا ہوں۔ سروس کے دوران انتہائی جاں فشانی سے کام کیا ہے۔ سبکدوشی کے بعد آج بھی مخلوق خدا کی جانب سے عزت و اکرام کا سلسلہ باقی ہے۔ آپ کی نگارشات سے وقتی طور پر، اپنے آپ کو

سرشار پاتا ہوں مگر یہ کیفیت بھی عارضی ہوتی ہے۔
واصف صاحب! اس پریشانی کا آپ عملی حل تجویز فرمائیے۔ اس ضمن میں آپ اپنی تصانیف کی فہرست اور ان کتب سے میری دلی کیفیت کی اصلاح کے لئے ایک دو کتب منتخب کر کے بذریعہ وی پی پی ارسال فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ احقر آپ کا از حد شکر گزار ہو گا۔

آپ کا خیر اندیش
مجید حسین

مجید حسین صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ بڑے غور کا مقام ہے کہ تمام لوازمات کی موجودگی میں نتیجہ برآمد کیوں نہیں ہو رہا کہ اکل حلال ہے اور فکر ہے' تدبر ہے' عبادت ہے اور ریاضت ہے' خدمت ہے' سب کچھ ہے لیکن استقامت اور سکون کیوں نہیں۔ آپ ساری عمر استاد رہے ہو۔ کیا آپ کو استاد کا مقام معلوم نہیں کہ کوئی بچہ' خواہ کتنی کتابیں پڑھ لے' نگاہ استاد کے بغیر علم تو کجا' تعلیم بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ یہی حال باطنی تعلیم اور باطنی علم کا ہے۔ وہاں بھی نگاہ مرد کامل کی بہت ضرورت ہے۔ آپ یہ کام بھی کر لو۔ چلو کسی انسان کی عزت افزائی کرو۔ اسے اپنا رہنما بناؤ تاکہ وہ منزل شوق تک پہنچائے۔ عبادت نجات تک پہنچاتی ہے' عشق محبوب تک

پہنچاتا ہے۔ آپ فلاح چاہتے ہو تو چپکے سے عبادت کرتے جاؤ۔ لیکن استقامت چاہتے ہو تو استقامت صرف جلوے میں ہے اور جلوہ محبوب ﷺ کا ہے اور محبوب ﷺ تک رسائی پیر کامل کے دم سے ہے۔ آپ کسی جگہ پر منسوب ہو جائیں' کسی کے ساتھ وابستہ ہو جائیں' کسی روحانی پیشوا کے آگے زانوئے تلمذ تہہ کریں۔ انشاء اللہ بات بن جائے گی۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

آپ کی خیریت کے لئے بارگاہ ایزدی سے دعاگو ہوں۔ روزنامہ نوائے وقت میں آپ کا مضمون ہم اتنے شوق سے پڑھتے ہیں کہ ان کو الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ جب سے آپ نے اخبار میں لکھنا شروع کیا ہے اخبار پکڑتے ہی سب سے پہلے خاص طور پر سوموار کو آپ کا مضمون ہی دیکھتے ہیں کہ آپ آئے ہیں یا نہیں۔ اس ہفتہ آپ کا مضمون " آخری خواہش " پڑھا بلکہ کئی بار غور سے پڑھا اور ہم نے بھی یہی خواہش اپنا لی۔ "ہم" بار بار اس لئے لکھتا ہوں کہ میرے علاوہ اور دوست بھی اس میں شامل ہیں)۔

تو بات ہو رہی تھی " آخری خواہش " کی۔ میں نے نوائے وقت میں ہی ایک دفعہ (غالباً تین سال پہلے رمضان شریف میں) پڑھا تھا کہ اگر کوئی شخص نبی آخر الزماں ﷺ کی زیارت بذریعہ خواب کرنا چاہتا ہے تو وہ دس لاکھ مرتبہ درود شریف (درود ابراہیمی) پڑھے اور آپ ﷺ کا حلیہ مبارک ذہن میں رکھے تو اس کو زیارت نصیب ہو جائے گی۔ علامہ محمد اقبال نے دس لاکھ درود پڑھا تھا اور زیارت سے مشرف ہوئے تھے۔ اس بارے میں برائے مہربانی وضاحت فرمائیں۔

دعا گو

محمد ریاض

محمد ریاض صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ میرے کالم وغیرہ پسند کرنے کا شکریہ۔

یہ صحیح ہے کہ اگر کوئی شخص دس لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھے تو اسے زیارت عطا ہوتی ہے۔ دراصل یہ بات اس لئے کہہ دی جاتی ہے کہ لوگ درود شریف پڑھتے رہیں اور درود شریف جاری رکھنا بھی ایک درجہ کی زیارت ہے۔ درود شریف پڑھنے والا خاص توجہ میں رکھا جاتا ہے۔ ویسے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کے لئے کوئی فارمولا نہیں بنایا جا سکتا۔ یہ عطا آپ ﷺ کی خاص عنایت سے ہوتی ہے۔ جسے چاہیں، جب چاہیں اپنا جلوہ عطا فرما دیں۔ آپ محبت میں اپنا سفر جاری رکھیں۔ درود شریف پڑھتے جائیں۔ دیدار کا تقاضا نہ کریں، کیونکہ یہ

معاوضہ ہے اور جب آپ ﷺ خود عطا فرمائیں تو یہ نوازش ہے۔ معاوضہ نہ مانگنا چاہئے" نوازش کا انتظار کرنا چاہئے۔ لوگوں نے خواہ مخواہ فارمولے بنا کر الجھا دیا ہے' صادق طالبوں کو مثلاً" اگر کسی شخص کو درود شریف پڑھنے کے بعد بھی زیارت نہ ہو تو وہ باغی ہو سکتا ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ انسان جان لے کہ درود شریف پڑھنے اور جاری رکھنے کی توفیق بھی بہت بڑی مہربانی ہے اور یہ ایک درجے کی زیارت ہے۔ بہر حال آپ کے سب احباب کو سلام اور خط لکھنے کا شکریہ۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

آپ کا تحریر کردہ خط مورخہ ۱۸ فروری ۹۲ء کو ملا۔ باوجود مصروفیت کے بندہ ناچیز کو خط لکھ کر احسان فرمایا ہے۔ جس کے لئے میں شکر گزار ہوں۔ آپ کا تحریر کردہ خط بھی ایک علمی خزانہ ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ انسان گزرے ہوئے انسانوں سے ملاقات کر سکتا ہے۔ اس بارے میں پہلے بھی سنا تھا۔ اس سلسلے میں کچھ رہنمائی فرمائیں' نوازش ہو گی۔ میں نے ایک جگہ پڑھا تھا کہ ہم اپنی روح کو آن کی آن میں کہیں پہنچا سکتے ہیں اور برسوں

کے واقعات معلوم کر سکتے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے آپ کا تجربہ کیا ہے؟

والسلام
شرافت علی

شرافت علی صاحب

السلام علیکم

آپ بتائیں کہ آپ کو روح سے ملنے کا کیا شوق ہے؟ اگر کوئی کام انسان کر سکتا ہو' تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نہیں کہ وہ اس کام کو ضرور کرے مثلاً" انسان خود کشی کر سکتا ہے لیکن اسے خود کشی نہیں کرنا چاہئے۔ روحوں سے ملاقات کی خواہش غالباً" مناسب نہیں ہے۔ اس میں نقصان کا بھی احتمال ہو سکتا ہے۔

باقی رہا میرا تجربہ' تو اس کے بارے میں آپ کو کیا بتایا جا سکتا ہے۔ کسی کے تجربات کو اس وقت تک نہ دہرائیں' جب تک حکم نہ ہو اور روح کے بارے میں یہ بات حتمی طور پر یاد کر لی جائے کہ روح امر ربی سے ہے۔ سو اس کا ہونا لازم ٹھہرا۔ باقی امر ربی سے محرم ہونا' اس کے الگ عنوانات ہیں۔ آپ فرائض پورے کرتے رہو۔ اللہ فضل فرمائے گا۔

والسلام
واصف علی واصف



محترم جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ آپ نے لکھا کہ آپ نے وہ کچھ بھی پڑھ لیا جو کچھ نہیں لکھا تھا۔ آپ سے ایسی ہی امید تھی بلکہ یقین تھا۔

آپ نے لکھا کہ یہ تعلق جو نصیب سے بنا ہے اس کو اسی رخ پر آگے بڑھانا ہے۔ محترم' میں والدین کے علاوہ کسی ہستی کا جواب وہ نہیں' نہ ہی ایسی جماعت میں شمولیت اختیار کی ہے۔

آپ نے لکھا کہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں کیا کچھ کر سکتا ہوں۔

جناب اس کا جواب ہے کہ میں بہت کچھ کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلی خواہش میں علم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ علم کی انتہا تک جانا چاہتا ہوں اور انسان کی حقیقت' فطرت کی سچائیوں' کائنات کی وسعتوں پر قلم اٹھانا چاہتا ہوں۔ اپنے قلم سے انسانوں کو روشنی اور انسانیت کی معراج دینا چاہتا ہوں' قوم و ملک کے لئے بیش بہا کتابیں لکھنا چاہتا ہوں۔ نہ جانے کیوں یقین ہو چلا ہے کہ یہ سب کچھ آپ کی رہنمائی و تعاون سے ہو گا۔ عجیب بات یہ کہ میں جو اب کچھ بھی نہیں۔ بہت کچھ کرنا چاہتا ہوں۔ اپنی حقیقت معلوم نہیں لیکن کائنات کے حقائق کا کھوج لگانا چاہتا ہوں۔

میں نے میٹرک تک تعلیم حاصل کی تھی' پھر کچھ مجبوریوں کی وجہ سے یعنی والدین کی خدمت کرنا تھی' میں نے پی' ٹی' سی کیا اور سکول میں سروس کر لی۔

اب میری سب سے بڑی خواہش ہے کہ تعلیم حاصل کروں پھر لکھنے کا بھی شوق ہے۔ اس سے قبل چند تحریریں جو مختلف شماروں میں لکھی تھیں۔ پھر مکمل نہ لکھ سکا۔ کوئی رہنما نہیں تھا۔ آپ کی تحریریں پڑھ کر مجھے روشنی نظر آئی اور آپ سے رابطہ کیا۔ آپ نے میرے خط کا جواب دیا۔ اس کا میں بے حد مشکور ہوں۔ امید ہے یہ تعلق جو بقول آپ کے نصیب سے بنا ہے مضبوط تر ہو گا۔ اور آپ خاص دلچسپی لے کر مجھے' جو کچھ بھی نہیں' بہت کچھ بنائیں گے۔

والسلام

غضنفر علی

عزیز گرامی غصنفر علی صاحب

السلام علیکم

کچھ بننا یا کچھ ہونے کی خواہش کرنا دراصل سب نصیب اور فضل سے ہوتا ہے۔ انسان کے پاس جتنے امکانات ہوں، وہ سب اس لئے بھی پورے نہیں ہو سکتے کہ زندگی کے اپنے ٹھہرنے کے امکانات کم ہیں۔ ہم ایک محدود زندگی کے ساتھ لا محدود منصوبوں پر عمل کرنا چاہتے ہیں اور یہیں سے ہمیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کچھ لوگ بے شمار عنوانات میں دسترس رکھتے رہے اور کچھ لوگ چند شعبوں میں بہت کچھ کر گئے۔ یا یوں کہو، کچھ لوگ ہر چیز کے بارے میں تھوڑا تھوڑا جانتے ہیں اور کچھ لوگ چند چیزوں کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں اور سب چیزوں کے بارے میں سب کچھ جاننا انسان کے بس میں نہیں، قطعاً نہیں۔ آپ کوئی ایک آدھ شعبہ چن لو اور پھر اسی کے مطابق ظاہری علم حاصل کرو اور پھر اسی کے متعلق باطنی علم۔ بزرگ لوگ کہتے ہیں کہ ناکام ہونے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ انسان دو منصوبوں پر کام کرے۔ دو منصوبوں پر تحقیق یا کام یکسوئی سے محروم کر دیتا ہے اور یکسوئی کے بغیر عروج نہیں حاصل ہوتا۔ بہر حال آپ گھبرائیں نہیں، ظاہری تعلیم مکمل کریں، مطالعہ جاری رکھیں اور اللہ کی طرف رجوع رکھیں کہ علم عطا کرنے والی اسی کی ذات ہے۔ اللہ علم دیتا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے ذریعے علم تقسیم ہوتا ہے۔ آپ چلتے چلیں۔ یقین مل گیا تو منزل مل جائے گی۔ یقین اپنے فیصلے پر اور اس کی عنایت پر۔ اللہ آپ کو کامیاب کرے۔ آمین۔

والسلام

واصف علی واصف



مکرمی و معظمی جناب محترم واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

جناب میر صاحب، بندہ کے پاس تشریف لائے۔ حضور کا سلام بندہ کو پہنچایا۔ بندہ اس ذرہ نوازی اور خصوصی توجہ کے لئے دلی طور پر شکر گزار ہے۔ اس احسان کے لئے بندہ ممنون ہے۔

میری طرف سے آپ کو اور سب ملنے جلنے والوں کی خدمت میں سلام قبول ہو۔ بندہ کے حق میں عافیت، خاتمہ بالخیر کی دعا فرمائیں۔

والسلام

محمد شریف

محمد شریف صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ شکریہ۔

آپ کے لئے دعا کی گئی۔ دعا ہو رہی ہے۔ دعا رہے گی۔ آپ بھی ہمارے لئے دعا کرو۔ اللہ مہربانی فرمائے رکھے کہ زندگی انسان کی خدمت میں گزرے، حضور ﷺ کی محبت میں گزرے، اللہ کی عبادت میں گزرے اور زندگی میں رکھا ہی کیا ہے؟ چند آدمی، جن تک انسان کی رسائی ہوتی ہے، کم از کم وہاں تک تو بے ضرر ہو جائے اور منفعت بخش ہو جائے۔ یہ اصول کی بات ہے کہ جب تک انسان دعا کو مانتا ہے، وہ خدا کو مانتا ہے جو دعا کو نہیں مانتا، وہ خدا کو کیا مانے گا۔ اللہ کی یاد، حضور ﷺ کا عشق انسانی وجود میں ذکر اور آنسو بن کے رہتے ہیں۔ دعا یہی کرنی چاہئے کہ ذکر الٰہی جاری رہے اور راتیں اپنے اشکوں سے منور رہیں اور لوگ ہمارے ہاتھ سے محفوظ رہیں اور پیشانی سجدوں سے محروم نہ ہو۔ خدا آپ کو آسانیاں عطا فرمائے۔

والسلام

واصف علی واصف



گرامی قدر جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

آپ کے گرامی نامہ محررہ ۲۸ مارچ ۹۲ء نے میرے جذبوں کو نہ صرف توانائیاں بخشیں بلکہ راستے کی کئی دشواریوں کو دور کرنے میں بھی مدد گار ثابت ہوا۔ فقیر نے نظام مرشد و مرید کو نہ صحیح کہا نہ غیر ضروری کہا بلکہ "ان اکرمکم عنداللہ اتقکم" کی گہرائی میں جائیں تو ساری بات سمجھ میں آ جاتی ہے اس لئے نہ اس نظام کو قبول کرتا ہوں نہ مانتا ہوں لیکن خانقاہوں میں بیٹھے ہوئے "مشائخ" کیا کرتے ہیں؟ جہاں تک سلسلہ مزارات کا تعلق ہے تو مزار خواہ کسی گمنام انسان کا ہو یا معروف کا یا عام قبریں' وہاں جانا سنت حبیب خدا ﷺ ہے۔ لیکن یہ رونق قبروں پر جو ہو رہا ہے یہ کب رکے گا؟ اگر تو اولیاء کرام نے پیری مریدی کے نظام کو اپنایا تو وہ اس حد تک تھا کہ اپنے سے اکرم انسان کی تکریم کرنے والے مرید اور وہ صاحب تکریم پیر کہلوایا لیکن جنھوں نے اسے ضروری نہ جانا انہوں نے سفر جاری رکھا لیکن ان کے جانے کے بعد ہم نے انہیں بھی اس نظام کا حصہ بنا دیا۔

خاکسار نے اب تک بہت ٹکریں ماریں بالآخر اس نتیجے پر پہنچا۔ بقول راقم

ڈھونڈتے پھرتے ہو جس کو اس جہاں کی بھیڑ میں
گر ملے فرصت تو اس کو اپنے اندر دیکھنا

یا پھر شاہ حسین اور بلھے شاہ کی زمین میں اس فقیر نے چند لائنیں لکھی تھیں

تیرے رنگ میں رنگ لیا ہے جسم کا اک اک لوں
تیری نسبت سے ہر جا پہچانا جاتا ہوں
کہے حسین فقیر سائیں دا میں ناہیں سب توں
ناحق تم نے عمریہ اپنی اس کو ڈھونڈتے کھوئی
وہ تیرے اندر بیٹھا ہے آ کر دیکھے کوئی
رانجھا رانجھا کردی نی میں آپے رانجھا ہوئی

جناب والا! زر' شر' گھٹن' رشوت' جھوٹ' سفارش کی حکمرانی میں اس کے علاوہ اور کیا کہوں۔

مائیں مینوں بکل وچ لکا لے نی
میرے چار چوفیرے ڈیرے سپاں دے
رشوت، جھوٹ، سفارش مینوں ڈنگ نہ لین

استاد مکرم! کیا بار بار کی ٹکروں کے بعد میرا یہ مشاہدہ درست ہے کہ سب کچھ اسی کے اندر ہے یہ نظام مرشد و مرید، خانقاہی، گرفتار بو بکر و علی، تنازعات مسالک، بے عملوں کو آپس میں لڑانے اور کچھ رونقیں پیدا کرنے کے لئے ہیں حالانکہ

گھر وچ گھر والا بیٹھا اے
اندر مار دھیان فقیرا

آپ بھی سوچتے ہوں گے کہ پاگل کیسی گفتگو کرنے لگا۔ کتنے مسائل چھیڑ دیئے، یہ زر، رشوت، جھوٹ، سفارش بیچ میں کہاں سے آ گئے تو جناب سن یہ بھی موجودہ نظام مرید و پیر و مرشد کا حصہ بن گئے ہیں ہماری قدروں میں ڈھل گئے ہیں تو آپ یہ فرمائیں کہ ایمان کو کیسے محفوظ کیا جائے۔ نظام زر و رشوت و سفارش کے اور مناقب و جھوٹ کے چھینٹے ہیں کہ خواہ مخواہ ہمارے دامن پر گر رہے ہیں اور ہمیں اس ماحول میں رہنا بھی ہے اس سے بچنا اور دوسروں کو بچانا بھی ہے اور یہ اس قدر پختہ اور ترقی یافتہ ہو چکا ہے کہ جھوٹ سچ اور سچ جھوٹ لگتا ہے۔

سلسلہ الفاظ ذرا طویل ہو گیا اور قلم اور فکر میں وہ روانی اور فراوانی بھی نہیں جو آپ کے ہاں ہے ایک نالائق اور جاہل طالب علم کی گستاخیوں کو اپنے دامن عفو میں جگہ دیجئے گا۔

نیاز مند
کمالوی

کمالوی صاحب

السلام علیکم

آپ کمال کرتے ہو، بے کمالی اور کمالوی۔ اصل میں آپ کمالوی

ہو۔ آپ کا خط پڑھا۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔

آپ کیا چاہتے ہیں؟ آپ جب حق پر ہیں تو بے چینی کیا ہے؟ .... جس چیز کی استعداد نہیں' اس کا شوق کیوں ہے۔ آپ نے ابھی تک کوئی ایسا آدمی کیوں نہیں تلاش کیا' جو آپ سے اکرم ہو' جو آپ سے زیادہ متقی ہو' جو آپ سے زیادہ جانتا ہو' جو آپ سے زیادہ مسائل کا حل جانتا ہو۔ آخر وہ بھی تو ان واقعات سے باخبر ہے۔ اس نے خیر شر کے مسائل کیسے حل کئے؟ اس نے پریشان زمانوں میں کیسے سکون حاصل کیا؟ اور اگر ایسا آدمی آپ کے علم میں نہیں تو' پھر باقی مسائل سے نگاہ ہٹا کر پہلے یہی بنیادی مسئلہ حل کیا جائے کہ کیا آپ سے بہتر کوئی انسان ہے؟

کیا آپ خود ہی سب سے بہتر ہو؟ کیا اس بہتر آدمی کا وجود تو آپ مانتے ہوں اور اسے موجود نہ پاتے ہوں تو یہی تلاش سب سے مقدم ہے کہ جو پیر ہے اور اسے ہونا چاہئے' وہ آپ کے سامنے کیوں نہیں۔ آپ کی نگاہ میں وہ متقی اور معزز شخصیت کیوں نہیں آئی۔ بیماری روگ بن جائے تو کسی ڈاکٹر کو کال کرو۔ حکیم بلاؤ۔ جھوٹا سچا بعد میں دیکھا جائے گا۔ پہلے یہ ضروری ہے کہ اس سے ملا جائے۔ اور اگر آپ اس سے ملنا ضروری نہیں سمجھتے تو پھر آپ کیا ضروری سمجھتے ہیں۔ آپ بزعم خویش خود ہی اپنے مسیحا ہو اور خود ہی مریض بھی۔ یہاں ضروری ہے کہ آپ کو آپ سے بہتر جاننے والا کوئی انسان میسر آئے۔ ہمیشہ ترقی کا یہی اصول رہا ہے۔ علم کے لئے استاد کا ہونا ضروری ہے۔ ڈسپلن کے لئے ٹرینر کا ہونا

ضروری ہے۔ روحانیت کے لئے پیشوا کا ہونا ضروری ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ جھوٹا پیشوا ہی ہو یا نظام طریقت کی بگڑی ہوئی شکل کا کوئی مردار آپ کو نوچ لے۔ ہم تو یہ نہیں کہتے کہ نظام طریقت میں کوئی انسان کسی ہستی کا نامزد کیا ہوا کسی طریقے سے آپ کی رسائی میں آ جائے تو ادب کے ساتھ اس کی خدمت میں سلام بولنے کے بعد اس سے اپنے روحانی راستے کے بارے میں سوال کرنا چاہئے۔ جاننے والا ہی بتانے والا ہو سکتا ہے۔ پوچھنے والا تو کوئی ہو۔ یہاں تو ہر آدمی بزعم خویش خود ہی راہنما ہے۔ بے ترتیب گولیاں اور دوائیاں استعمال کر کے مرض بڑھا دئے گئے ہیں۔ کاریگر سے رابطہ کرو۔ جاننے والے سے رجوع کرو۔ متوجہ ہونے والے سے توجہ طلب کرو۔ دینے والے سے کچھ لو۔ شوق ہوتا ضرور ہے لیکن پیدا بھی کیا جاتا ہے۔ آپ اندازہ لگاؤ کہ ایک مسجد میں باجماعت باقاعدہ نماز ادا کرنے والے اپنے اپنے درجات میں مختلف ہو سکتے ہیں۔ یہی میں کہہ رہا ہوں کہ یکساں عبادت بھی یکساں نتیجہ پیدا نہیں کرتی' اس لئے راستہ جاننے اور راستے کو طے کرنے میں فرق ہوتا ہے۔ علم سب کو حاصل ہو سکتا ہے لیکن شوق ماننے والوں کو نصیب ہوتا ہے۔ ماننا اطاعت سے ہے اور اطاعت عشق سے اور عشق حسن سے اور حسن اپنی پسند سے اور اپنی پسند کے بندے کو قبول کرنے کا نام اطاعت شیخ ہے

آپ خانقاہوں کی بات کر رہے ہیں وہ بہت پہلے کہا جا چکا ہے کہ

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

اور یہ کہ

یہ معاملے ہیں نازک جو تیری رضا ہو تو کر
کہ مجھے تو خوش نہ آیا یہ طریق خانقاہی

عزیز من! آپ ذہین آدمی ہو۔ تھوڑا سا بے وقوف بن جاؤ۔ آخر میں کہہ رہا ہوں اور میری بات آپ غور سے سنتے رہو۔ آپ کے لئے بھلا ہو گا۔ بہت بھلائی ہے آپ کے لئے۔ ہم نے دانائی کو کیا کرنا ہے۔ جذبہ اطاعت مل جائے تو ہمارے لئے یہی بڑا علم ہے کہ پیشانی کو سنگ در نصیب ہو جائے۔ ذہن کو علم نصیب ہو جانا بے معنی ہے۔ اصل بات دل کو شوق کا میسر آنا ہے۔ بے کیف اطاعت بے معنی ہے۔ یہ فرشتوں والی عبادت ہے۔ اسے کیا کرنا ہے۔ آپ اندازہ لگاؤ۔ آپ غور کرو کہ حکم ہے جان بچاؤ اور تمنا یہ ہے کہ لوگ جان نثار کریں۔ جان تو چلی جاتی ہے لیکن جن لوگوں نے وارفتگی شوق میں بے تاب ہو کر جان کا نذرانہ پیش کیا' انہیں لوگوں کے بارے میں ارشاد ہوا کہ یہ لوگ' جو اللہ کی راہ میں مرے ہیں' انہیں مردہ نہ کہا جائے۔ یہ تو زندہ ہیں۔ مطلب یہ کہ اس کی راہ میں جان دینا سوائے شوق کے ناممکن ہے اور شوق بغیر کسی ذات کے نامکمل ہے۔ اور ذات کا شوق لازمی طور پر اطاعت پیدا کرے گا۔ اسی کو وہ نظام کہتے ہیں جو آج کل اپنی اصلی شکل میں نہیں ملتا' لیکن حق ہزار بار چھپ جائے' حق حق ہوتا ہے۔ مخفی ظاہر ہو کر رہتا ہے۔ کالی راتوں میں' بے پناہ اندھیروں میں مایوس ہو جانے والے مسافروں میں بھی آخر

عنایات کا سورج طلوع ہوتا ہے۔

خدا آپ کو اپنے کسی بندے سے تعارف کرائے' کیونکہ اللہ کا اپنا ہی ارشاد ہے کہ صراط مستقیم دراصل ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر اس کا انعام ہوا۔ یعنی اللہ کا راستہ لوگوں ہی کا راستہ ہے۔ اس میں شرک کی کیا بات۔ یہ تو عین ایمان ہے۔ وہ آدمی جو اللہ کے راستے پر چلنے کا شوق عطا فرمائے' وہ تو ادھر ہی سے ہے اور جو اس کے راستے پر چلنے والے مسافروں کو پریشان اور مایوس کر دے وہ نہ جانے کدھر سے ہے۔ اس کو چھوڑ دو۔ سچا آدمی بن کر سچے اللہ کی طرف سچے انسان کی پرورش سے سچی طلب کے ساتھ راستہ طے کرتے جاؤ اور

اگر کوئی شعیبؑ آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

والسلام

واصف علی واصف



واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

جس دن آپ کا خط ملا خوشی کی انتہا نہ رہی۔ مجھے تو امید ہی نہ تھی کہ آپ جواب دیں گے۔ لیکن آپ نے جواب دیا۔ شکریہ۔ سب سے پہلی بات کہ جب مجھے کسی چیز میں کامیابی نہ ہو مثلاً" اگر مجھے کوئی سوال نہ آ رہا ہو کوئی مسئلہ سمجھ نہ آرہا ہو تو میں اس سے اکتا کر چھوڑ دیتا ہوں۔ یہی مسئلہ میرے ساتھ 'فطرت' کے موضوع پر ہے۔ مجھے پتہ تو اس وقت چل گیا تھا' کہ فطرت کیا ہے مگراس وقت رف دماغ نے تسلیم کیا تھا۔ پھر مختلف لوگوں سے پوچھا' آپ کا خط ملا لیکن پھر بھی دل میں کچھ محسوس ہوتا ہے کہ کچھ کمی ہے۔ میں آپ کی یہ بات تسلیم کرتا ہوں۔ مگر دل ہے کہ مانتا ہی نہیں۔ آپ کے خط آنے سے پہلے میں نے اس سے اکتا کر اسے چھوڑ دیا تھا۔ تفصیل سے لکھ رہا ہوں۔

جب میں نے آپ کو پہلا خط لکھا تو اس کے بعد مجھے نماز میں وہ لذت محسوس ہوئی جو شاید میں بیان نہیں کر سکتا۔ یہ سلسلہ اتنا لمبا نہ گیا۔ تقریباً" ایک ہفتہ تک یہ اللہ کی رحمتیں برستی رہیں۔ ان دنوں سکون بہت تھا۔ میرے جیسا غیر مستقل مزاج آدمی ان رحمتوں کو ۶ یا ۷ دنوں تک حاصل کر سکا۔ پھر میں بدل گیا۔ لیکن وہ رحمتیں حاصل نہ کر سکا۔ اب جب بھی مسجد سے نماز پڑھ کر باہر نکلتا ہوں تو افسوس ہوتا ہے کہ خالی گیا اور خالی آیا۔ بس اسی وجہ سے نماز بھی کم پڑھتا ہوں۔

اب .B.Sc کے پرچے دے کر فارغ ہوا تو سوچا کہ قرآن مجید ہی پڑھ لوں اب تو رمضان مبارک بھی شروع ہونے والا ہے۔ دل کرتا ہے کہ سب کچھ لکھ دوں جو میرے دل میں ہے۔ مگر سوچتا ہوں میں کہاں اور آپ کہاں اور دوسری بات آپ سے تعلق تو خط تک ہی ہے۔ ویسے آپ کو دیکھا ہوا ضرور ہے اخبار میں۔

پہلے دل نے کہا تھا کہ آپ کو اسی دن جواب دوں مگر آپ کی تاکید کے مطابق کچھ دنوں بعد تو یہ کچھ دن ہفتوں میں بدل گئے۔ بس روز سوچتا آج لکھوں گا مگر پھر ذہن میں کچھ نہ آتا اور چھوڑ دیتا۔ آج پکا تہیہ کیا تھا کہ جو کچھ ذہن میں ہو گا' لکھ دوں گا۔ آخر میں بے ترتیب باتوں کی معافی چاہتا ہوں۔ میرے لئے دعا کیا کریں۔ والسلام

ساجد مسعود

ساجد مسعود صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ آپ ایک کام کریں۔ یا اپنی مشکلات کا علاج تجویز کر لیں، خود ہی یا پھر اپنا تجزیہ خود نہ کریں۔ آپ کو کیا بیماری ہے، یہ کسی جاننے والے کو فیصلہ کرنے دیں۔ وہی بیماری بتائے گا اور وہی علاج کرے گا۔ آپ صرف یہ بتاؤ کہ آپ کس استاد، گرو، شیخ، مرشد کے تابع فرمان ہیں۔ اگر مگر کی بات نہیں۔ اطاعت کی بات ہے۔ اگر تم نے کسی کو قبول نہیں کیا تو یہ سمجھ لو کہ کسی نے تم کو قبول نہیں کیا۔ جب ڈاکٹر ہی نہیں ملا تو بیماری کا بیان چہ معنی۔ اب جلد فیصلہ کرو اور مجھے لکھ کے بھیجو، اس کا نام، جس کے نام سے آپ بقیہ زندگی گزارنا چاہتے ہو۔ زیادہ سوچنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ سے دعا کرو اور کسی کے حق میں فیصلہ کر ڈالو۔ اگر تعلق نصیب نہ ہوا تو اصلاح احوال مشکل ہے۔ یہ روح کے معاملات ہیں اور روح کی باتیں روحانیت والے ہی جانتے ہیں اور روحانیت باتوں کا سفر نہیں۔ یہ ارشاد اور اطاعت کا سفر ہے۔ آغاز کرو۔

والسلام

واصف علی واصف

جناب محترم واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

جناب کا خط مل گیا۔ پڑھ کی دل کو دولت سکون حاصل ہوئی۔ جناب عالی نصیب کے بارے میں بھی خیالات سے مطلع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ جناب کے درجات مزید بلند فرمائیں گے۔

والسلام

عطاء جاوید

عطا جاوید صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ شکریہ۔

سکون کے بارے میں مضامین لکھے جا چکے ہیں اور وہ کتابوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ آپ ممکن ہو تو کسی کتب فروش سے میری کتابوں کے بارے میں پوچھیں۔ انشاء اللہ مل جائیں گی۔ احتیاطاً کتابوں کے نام لکھ رہا ہوں۔

۱۔ کرن کرن سورج (نثرپارے)

۲۔ دل دریا سمندر (مضامین)

۳۔ قطرہ قطرہ قلزم (مضامین)

۴۔ شب چراغ (شاعری)

ایک فقرہ جو نصیب کے بارے میں "دل دریا سمندر" میں موجود ہے' بڑا ضرب المثل مانا گیا۔ وہ فقرہ یہ تھا کہ

"خوش نصیب انسان وہ ہے جو اپنے نصیب پر خوش رہے"

حال یعنی اپنا نصیب چونکہ کسی اور کے کام آنا ہوتا ہے' اس لئے اس کا حصول بھی کسی اور کی دعا سے ہے۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ماں باپ کی دعا' اساتذہ کی دعا' اللہ کی مہربانی' کسی غریب کی دعا' جس کے ساتھ آپ نے کوئی نیکی کی ہو' آپ کو خوش نصیب بنا سکتی ہے۔ اپنے آپ کو بد نصیب کہنے کے گناہ سے بچتے رہو۔ آپ نے تعلیم کہاں حاصل کی ہے؟ کیا کرتے ہیں؟

ہم آپ کے لئے دعا کرتے ہیں' آپ ہمارے لئے دعا کرتے رہیں۔ کبھی سرگودھا سے گزر ہوا تو آپ سے ملاقات کا امکان پیدا ہو گا۔

بات یہ ہے کہ ہم گاہے گاہے خوشاب جایا کرتے ہیں کیونکہ وہ ہمارا مسکن قدیم ہے۔ بہرحال آپ کا خط لکھنے کا شکریہ۔

والسلام

واصف علی واصف



جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

عرض یہ ہے کہ میں آپ کی خیریت اللہ تعالی سے نیک چاہتا ہوں۔ جناب میں نے آپ کا کالم نوائے وقت میں جو کہ "رحمت" کے نام سے شائع ہوا پڑھا تھا اور اس کے بعد جمعہ کو جمعہ میگزین "نوائے وقت" میں "ریزے" کے نام سے کالم شائع ہوا اس کو بھی پڑھا اور اس کو پڑھ کر خوشی ہوئی۔ یقین کریں اس سے پہلے میں ایک مایوس انسان تھا۔ لیکن آپ کے کالم کو پڑھ کر حوصلہ ہوا اور واقعی اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ مایوسی کفر ہے۔ جناب انشاء اللہ میں اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہوں گا۔ اس کے علاوہ میں آپ کو اپنا پتہ لکھ کر دے رہا ہوں تاکہ آپ مجھے مزید نصیحت آمیز باتیں لکھ کر بھیجیں۔ اس کا اجر آپ کو خدا دے گا۔ میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ خدا آپ کو برکت والی عمر دے اور آپ کو مزید اچھا لکھنے کی طاقت دے تاکہ آپ لوگوں کی رہنمائی کر سکیں۔ بلکہ آپ یقین کریں کہ آپ کے کالم سے جو حوصلہ ہوا اس نے لکھنے پر مجبور کیا۔

دعا گو

محمد آصف

محمد آصف صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ خوشی ہوئی کہ آپ نے اللہ کی رحمت سے کبھی نہ

مایوس ہونے کا بروقت اور صحیح فیصلہ کر لیا۔ اپنے فیصلے پر قائم رہنے کی اللہ آپ کو توفیق دے۔

نصیحت کرنا یا اچھی اچھی باتیں بتانا دراصل پوچھنے کے بعد ہی ہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں کوئی نصیحت درکار ہوتی ہے اور زندگی کے بے شمار شعبے ہیں۔ بہرحال موٹی موٹی باتیں یہ ہیں کہ

☆ کسی کو تکلیف نہیں پہنچانی۔

☆ کبھی کوئی شخص زیادتی کر جائے تو اسے معاف کر دینا۔

☆ سائل کو گھر سے خالی ہاتھ نہیں بھیجنا۔

☆ زندگی میں مرشد تلاش کرنا اور اگر کبھی خدانخواستہ کچھ وقت کسی غلط مرشد کے پاس گزارنا پڑ جائے تو بھی اس کے خلاف لب کشائی نہ کرنا یعنی کسی شخص کو بھی جب ایک بار اچھا کہہ دیا جائے تو اس سے جدا ہونے کے بعد بھی اس کے خلاف کچھ نہیں کہنا۔

☆ اپنے نصیب پر راضی رہنا' دینے والے نے جو کچھ دیا ہے' صحیح دیا ہے۔

☆ طلب کو حاصل سے زیادہ نہ کرنا۔

☆ انسانوں کی خدمت' حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت اور اللہ تعالی کی عبادت کبھی ترک نہ ہونے پائے۔

☆ ماں باپ' زندہ ہوں یا پردہ کر چکے ہوں ان سے مدد مانگتے رہنا۔

☆ شوق اور فرض کو یکجا رکھنے کی کوشش کرنا۔ اور اس طرح کے بیسیوں عنوانات ہیں، آپ نے کیا میری کوئی کتاب دیکھی ہے

آپ کیا کرتے ہو یعنی آپ کا شغل کیا ہے؟

والسلام

واصف علی واصف



بخدمت جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

میں گذشتہ کئی سالوں سے آپ کے پاکیزہ مضامین کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ کئی بار خط لکھنے کا ارادہ کیا مگر تاخیر ہوتی رہی۔ آپ کے مضامین پڑھ کر دل کو یک گونہ اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ میں نے ہر بار یہ محسوس کیا کہ آپ کے ہاں ہمارے لئے کوئی پیغام ہے۔ آپ کسی ایسی منزل سے واقفیت رکھتے ہیں جس کی طرف رہنمائی کرنے کی تڑپ رکھتے ہیں۔ اور ہر بار مصنف سے رابطے کے لئے پوسٹ بکس کا لکھنا میرے اس خیال کو تقویت پہنچاتا ہے۔ جوابی لفافہ ارسال خدمت ہے۔ امید کرتا ہوں کہ جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔ آپ اپنی مستقل رہائش گاہ کا پتہ ارسال فرمائیں تو عنایت ہو گی۔ ممکن ہے زندگی میں کبھی لاہور آنا پڑے تو آپ سے ملنے کے لئے دل چاہے گا۔

والسلام

ماسٹر فیض محمد، ضلع راجن پور

جناب ماسٹر فیض محمد صاحب

السلام علیکم

خبر تو ضرور ہے۔ بات وہی ہے جو خواجہ غلام فرید صاحبؒ نے کہی ہے

کیا حال سناواں دل داکوئی محرم راز نہ ملدا

ہم خیال لوگ اگر ہم سفر ہو جائیں تو منزلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ آج تک یہی ہوتا رہا ہے کہ ہم خیال لوگ ہم سفر نہ ہو سکے۔ آپ ہی بتائیں کہ آپ کو کالم پڑھنے سے کیا اندازہ ہوا کہ میں کیا کہنے والا ہوں۔ اور جو بات میں کہنا چاہتا ہوں کیا وہ بات کہی جا سکتی ہے۔ آج تک تو اس کے بارے میں لوگ یہی کہتے رہے ہیں کہ اس بات کا بیان اتنا مشکل ہے جتنا ایک گونگے کو اپنا خواب بیان کرنا۔ دیکھی ہوئی چیز بتائی نہیں جا سکتی۔ بس آپ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ دیکھی ہوئی چیز دکھائی جا سکے۔ یہی کام مشکل کام ہے سنی ہوئی بات تو بتائی جا سکتی ہے' دیکھی ہوئی شئے کا کیا کیا جائے۔ اس قوم پر جتنا رحم ہوا' اتنا ہی اس قوم سے ناشکری ہوئی۔ آپ دعا کرو کہ یہ قوم اور یہ ملک اس دین کے لئے سلامت رہیں۔ اللہ چاہے تو بات بن سکتی ہے۔ ہم بھی دعا کر رہے ہیں آپ بھی

دعا کرو کہ اکابرین کی عزت بحال ہو۔ اساتذہ کا مرتبہ قائم ہو۔ ماں باپ کی توقیر سلامت رہے۔ علم اور علم والے کی عزت ہو۔ دولت والے اور مرتبے والے غرور نہ کر سکیں۔ یہی دعا بہت ضروری ہے کہ یا اللہ! مغروروں کو سرنگوں اور مجبوریوں کو سرفراز کر۔ اے اللہ اس قوم کو جلوہ دکھا' اپنی عنایات کا اور اپنے محبوبؐ کی نوازش ہائے پیہم کا۔ اس قوم کو قائدین سے بچا اور اسے قائد عطا فرما۔ آپ سے ملاقات کا موقع ہو گا۔ آپ دریشک کے علاقے کے ہو۔ مجھے کبھی وقت ملا تو میں آپ کے پاس آنے کی کوشش کروں گا۔ آپ کبھی لاہور آئیں تو ملاقات کا موقع بنے گا۔ بہرحال دعا ضرور کریں۔

والسلام

واصف علی واصف



معظم سرکار اعلیٰ واصف صاحب

السلام علیکم

مہربانی نامہ ملا۔ ایک دوسرے کے لئے دعا کرنا تو خیر و برکت ہے ہی لیکن انداز گفتگو تبدیل ہو گیا۔ چشم بد دور۔ ہونے والے وقوعے کی پہچان تو چاہت ہے اپنی۔ حالات کے دھارے پر تو بہہ ہی رہا ہوں اور کون سا رخ اختیار کروں؟ آنکھ جب دیکھ لے گی تو بے تابی

بھی ختم ہو جائے گی مگر کیسے سمجھوں اور کس طرح دیکھوں؟ یہی تو حل طلب معمہ ہے جس کے تحت آپ کا دست اقدس چوما مگر آپ ہیں کہ بار بار جھڑکیاں دیتے ہیں۔ زہے نصیب!!!

گو میں نہ پوچھ سکا مگر ابھی آپ ہی بتلا دیجئے کہ آپ کے ذمہ کیا ہے اور آپ میری کس طرح مدد کر سکتے ہیں؟ مجھے تو آپ سے ان گنت توقعات وابستہ ہیں گرچہ آپ کی دانست میں، میں ناسمجھ ٹھہرا۔ تو سوائے ذات واحد کے مجھے آپ کے سوا اور کوئی نہیں سمجھا پائے گا ورنہ آپ کا دامن کبھی نہ پکڑتا۔ یہ بات وقت ہی ثابت کرے گا کہ میرا انداز پیری ہوتا تو ۲۲ فردوس کالونی یعنی آپ کے گھر جا کر فقر کی بھیک کبھی نہ مانگتا۔

چاہتا یہ ہوں کہ مجھے اللہ پاک سے چشم باطن اور دولت فقر دلوانے میں مدد کریں۔ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں یہ نشان دہی کرنا آپ کا عمل رہا۔ اب کوئی گرہ بقیہ نہیں چھوڑی۔ زندگی کتنی ہے؟ علم نہیں۔ جانے اللہ۔

"جانے والا جاتے جاتے کیا امانت دے گیا؟"

تابع احکام

مقصد حسین

مقصد حسین صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ ایک بار پھر ملا۔ پہلے آپ بتائیں کہ میرے ذمہ آپ کے لئے کیا کام ہے۔ میں جو کچھ کہتا ہوں، آپ کے پاس ایک اعتراض نما وضاحت طلبی ہوتی ہے۔ آپ دراصل بغیر دلیل اور جواز کے میرے پاس آ گئے۔ اور آپ مجھ سے کہتے ہیں کہ میں آپ کے آنے کی وجہ بتاؤں۔ یہ مسئلہ کیسے حل ہو گا۔ آپ منزلوں کے بارے میں علم

رکھتے ہیں اور اس علم کے علاوہ کسی منزل کے لئے آپ کو تیار نہیں ہونا چاہئے۔ اب صورت یہ ہے کہ جو آپ نے سوال کیا کہ میں آپ کی کس طرح مدد کر سکتا ہوں اس کی وضاحت آپ ہی کرو کہ میں آپ کی کس طرح مدد کروں اور ضرور بتاؤ تاکہ یہ الجھاؤ ختم ہو جائے۔ سو سوال یہ ہوا کہ آپ کے خیال میں میں آپ کی کیا اور کس طرح مدد کروں؟ باقی آپ کے جواب آنے پر۔

اللہ آپ کو اور آپ کے عشق کو سلامت رکھے۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم و معظم قبلہ واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

اس حقیر کے عریضہ کا جواب آپ کی طرف سے موصول ہوا۔ اس بات پر میں جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔ آپ کے محبت بھرے الفاظ دل میں راحت و سرور بن کر سرائیت کرتے رہے۔ بار بار پڑھا۔ تسکین کا باعث بنا۔ حضور کی ذرہ نوازی ہے۔ آپ نے صبر، شکر، کثرت درود شریف اور استخارہ کے علاوہ تعلق شخصیت خاص کی طرف راہنمائی فرمائی

ہے۔ اول الذکر سے ارکان تو ہم جیسوں کا لیکھ ہیں۔ استخارہ ایک عجیب امر محسوس ہو رہا ہے تعلق شخصیت البتہ ضروری ہے۔ میں نے ایک ایک لمحہ کی درازی کو محسوس کیا ہے۔ ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ عرصہ سے کسی مرشد و مربی ہی کے لئے سرگرداں ہوں۔ اپنی تڑپ' اپنی طلب دل میں لئے ہوئے لوگوں سے کنارہ کشی کرتے ہوئے مارا مارا پھر رہا ہوں۔ ناجانے طلب میں کون سی خامی باقی ہے قدرت کو اور کیا کیا اس حقیر کے انداز ہائے بے تابی دیکھنے مقصود ہیں۔ محترم آپ کے در تک پہنچ گیا ہوں دل کو کافی تسلی ہے مگر "آپ سے وعدہ نہیں کیا جا سکتا"۔ تو محترم اس بات سے میں کیا سمجھوں۔ آپ ہی فرمائیں میں کیا کروں جب کہ عالم یہ ہے کہ کچھ میرے بس میں نہیں ہے یہ اضطراب اور نارسائی مجھے کہیں چین لینے نہیں دیتی۔ آپ کی نصیحتیں تہہ دل سے قبول ہیں مگر مجھ سے وعدہ فرمائیں آپ جو حکم دیں گے پورا کرنے کی مکمل سعی کروں گا۔

دل مضطر کو سمجھایا بہت ہے
مگر اس دل نے تڑپایا بہت ہے

اپنے تئیں جو کچھ جب تک اختیار میں تھا کرتا رہا۔ علم و عمل جتنا ہو سکا کیا اب کیا کروں؟ اک آگ سی' اک طلب' اک نارسائی سینے میں گھر کئے رہتی ہے کدھر جاؤں حضور رحم فرمائیں۔ آپ کے حضور فریاد کرتا ہوں اس عاجز کو قبول فرمائیں۔ میں کیا کروں خود کو کس چارہ گر کے پاس لے جاؤں۔ ہائے میں کس بے آب و گیاہ صحرا میں بھٹک رہا ہوں۔ کاش کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا۔ میرے الفاظ میرے حال کو کسی طور بیان نہیں کر پا رہے۔ مگر مجھے یقین ہے آپ کے دل تک میرا حال ضرور پہنچے گا یقیناً" میری آہوں سے آپ متاثر ہوں گے اور کرم کا در کھول دیں گے۔

میرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں۔

والسلام

بابر سلطان

عزیزم بابر سلطان صاحب

السلام علیکم

تمہارا خط ملا۔ کہیں تم کو تمہاری بے تابی بے طلب نہ کر دے' اس لئے میں بار بار کہتا ہوں کہ تحمل سے کام لو۔ سوچو کہ :

۱)۔ تمہیں کوئی ایسا شخص کیوں نہیں مل رہا' جو تم سے زیادہ باخبر اور قابل اعتبار ہو۔ کیا تم اپنے آپ کو تو کہیں ایک بڑا انسان نہیں سمجھ رہے؟ انسان بیمار ہو تو کسی نہ کسی ڈاکٹر کے پاس ضرور پہنچ جاتا ہے اور اگر ڈاکٹروں کا انٹرویو ہی کرنے لگ جائے تو بیماری غالب آ جائے گی۔ بیماری کو یا تو بیماری بھیجنے والے کے حوالے کر دیا جائے اور یہ سوچا جائے کہ جس نے بیماری بھیجی ہے' وہ شفا بھی بھیجے گا اور اگر کسی ڈاکٹر کی تلاش کرنا لازم ہے تو ڈاکٹر کا نہ ملنا سو بار قابل غور ہے۔ تم اطاعت کے دعوؤں کے ساتھ اور ان دعوؤں کے باوجود اطاعت سے گریز کرتے ہو۔

۲)۔ مجھے بار بار کہتے ہو کہ حکم دو اور جب کوئی مشورہ دیتا ہوں تو یہی کہتے ہو کہ اس کے علاوہ کوئی بات کرو۔ میں استخارے کے بارے میں کہتا ہوں۔ تم کہتے ہو کہ اس کے بارے میں سوچوں گا۔ میں صبر کے بارے میں کہتا ہوں تو تم کہتے ہو کہ صبر نہیں ہو سکتا اور جب میں کہتا ہوں کہ اپنا کام کرو' پھر کہتے ہو مجھ غریب پر رحم کرو۔ تمہارے اندر کوئی گڑ بڑ لگتی ہے۔ اب پھر غور سے سن لو۔ استخارہ کرو تاکہ کسی انسان کو اپنا بزرگ یا

مرشد ماننے کی ذمہ داری تم پر ہو۔ تم جانو اور تمہارے خواب۔ اور اگر تمہارے پاس قوی دلیل نہ ہو تو کوئی بڑا کام شروع نہ کرو۔ میرے ساتھ اظہار عقیدت کرتے ہو۔ پہلے تو مجھے بتاؤ کہ تمہارے پاس کیا جواز ہے؟ میں نے کبھی نہیں کہا کہ میرا حکم مانو۔ تم نے مجھے کیوں کہا کہ میں آپ کا حکم مانوں گا۔ غور سے سوچو کہ تم کیا کر رہے ہو۔ طالب بننا کیا مقام ہے؟ اگر یہ مقام کسی کا عطا کردہ ہے تو پھر اس کی حفاظت وہی کرے گا۔ بڑی منزلوں کے مسافر چھوٹا دل نہیں رکھتے:

زخم پہ زخم کھا کے جی اپنے لہو کے گھونٹ پی
آہ نہ کر لبوں کو سی' عشق ہے دل لگی نہیں

عزیز من! یا خاموش ہو جاؤ یا خاموش کرا دیئے جاؤ گے۔ بہتر ہے کہ عشق کی دولت مل گئی ہے تو پی جاؤ۔ جس کو تم جرعہ کہہ رہے ہو' دراصل وہ صبر کا گھونٹ ہے۔ فی الحال یہی شکر کرو کہ تمہیں ایک طالب بننے کا شعور مل گیا۔ اب یہ کہنا کہ حاصل ہو' کچھ اور حاصل ہو' جلد حاصل ہو' میرے اندر آگ لگی ہوئی ہے' مجھے یہ ہو رہا ہے' وہ ہو رہا ہے۔ یہ سب باتیں مناسب نہیں ہیں:

کھیل بچوں کا ہوا' دیدہ بینا نہ ہوا

آخری بار فیصلہ کر لو کہ علاج جسے تم نظر کہہ رہے ہو' یہ دراصل محبت کی نظر ہے' جو اپنوں پر اپنے ڈالتے ہیں اور اپنا بننے کے لئے اپنے پاس فریاد بھی نہیں رکھی جاتی۔ پھر وہی بات کرتا ہوں کہ تعلق بناؤ اور

اطاعت کرو، اور سوال نہ کرو۔

غالب نہ کر حضور میں تو بار بار عرض
ظاہر ہے تیرا حال سب ان پر کہے بغیر

اگر تم نے میرے خط کے جواب میں مثبت رویہ نہ اپنایا تو سلسلہ خط و کتابت بند کر دیا جائے گا۔

والسلام

واصف علی واصف

محترمی واصف صاحب



السلام علیکم

آپ کے ہفتہ وار کالم کا بے تابی سے انتظار رہتا ہے نصیحت کا بہترین طریقہ آپ نے اختیار کیا ہے۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

میں ایک طالب علم ہوں، میرا رجحان اس طرف زیادہ ہے جیسا کہ آپ لکھتے ہیں۔ دعا کی درخواست ہے کہ مولائے کریم اپنے کسی صالح بندے سے میرا تعلق قائم کر دے جو راہ مقصود میں صحیح رہبر و رہنما ثابت ہو۔ آمین۔

دعاؤں کا طالب

سعید احمد

سعید احمد صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ جواب میں تاخیر کی معذرت۔
ملاقات کی صورت بن ہی جائے گی۔ آپ فی الحال درج ذیل فون نمبر پر رابطہ کریں۔ پھر آپ کو وقت اور جگہ سے تعارف کرا دیا جائے گا۔
کالم کو پسند کرنے اور خط لکھنے اور ملاقات کی تمنا کرنے کا شکریہ۔
خدا آپ کو سلامت رکھے۔

والسلام



محترم واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

کافی دنوں سے سوچ رہا تھا کہ اپنے جذبات سے آپ کو آگاہ کروں لیکن دل حوصلہ نہیں کر رہا تھا کہ کہیں آپ ناراض نہ ہو جائیں۔ دل چاہتا ہے کہ اڑ کر آپ کے پاس پہنچ

جاؤں اور آپ کے ہاتھ چوم لوں۔ قدرت نے آپ کے ہاتھ میں غیر معمولی تاثیر رکھی ہے۔ آپ کے کالم پڑھ کر زمین و آسمان کی حقیقتیں میرے سامنے آشکار ہو جاتی ہیں کیوں کہ آپ انسانی زندگی سے متعلق کسی بھی پہلو کو تفصیل کے ساتھ لکھتے ہیں لیکن سچائی کے پہلو کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ بہرحال کچھ بھی ہو میری عقیدت آپ کے ساتھ والہانہ ہے جسے مجھ سے کوئی چھین نہیں سکتا۔

الفاظ کے روپ میں حاضر ہونے کا مقصد آپ کا ایڈریس معلوم کرنا ہے "تاکہ آپ کے دولت خانہ پر حاضر ہو کر آپ کے ہاتھ کو بوسہ دے سکوں۔ میری اس حرکت سے آپ ناراض نہ ہوں کیونکہ یہ میری آپ کے ساتھ عقیدت کا ہی اظہار ہو گا۔ ساتھ ہی جواب کا شدت سے انتظار رہے گا۔۔۔

دعا گو

ناصر

عزیزم ناصر صاحب

السلام علیکم

سلامت رہو۔ آپ کا بے تاب اور خوب صورت خط ملا۔ آپ کی خواہش کے بارے میں بھی علم ہوا۔ خدا آپ کو ذوق شوق کی فراوانی عطا کرے۔ یہی ذوق ہے' جو انسان کو منزلوں کی نشاندہی کرتا ہے اور اسے منزلوں تک پہنچاتا ہے۔ باقی فرض کے طور پر سب دنیا فرائض پورے کر رہی ہے' لیکن فرائض کو شوق کے ساتھ پورا کرنا نصیب والوں کی بات ہے۔ آپ اس عمر میں ایسی باتیں کرتے ہیں یعنی ایسا شوق رکھتے ہیں' ایسے علم کو پسند کرتے ہیں' ایسی حقیقتوں سے متعارف ہونا

چاہتے ہیں تو یہ محض اللہ کا فضل ہے۔ آپ کو فون نمبر بھیج رہا ہوں۔ اس پر فون کریں۔ اگر لاہور آئیں تو بھی فون کریں اور آپ کو پتہ سمجھا دیا جائے گا اور یہاں پہنچنے کا طریقہ بھی بتا دیا جائے گا۔

آپ اپنے بارے میں کچھ اور وضاحت سے لکھیں۔

سلامت رہو۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم المقام جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

گرامی نامہ موصول ہوا۔ شکریہ۔ میرے خط کی اس سے زیادہ کیا توقیر ہو سکتی ہے کہ آپ نے اسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا:

بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست

آپ نے شکر ادا کرنے کا جو طریقہ بتایا ہے اس سے روح کو بالیدگی حاصل ہوئی۔ انشاء اللہ اس نکتہ کو آویزہ گوش بنا کر اس پر عمل کروں گا۔

غالب جیسے رند ہزار پیشہ شاعر نے بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

بے طلب دیں تو مزا اس میں سوا ملتا ہے
وہ گدا جس کو نہ ہو خوئے سوال اچھا ہے

مگر تعجب ہے کہ :

سر ازل کہ پیر مغاں با کسے نہ گفت
در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

دنیا میں خیر و شر کی باہمی آویزش ہے مگر خدا تعالیٰ نے ہمیں ایک خاص حد تک کسب و اختیار کی آزادی دے رکھی تاکہ وہ آزمائے کہ حسن عمل کی میزان پر کون پورا اترتا ہے۔ یہ اس کی شان کریمی ہے کہ اگر بندے کا میلان کسی برائی کی طرف ہو اور وہ اس پر عمل نہ کرے تو اس کے فرد حسنات میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے مگر جب تک برائی کا ارتکاب نہ کرے وہ نامہ اعمال میں درج نہیں ہوتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لئے کتنی بڑی رعایت ہے کہ اس نے خیال پر گرفت نہیں کی۔ ورنہ ہماری نجات کی کوئی صورت نہ ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ خیال کی ریشہ دوانیاں ہمیں گناہوں کی حدود تک لے جاتی ہیں مگر ہم اس کے لئے جواب دہ نہیں۔ تاہم اگر آپ کے پاس کوئی ایسی ترکیب ہو جس سے خیال کو قابو میں رکھا جا سکے تو ضرور ارشاد فرمائیں، ممنون ہوں گا۔

والسلام

ثاقب سلیمانی

ثاقب سلیمانی صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط، بس آپ کا خط ہے۔ خوش نما، خوش خط۔ میں نے اسے کئی بار پڑھا یا یوں کہو کہ پڑھنا چاہا، لیکن ہر بار اس خط کو دیکھتا ہی رہ گیا۔ ماشاء اللہ۔ خیال کا جرم یا گناہ فقراء میں اچھا نہیں سمجھا جاتا، کیونکہ

عمل کا گناہ تو وقت کے ساتھ ویسے ہی ختم ہو جاتا ہے۔ خیال کا گناہ غفلت سے شروع ہوتا ہے اور اس کی انتہا کفر تک ہے۔ آپ کو شعر یاد ہو گا۔ شاعر کا نام آپ بہتر بتا سکتے ہیں:

کچھ وقت تیری یاد سے غافل رہا تھا میں
وہ لمحے کر رہے ہیں مجھے شرمسار سے

فقرا کے لئے حال کی غفلت یا خیال کا گناہ بہت بڑا جرم ہے۔ اس پر گرفت نہیں، جس طرح مہمان آ جائے تو انسان کی توجہ اگر کم ہو جائے، تو بات قابل گرفت نہیں، لیکن اگر مہمان محبوب بھی ہو، تو عدم توجہی خواہ کتنی ہی عارضی ہو، جرم عظیم ہے۔

اللہ ہم سب پر رحم فرمائے اور ہمارے نگران اور سردار ہمیں آغوش توجہ سے باہر نہ نکالیں۔ اللہ آپ کو خوش رکھے۔ آپ پیارے انسان ہو۔

والسلام

واصف علی واصف

محترم واصف علی واصف صاحب



السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

آپ کے پاس وقت کم ہوتا ہے اس لئے اجمال کو تفصیل خیال فرمائیں۔ میری عمر ۲۳ برس ہے۔ طلب حق بہت عرصہ سے ہے۔ بہت سے لوگوں سے ملا اور حتی المقدور ان کی خدمت کی تاکہ حق تک رہنمائی کر دیں مگر شومئی قسمت میں درست اشخاص تک نہ پہنچ سکا۔ اور آپ تو ہمت بھی جواب دے چکی ہے۔ اگرچہ حق تبارک و تعالی نے باطن میں ایک استحکام اور استقامت سی پیدا فرما دی ہے مگر طلب اسی شدت سے موجود ہے۔ تصوف پر کافی مطالعہ ہے اور رطب و یابس تمام کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ علوم شریعہ پر بھی ریسرچ ہے۔ بہر حال حاصل مقصود یہ ہے کہ یہ احقر دنیا و آخرت کی کوئی چیز نہیں مانگتا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا کمال عشق اور اطاعت و اتباع حاصل ہو جائے اور ان کی ذات کی حضوری اور اپنی ذات سے آگاہی نصیب ہو کائنات اور اپنے خالق کا عرفان حاصل ہو جائے۔ میری رہنمائی فرمائیں میں اندھیروں میں ہوں۔ مجھے کوئی راہبر ایسے میں نظر نہیں آ رہا۔ اندھیروں میں مجھے ہدایت فرمائیں میں بہ حیثیت سائل آپ کے در پر حاضر ہوا ہوں مجھ پر روحانی نوازش فرمائیں، توجہ فرمائیں، سینہ روشن فرما دیں۔ اپنا تو حال یہ ہے :

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

میرے لئے کیا حکم ہے۔ میں ایمرجنسی وارڈ کا مریض ہوں۔

والسلام

بابر

عزیز گرامی، السلام علیکم

آپ کا ارجنٹ خط ملا۔ ابھی تھوڑا توقف کرو۔ آپ کے ساتھ کوئی وعدہ نہیں کیا جا سکتا۔ آپ بھی ذرا احتیاط سے کام لو اور بقول اقبال

نالہ ہے بلبل شوریدہ ترا خام ابھی
اپنے پہلو میں اسے اور ذرا تھام ابھی

عزیز من! آپ کی طلب قابل مبارک ہے۔ آپ کا انداز سعادت مندی ہے۔ آپ کے لئے کوئی فوری نسخہ تجویز کرنا اس لئے کسی کے بس میں نہیں کہ آپ ڈائرکٹ کیس ہو۔ آپ مرکز کے ایمرجنسی وارڈ میں ہو۔ بس یہ یاد رکھو کہ آپ کا جو حال ہے، یہی عطا ہے اور اس حال کے ذریعے کچھ اور مانگنا اس لئے بھی زیب نہیں دیتا کہ دینے والے یقیناً" جاننے والے ہوتے ہیں۔ جس نے فریاد دی ہے، اسی نے تو جلوہ دکھانا ہے۔ فریاد مل گئی، بس جلوے کے انتظار میں خاموش ہو جاؤ اور دیکھو کہ کیا ہوتا ہے۔ مجھ سے رابطہ رکھو کیونکہ یہ میرے لئے بھی ایک بہت بڑی بات ہے۔ اتنی چھوٹی عمر میں اتنا بڑا اعزاز۔ شکر کرو اور صبر کرو۔ درود شریف پڑھو اور کثرت سے پڑھو۔ آپ کے ساتھ کبھی رابطہ ہوا، ٹیلی فون وغیرہ کا تو آپ سے کچھ بات ہو گی۔ آپ کسی ایک انسان سے وابستہ ہو جائیں تو بہتر ہے۔ آپ کو نقصان نہیں ہو گا۔ بے تعلق خدمت اور

بے تعلق تحقیق سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ آپ تحقیق نہ کرو' آپ تعلق پیدا کرو' کسی ایک انسان کے ساتھ 'تاکہ آپ اس کی اطاعت کر سکو اور تحقیق اور تنقید کے اذیت ناک کام سے بچ سکو۔ راز چھپا کے رکھا جاتا ہے۔ ظاہری عمل قابل تنقید ہو سکتا ہے لیکن آپ کو گوہر مراد سے غرض ہے یعنی اس کا عمل وہ جانے' ہم اپنا فرض پورا کریں گے اگر مشکل ہو تو استخارہ کرو اور سوال کرو کہ اے اللہ ! اے جاننے والے اللہ ! ہر شے کا علم رکھنے والے اللہ ! مجھے کسی روحانی پیشوا سے ظاہری رابطہ عنایت فرما' تاکہ میں ادب آداب کے تقاضے جان سکوں' مجھ پر رحم فرما۔ آپ عشاء کے بعد دعا کیا کرو اور سو جاؤ' اپنی زبان میں' استخارہ کے مقرر شدہ الفاظ میں بھی۔ انشاء اللہ تعالی کرم ہو جائے گا۔ گھبرانا نہیں۔ ایک زندگی تو کیا چیز ہے' ہزار زندگیاں بھی انتظار کرنا پڑے تو اس منزل کے لئے بہت قلیل انتظار ہے۔ خدا تمہیں اپنے ذوق و شوق کے ساتھ سلامت رکھے۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم و رحمتہ اللہ وبرکاتہ

بعد از آداب مسنون گزارش ہے کہ بندہ اس سے قبل آپ کے نام دو لیٹر تحریر کر چکا ہے مگر افسوس کہ تا ہنوز کوئی جواب نہیں ملا۔ معلوم نہیں آپ کو ہمارے لیٹر ملے ہی نہیں۔ بہرحال بندہ اب بھی ہاتھ جوڑ کر خدائے ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے کہ آپ اس لیٹر میں مندرجہ تمام معروضات کا مکمل جواب جلد ارسال فرمائیں۔ ہماری معروضات یہ ہیں :

(۱)۔ بندہ کا ایک عزیز ناحق مقدمہ قتل میں ملوث ہے جس کو سیشن کورٹ سزائے موت بھی سنا چکی ہے اب ہائی کورٹ میں اپیل داخل کرائی ہے اس لئے اگر آپ کے علم میں حضرت بایزید بسطامی، حضرت داتا صاحب لاہوری، حضرت خواجہ معین الدین اجمیری، حضرت سلطان باہو، حضرت بو علی قلندر پانی پتی، حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی، حضرت مجدد الف ثانی سرہندی، حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری، رحمہ اللہ علیہم اجمعین جیسے صاحب کرامت اور سیف اللسان ولی اللہ کہیں بقید حیات ظاہری موجود ہوں تو خدارا آپ ان کا نام و پتہ مکمل تحریر فرماویں۔

(۲)۔ قبلہ بندہ نے حضرت سلطان باہوؒ کی کتاب عین الفقر کا مطالعہ کیا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ پیر کامل وہ ہے جو ایک نظر میں سائل کو مجلس محمدی ﷺ میں حاضر کر سکے۔ تو قبلہ اس لئے بندہ کی بھی یہ دیرینہ خواہش ہے کہ کاش مجھے بھی کوئی ایسے مرد قلندر مل جائیں اور میں بھی یہ نعمت حاصل کر سکوں۔ اس لئے بھی آپ سے گزارش ہے کہ آپ کسی ایسے مرد قلندر کا نام و پتہ ضرور تحریر فرمائیں۔ قبلہ اگر ایسے صاحب کرامت سالک بزرگ آپ کے علم میں نہ ہوں تو کسی مجذوب بزرگ کا پتہ ہی تحریر فرما دیں۔

(۳)۔ آپ اپنے دولت خانہ کا مکمل پتہ تحریر فرمائیں۔

(۴)۔ قبلہ آپ اپنا مسلک تحریر فرمائیں، ہمارا مسلک سنی بریلوی ہے تاکہ آئندہ خط و کتابت یا ملاقات میں آپ کے مسلک کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔

(۵)۔ علم تصوف کے ترجمان جتنے بھی رسائل آپ کے علم میں ہوں خدارا آپ ان

سب کے نام و پتے مکمل تحریر فرمائیں۔
٦)۔ بار بار تاکید ہے کہ آپ خدا کے واسطے مندرجہ بالا معروضات کا مکمل جواب جلد تحریر فرمائیں۔

فقط والسلام
صوفی محمد یوسف

محمد یوسف صاحب

السلام علیکم

آپ کسی پیر کے باقاعدہ مرید ہونے سے پہلے صوفی کیسے بن گئے۔ اگر آپ کو پیر کی ضرورت نہیں تو یہ خط کیا ہے اگر کسی پیر کی ضرورت ہے تو انتظار کیوں نہیں کرتے۔ آپ کے جواب یا جوابات کوئی آسان کام نہیں۔ بہرحال آپ سنیں:

(ا)۔ مقدمہ قتل سے نجات ملزم کے ماں باپ کی دعا سے ممکن ہے۔ جس شخص کی دعا کارگر ہو جائے آپ کے لئے وہی داتا ہے۔ آپ خود دعا کرو' یقین اور اعتماد سے۔ اللہ بے بسوں اور بے کسوں کی بھی سنتا ہے۔ آپ دعا کریں' اس کے ماں باپ دعا کریں۔ اگر شادی شدہ ہے تو اس کے بیوی بچے دعا کریں۔ اس کے دوست احباب دعا کریں۔ انشاء اللہ تعالی نجات کی صورت ہو جائے گی۔

(۲)۔ آپ پیر کامل کے لئے سلطان صاحب ہی کے رسالہ "روحی" کے مطابق ان کے آستانے پر حاضری دیں اور ان سے درخواست کریں کہ پیر کامل سے ملاقات کا کوئی نیک سبب بن جائے۔ یہ بہت نازک معاملہ ہے۔ کسی کی صلاح پر پیر کامل کا چننا مناسب نہیں۔ یہ تو پھر بتانے والے کو ماننے کے برابر ہو گیا۔ آپ خود اپنی نگاہ سے اپنے محبوب کو تلاش کرو۔

منت رہبر نہ کر منزل و کارواں نہ پوچھ
ڈھونڈ ہی لے گی خود جبیں حسن کا آستاں نہ پوچھ

(۳)۔ میرے مکان کا پتہ' جسے میں کسی خاص وجہ سے غریب خانہ نہیں کہتا' یہ ہے کہ آپ مجھے درج ذیل نمبر پر فون کریں اور موقع کے مطابق آپ کو ایڈریس اور راستہ سمجھا دیا جائے گا۔

(۴)۔ میرا مسلک یہی ہے کہ میں عقیدتاً" سنی ہوں اولیائے کرام کا خادم ہوں ایک بات میں نے اپنی کتابوں میں بار بار وضاحت سے کہی ہے کہ میں گلستان طریقت سے نشاط روح کے لئے پھول اور کلیاں چنتا ہوں۔ مجھے چشتی' قادری' نقشبندی' سہروردی' صابری بزرگوں سے مہربانیاں وصول ہوئی ہیں۔

(۵)۔ علم تصوف کے بارے میں کتب اور رسائل کی فہرست اگر مرتب کرنا شروع کروں تو مہینے نہیں تو ہفتے ضرور لگ جائیں گے۔ تصوف پر لائبریریوں کے شعبے الگ الگ ہیں۔ بلکہ تصوف پر لائبریریاں

بھی موجود ہیں۔ آپ زیادہ علم کو معلوم کرنے کے بجائے کسی بلکہ اسی سے، جسے آپ تلاش کر رہے ہیں اس کتاب کا پتہ کریں جو آپ کے لئے ضروری ہو۔ اپنے آپ کو تصوف کا کمپیوٹر نہ بنائیں۔ کمپیوٹر کے پاس علم ہوتا ہے لیکن وہ صوفی نہیں ہو سکتا۔

(٦)۔ اور ایک بات ضرور یاد رکھیں کہ کسی کام کے لئے بار بار اللہ کا واسطہ نہ ڈالیں۔ یہ بات یاد رکھیں۔ میرے اس خط لکھنے کا یہ فائدہ ہی کافی ہے کہ آپ واسطے نہ ڈالا کریں۔ آپ اس کا فیصلہ کر لیں۔ خط لکھنے کا شکریہ۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

میں بی اے فائنل ایئر کا طالب علم ہوں۔ میری عمر تقریباً چوبیس سال ہے۔ میرے ذہن میں کچھ الجھنیں ہیں جنہیں سلجھانے کے لئے آپ کو لکھ رہا ہوں۔ ممکن ہے ان الجھنوں کی ضرورت و اہمیت آپ کو کچھ زیادہ محسوس نہ ہو لیکن میرے لئے بہر حال فیصلہ کن حیثیت اختیار کر چکی ہیں۔ اس لئے اگر آپ ان کا جواب دینا کسی بھی وجہ سے مناسب

اور ضروری نہ بھی سمجھیں، تب بھی جواب نہ دینے کی وجہ ضرور تحریر فرمائیں۔ اس طرح میرا آپ سے ایک قلمی اور ذہنی رشتہ بھی قائم ہو جائے گا۔ جواب کے لئے جوابی لفافہ بمعہ جوابی کاغذ ساتھ ہے۔ شکریہ۔

سوال نمبر ا:

اسلام یا قرآن و حدیث کی روشنی میں جہالت کی عمومی، جامع اور ٹھیک ٹھیک تعریف کیا بنے گی؟ میرے ذاتی مطالعے، مشاہدے اور تجربے کی روشنی میں اسلام کے نزدیک جہالت کی تعریف مندرجہ ذیل ہے اور غالباً" جہالت جس چیز کا نام ہے، اس کی تعریف صرف اور صرف یہی ہی ہو سکتی ہے۔ آپ کا میری اس ذاتی تعریف کے متعلق کیا خیال ہے؟

"ظلم جھوٹ، غلط صحیح، جائز نا جائز، حق نا حق، حلال حرام، حقیقت فراڈ، گناہ ثواب، اچھائی برائی، نیکی بدی، نفع نقصان کے درمیان فرق نہ رکھنا جہالت ہے۔ چاہے ایسا نہ کر سکنے والا مسلمان ہو یا کافر، ان پڑھ ہو یا پڑھا لکھا"۔

سوال نمبر ۲:

کسی چیز کو وہ نام دینا جو کہ وہ نہ ہو، یہ اس چیز پر ظلم کے مترادف ہوتا ہے۔ اور کسی چیز کو وہ نام دینا جو کہ وہ نہ ہو، یہ کسی کا حق بھی نہیں بنتا۔ جب ہم کسی کو جاہل کہہ رہے ہوتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ مکمل طور پر جاہل ہے جب کہ کوئی شخص مکمل طور پر جاہل نہیں ہوتا اور اس طرح ہم اس کو وہ نام دے رہے ہوتے ہیں جو کہ وہ نہیں

ہوتا اور اس طریقے سے ہم اس پر اپنے حق سے تجاوز کر کے ظلم و زیادتی کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔ بلکہ اس کے متعلق تو ہم زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں کہ فلاں شخص میں جہالت ہے یا فلاں شخص کی فلاں بات جاہلانہ ہے۔ اسی طرح کسی کو ظالم، جھوٹا، کمینہ، رذیل، برا، بدمعاش، بیوقوف، منافق، چغل خور وغیرہ کہنا۔ اور جب ہم کسی شخص پر یہ لیبلز (Labels) لگاتے ہیں تو بعض اوقات آدمی یہ سمجھ لیتا ہے کہ جب مجھے ایسا کہا اور سمجھا بھی جا رہا ہے تو میں پھر ایسا ہو کیوں نہ جاؤں۔ تو اس خیال سے وہ پھر ویسا ہوتا چلا جاتا ہے اور بعض اوقات اتنا دور نکل جاتا ہے کہ اس کی اصلاح کے چانسز بھی معدوم ہو جاتے ہیں۔ میرے اس استدلال کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ کہاں تک درست ہے؟ اگر درست نہیں ہے تو پھر درست کیا ہے؟

سوال نمبر ۳:

کسی کو کھلانا پلانا اور اس سے کچھ کھانا پینا چاہئے یا نہیں؟ آیا یہ انسان کے حقوق و فرائض میں آتا ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں میرا استدلال یہ ہے کہ ایسا کرنا انسان کے حقوق و فرائض میں نہیں آتا بلکہ احسان میں آتا ہے۔ اور ایسا کرنے سے انسان کے ذہن پر دوسرے کی نفسیاتی Domination پیدا ہوجاتی ہے اور دل میں نرم گوشہ پیدا ہو جاتا ہے اور اس طرح انسان کا ذہن اور دل دونوں غلام بن جاتے ہیں اور پھر دوسرا اس کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کر سکتا ہے۔ میرا یہ استدلال کہاں تک درست ہے؟ اگر درست نہیں ہے تو پھر درست کیا ہے؟

سوال نمبر ۴:

یہ بات کہاں تک درست ہے کہ " اچھائی برائی' حق و باطل' جائز ناجائز' غلط صحیح' حلال حرام' معقول نا معقول' مناسب نا مناسب' حقیقت فراڈ' علم جہالت' ظلم انصاف' اندھیرا اجالا' دھوپ چھاؤں' گناہ ثواب' نفع نقصان کی جنگ ازلی و ابدی ہے"۔

سوال نمبر ۵:

انسان کے ذہن میں جو بھی خیال آتا ہے وہ یا تو خدا کی طرف سے ہوتا ہے یا شیطان کی طرف سے۔ باقی ذہن خود خیال پیدا نہیں کرتا۔ اسی طرح دل کا ارادہ۔ یہ بات کہاں تک درست ہے؟ اگر درست نہیں ہے تو پھر درست کیا ہے؟

سوال نمبر ۶:

آپ کی کتاب " کرن کرن سورج " میرے پاس موجود ہے اس میں آپ نے لکھا ہے کہ "زخمی سور کی مرہم پٹی کرنے والے مسلمان کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے"؟ اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟

سوال نمبر ۷:

"کرن کرن سورج" کے علاوہ آپ کی جو تصانیف ہیں' وہ کون کون سی ہیں؟

سوال نمبر ۸:

آئندہ بھی آپ کو اس قسم کے سوالات لکھتے رہیں یا نہ لکھیں؟

والسلام

محمد صفدر

محمد صفدر صاحب

السلام علیکم

آپ کے سوالات، جن میں آپ کے جوابات بھی تھے، نظر سے گزرے۔ اللہ آپ پہ رحم فرمائے اور آپ پر آسانی نازل فرمائے۔ آپ کی اکثر باتیں صحیح ہیں، لیکن آپ کو مکمل بات کے ادراک کے لئے کسی مرد کامل کی صحبت اختیار کرنا پڑے گی۔ اب آپ پوچھیں گے کہ آپ کے خیال میں مرد کامل کون ہوتا ہے؟ اس کا جواب یہی ہے کہ مرد کامل وہ انسان ہوتا ہے جو لوگوں کی راہنمائی کے لئے نامزد فرمایا جا چکا ہوتا ہے۔ اور اس کی نامزدگی میں اللہ تعالیٰ کا حکم اور اللہ تعالیٰ کے محبوبؐ کی رضا شامل ہوتی ہے ایسے آدمی کی تلاش کا کیا طریقہ ہے؟ پس بہت آسان طریقہ ہے۔ آپ جب اپنے آپ میں صداقت پیدا کر لو گے تو صادق کا راستہ یا اس کے گھر کا راستہ یا اس کی ذات کا راستہ آسان ہو جائے گا۔ آپ لمبے چوڑے بکھیڑوں میں نہ پڑو۔ بحث سے بچو۔ بہتر ہے۔ سفر کا موجود حصہ خاموشی سے طے کر لو۔ اگر قدرت کی طرف سے کشادگی عطا ہو رہی ہے تو پروپیگنڈے سے بچو۔ دوسروں میں جہالت کی تلاش کرنا جاہلوں کا کام ہے۔ اپنے آپ میں جہالت تلاش کرو اور so called جاہلوں میں دانائی ڈھونڈ نکالو۔ آپ کی منزل آسان ہو جائے گی۔ زیادہ مرکبات سے پرہیز کرو۔ سادگی میں حسن و صداقت پائے جاتے ہیں۔ خوبصورت بات وہی ہے جو مختصر ہو اور دل کو بھی بھائے۔ جن باتوں کا

آپ کو پتہ ہے' ان کی تصدیق بھی اپنے پیر و مرشد' گرو یا استاد سے لیں اور استاد بھی ایسا کہ جس کی بات پر دو رائیں نہ ہوں۔ آپ ایک رائے بنانے کے بعد کسی سے سند کیوں مانگتے ہو۔

اللہ آپ کو علم اور حلم عطا کرے۔ آمین۔ خدا آپ کو بے معنی طوالت کی پریشانیوں سے بچائے اور اللہ آپ کو اظہار علمیت کی جہالت سے بچائے۔ خدا آپ کو ادب سکھائے تابعداری سکھائے۔ بس یہی سب سے بڑا علم ہے اور یہی سب سے بڑی صداقت ہے اور سچ پوچھو تو یہی سب سے بڑا انعام ہے۔

والسلام

واصف علی واصف



قابل صد احترام جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم۔

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

آپ کا شفقت بھرا جواب ملا۔ شکریہ۔ جب تک خط کا جواب نہ آیا مختلف وسوسوں میں گھری رہی مثلاً" بہت اچھے خطوط لوگوں نے لکھے ہوں گے میرا خط ردی کی ٹوکری کی نذر ہوا ہو گا۔ شاید مصروفیت کے باعث نظر انداز کر دیا ہو گا۔ مگر میرے سارے وہم' وہم ہی ثابت ہوئے۔ الحمد للہ

آپ کی تحریروں کے لئے فیروز سنز والے پریشان ہیں۔ ہونے دیں یہ ان کا کام ہے وہ آپ کی تحریروں کو جو بھی نام دیں جس خانے میں رکھیں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ گلاب کے پھول کو جس نام سے پکاریں' رہے گا گلاب کا پھول۔ ١٧ فروری کے شمارے میں " آخری خواہش" پڑھی' بے حد پسند آئی خاص طور پر یہ سطریں۔ "میرے اللہ! تجھ سے دولت مانگی اور تو نے عطا فرمائی۔ لیکن اسی دولت کے سہارے تیرے بندوں کو اذیتیں دی' ان کی انا مجروح کی' ان پر زندگی کی آسانیاں کم کر دیں۔ میرے مالک! تیرا احسان میں نے تیرے ہی دربار میں تیرے ہی روبرو تیری بغاوت کے لئے استعمال کیا۔ میرے مولا! مجھے بچا لے۔ یوں تو میں نے براہ راست کسی آدمی کو قتل نہیں کیا' لیکن میں لوگوں کی زندگی کے ذرائع تنگ کرتا رہا ہوں ان سے آسانیاں چھینتا رہا ہوں اور اپنے پاس وہ مال جمع کر رکھا ہے جس کی مجھے ضرورت نہیں تھی"۔ یہ مضمون "ارباب اقتدار" اور ڈاکو لوگوں کو خاص طور پر پڑھنا چاہئے مگر فائدے کی امید نہیں کیونکہ فائدہ تو زندہ ضمیر لوگوں کو ہوتا ہے۔

اللہ تعالی نے آپ کو بہت اچھی صلاحیت سے نوازا ہے اور باذوق لوگ اس کو اچھی طرح سمجھتے ہوں گے۔ میں نے افسانے اور ناول پڑھے ہیں مگر مجھے چند لوگوں کے سوا کسی کی تحریریں پسند نہیں کیونکہ ان دونوں میں معاشرتی اور معاشی مسائل کی نہ تو نشاندہی ملی ہے اور نہ ہی حل موجود ہے۔ صرف ایک بات ہوتی ہے کہ عشق ہوتا ہے ناکامی یا کامیابی ہو جاتی ہے۔ ایسا ادبی پارہ مجھے کم پسند آتا ہے اس لئے آپ کی تحریریں پسند آتی ہیں کہ ان میں سوچ ہوتی ہے' نئی بات ہوتی ہے اور حقیقت ہوتی ہے۔

یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ پرانی تحریریں کتابی شکل میں موجود ہیں۔

جواب دیر سے تحریر کر رہی ہوں۔ اصل میں موسم کی خرابی کے باعث اہل خانہ بیمار تھے خاص طور پر امی' (والدہ) اور اماں (نوکرانی)' سو دونوں کے فرائض میں نے انجام دیے اور ایک نئی حقیقت سے آشنا ہوئی کہ اگر جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے تو نوکرانیوں کے قدموں کے نیچے بھی کچھ نہ کچھ ہونا چاہئے۔ بہت مشکل کام ہوتے ہیں گھر کے۔ غربت' کمزوری اور مجبوری کی بناء پر تو اور مشکل لگتے ہوں گے۔

فقط والسلام

ارم

ارم صاحبہ

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ کتاب "قطرہ قطرہ قلزم" آپ کو بھیجی جا رہی ہے۔ فکر نہ کریں۔ کالم غور سے پڑھنے کا شکریہ۔ ماں کا مقام صرف خدمت ہی کی وجہ سے نہیں، بلکہ حکم ہے۔ کلام پاک کا ارشاد ہے کہ ماں جس نے تمہیں یعنی ایک بوجھ کو اٹھائے رکھا، ایک خاص وقت مقررہ تک اور اس عرصے میں اور اس کے خاتمے پر یعنی پیدائش پر یعنی بچے کی پیدائش پر اس نے تکلیف پر تکلیف اٹھائی اور وہ اذیت در اذیت سے گزری، لیکن اس نے محبت کے ساتھ دعائیں بھی دیں، اپنے بچے کو اور دو سال تک اللہ کے حکم کے مطابق اس کو اپنا دودھ پلایا۔ اس ماں کا کوئی احسان ادا نہیں کر سکتا۔ نوکرانی کا مقام بھی بہت عظیم ہے یعنی یہ لوگ ہمیں سخی بنانے والے ہیں۔ ہم ان کے ساتھ رحم کریں۔

ہمیں رحم کرنے والا بنا دیا جائے گا۔ اور ان لوگوں کے بڑے درجات ہیں، لیکن ماں کا مقام وہ مقام ہے کہ وہاں باپ کا بھی گزر نہیں ہو سکتا۔ خدا قوم کو ماں کی عزت کرنے والا بنائے اور ماں کو محبت اور دعا کرنے والا۔

باقی آپ اپنے بارے میں کچھ مزید لکھیں۔ آپ کیا پڑھتی ہیں؟ کتنا مطالعہ ہے؟ کب سے اس قسم کا رجوع ہے؟ یعنی آپ نے یہ علم

دوستی، طبیعت کا ٹھہراؤ اور بلند خیالی کہاں سے سیکھی؟ اللہ تعالی آپ کو سلامت رکھے۔ آمین۔

والسلام

واصف علی واصف



جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب کا خط مل گیا۔ پڑھ کر تسلی ہوئی۔ جناب عالی آپ نے دولت سکون کے بارے میں دعا دی ہے۔ مہربانی فرما کر دولت سکون حاصل کرنے کا طریقہ بتا دیویں کرم نوازی ہو گی۔ اللہ پاک جناب کا درجہ مزید بلند فرمائے۔ امین۔

والسلام

عطا جاوید

عطا جاوید صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ دولت سکون کے لئے کوئی خاص نسخہ تو

نہیں کیونکہ یہ دولت نصیب سے ملتی ہے جیسے انسان کو خوبصورت چہرہ نصیب سے ملتا ہے۔ لیکن بالعموم دولت سکون حاصل کرنے کے دو چار اصول ہیں۔ آپ غور کر لیں۔

(۱) سکون حاصل کرنے سے نہیں، کسی کو سکون پہنچانے سے ملتا ہے۔ آپ سکون دیتے جاؤ، خود بخود ملتا جائے گا۔

(۲) اس دنیا کے ہنگاموں سے نظر چرا کر اس دنیا کے ہنگام پر رکھنی چاہئے۔ آنے والا زمانہ آ کے رہتا ہے۔ جانے والے کو جانے دو۔ سکون مل جائے گا۔

(۳) سکون اپنے شوق اور اپنے فرض کو یکجا کرنے میں حاصل ہو جاتا ہے۔ مثلاً" جو کام آپ کا فرض ہے، وہی کام خوش ہو کر کرو، مجبور ہو کر نہیں، خوش ہو کر۔

(۴) اپنی زندگی کسی انسان کی آرزو کے مطابق گزارو۔ وہ انسان ہی ہمارے لئے منزل سکون ہے۔

(۵) دولت سکون مکانوں میں نہیں، آستانوں میں ملتی ہے۔

(۶) سکون جاگنے والوں کی میراث ہے اور سونے والوں کی حسرت۔ جو مال جمع کرتا ہے، اسے گنتا ہے، وہ سکون نہیں پائے گا۔ جو مال سے محروم ہے اور صرف مال کی تمنا رکھتا ہے، وہ بھی سکون سے محروم ۔ سکون اس کو ملا، جس نے اپنی خواہش اپنے حاصل سے کم رکھی۔

اسی طرح اور بیسیوں انداز اور طریقے اور نسخے سکون حاصل کرنے کے لئے ہوسکتے ہیں، لیکن حاصل تو کسی ایک نسخے سے ہو گا۔ جس طرح پہاڑ کی چوٹی پر جانے کے لئے سینکڑوں راستے ہو سکتے ہیں، لیکن مسافر کے لئے صرف ایک راستہ ہے۔
خدا ہمیں اپنی مہربانیوں کا سیدھا راستہ دکھائے۔ آمین۔

والسلام
واصف علی واصف



جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم
میں اس سے پہلے بھی آپ کو دو تین عدد خط ارسال کر چکا ہوں۔ مگر جواب سے اب تک محروم ہوں۔ خدا جانے کیوں؟
مجھ گناہ گار کو بھی بتلائیں کہ میری دعا "اے اللہ مجھے بھی اپنے محبوبؐ کا جلوہ دکھا" کس طرح مانگی جائے کہ قبول ہو۔

والسلام
آپ کا مخلص
طفیل محمد

طفیل محمد صاحب

السلام علیکم

آپ کو اتنی بات سمجھ میں نہیں آرہی کہ آپ کس طرح دعا کریں۔ بھئی! جب آپ کی دعا کو پذیرائی کا موقع نہیں ملا تو آپ اپنے نام کے معانی پر غور کریں اور کسی کے طفیل اپنی رسائی حاصل کریں۔ یہ سب طفیلی کام ہیں۔ کسی نے کسی پر کرم کر دیا۔ اسے آئینہ دکھا دیا۔ کوئی "تبریزؒ" "رومی" کے پاس جا کر اسے مولانا رومؒ بنا گیا۔ موسیٰؑ کو کلیم اللہ بننے کے لئے کسی شعیبؑ کی ضرورت ہے۔ بس آپ کہیں کوئی معتبر ذات ڈھونڈ کر ان کی اطاعت میں لگ جاؤ۔ جلوہ مرکز کا ہوتا ہے لیکن جلوہ گری کہیں اور جا کے ہوتی ہے۔ جس طرح سورج دور ہے اور دھوپ' جو کہ سورج کا جلوہ ہے' ہمارے پاس ہی رہتی ہے۔ سورج سے وصال دراصل دھوپ سے وصال ہے۔ اگر جلوہ اپنی رعنائیوں اور تابناکیوں سمیت دیکھنا نہ ملے تو کم از کم کسی دیکھنے والے کو دیکھو اور یوں بھی جلوہ دیکھنے کا موقع مل جاتا ہے۔ یہ بھی دیدار کی ایک صورت ہے۔ کبھی کبھی تو محبوبؐ کا ایک روپ نامہ بر ہی بن جاتا ہے۔ اللہ رحم کرے۔ محبت کے جلوے قانون سے ملتے ہیں۔ بات یہ نہیں کہ دس سال سے دعا مانگ رہا ہوں کب سنی جائے گی۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی آیا اور آتے ہی دامن مراد بھر کے لے گیا۔ یہ جلوے کا اپنا انداز ہے کہ وہ عیاں بھی

ہے اور نہاں بھی۔ وہ خود ہی اپنا پردہ ہے اور خود ہی اسے آشکار کرتا ہے۔ کچھ کمی انسان کی اپنی طلب میں رہ جاتی ہے۔ بہر حال آپ دعا کرتے جائیں اور اپنے رہنما سے رابطہ کرنے کی کوشش کریں۔ آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کس سلسلے میں بیعت ہیں؟ اللہ آپ کو سلامت رکھے عشق نبیؐ میں اور اسی عشق میں آپ سلائے جائیں اور اسی میں آخرت میں جگائے جائیں۔ آمین

والسلام

واصف علی واصف



جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ بہت شکریہ۔ تازہ مضمون "ہمہ رنگ" پڑھا۔ بہت خوب اور دل میں اتر جانے والی تحریر ہے۔

اپنی دقت کے متعلق مختصراً" عرض ہے کہ مجھے اپنی ۳۲ سالہ نوکری میں یہ تجربہ ہوا ہے کہ جھوٹ بولو تو کم سزا اگر سچ بولو تو سخت سزا۔ کیونکہ ننھے منے ذہن میں بزرگوں نے یہ ڈالا ہے۔ ایک سچ بولا پہلی نوکری سے گیا۔ دوسرا سچ بولا دوسری نوکری سے گیا۔ تیسرا سچ بولا تو زیر عتاب ہوں اور چور سرخرو ہے۔

دعا گو

امان اللہ

امان اللہ صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ سچ بولنے کے نقصان پر ہمدردی قبول کرو۔ اب تو جو ہونا تھا' ہو چکا۔ چلو نوکریاں تو چلی گئیں' کہیں آخرت نہ چلی جائے۔ آئندہ اپنی بچت کے لئے دھیان کیا کرو۔ جب جھوٹا ماحول ملے یا کوئی جھوٹا آدمی ملے تووہاں فوری سچ نہ بولا کرو۔ لیکن جہاں سچا ماحول ملے اور سچا آدمی ملے وہاں جھوٹ نہ بولو۔ یہ وضاحت یاد رکھنا۔ جب مقدمہ جھوٹا ہو' گواہ جھوٹے ہوں اور کبھی کبھی جج بھی جھوٹا ہو' تو سچ نوکری سے باہر ہو گا۔ نوکری قائم رکھنے کے لئے کسی پرانے نوکر سے چھوٹے موٹے گر سیکھو۔ بہرحال اب تو عمر کا پچھلا پہر ہے۔ جس آدمی سے سچ نہیں بولا گیا اور وہ پچھتا رہا ہے' اب وہ جھوٹ کیسے بول سکے گا۔ اب آپ جھوٹ نہیں بول سکتے لہٰذا آپ اللہ اللہ کریں۔ جھوٹوں کی نوکری نہ ملے تو بہتر ہی ہے۔ اس مالک کی نوکری کرو جو دین دنیا میں سرفراز کر دے۔

اللہ آپ کو سچ بولنے کے فوائد سے بھی جلد آشنا کرے گا۔ میں دعا کروں گا۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ ۱۶ ستمبر میں آپ کا ۸ کالمی مضمون پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ عنوان تھا ضمیر کی آواز۔ اس کے آگے مصنف کا نام لکھا ہوا تھا۔ پوری لائن کو اگر یوں پڑھا جائے تو کچھ ایسا پڑھا جائے گا۔ "ضمیر کی آواز ---- واصف علی واصف"

ویسے ایسے ہی پڑھنا چاہئے کیونکہ جس کے اندر اچھے وصف ہوں گے وہی واصف کہلائے گا اور جس کے وصف اچھے ہوں گے یقیناً" اس کا ضمیر بھی اچھا ہو گا اور پھر اس ضمیر کی آواز بھی بہتر ہو گی۔ ضمیر کے بہتر ہونے سے انسان کی بنیاد اچھی ہو گی اور جس انسان کی بنیاد اچھی ہو جائے اس کے اندر کا چھپا ہوا آدمی بھی با صلاحیت ہو گا۔ بڑا باضمیر ہو گا۔ ظاہر ہے جس کا باطن صاف ہو گا اس کے ظاہر میں کتنی روشنی ہو گی اور جہاں تک یہ روشنی پہنچے گی وہاں وہاں کا علاقہ اندھیرے سے نکل کر روشنی میں آ جائے گا۔ ایسا باضمیر اور روشن انسان سچا اور حق پرست ہو گا وہ تلواروں کے سائے میں بھی حق بات کہنے سننے سے نہیں ٹلے گا۔ کیونکہ اس کا ضمیر زندہ ہے اور زندہ ضمیر ہر اچھی بری چیز کی پہچان کر سکتا ہے۔ اس لئے وہ ہر اس اچھی چیز کو اچھا ہی کہے گا جس کی اس کے ضمیر نے پہچان کی ہو۔

ضمیر دل کی وہ آواز ہے جس کو انسان تنہائی میں سن سکتا ہے جب اس نے کوئی گناہ کیا ہو یا ناجائز کام کیا ہو تو باضمیر انسان کا ضمیر اس کے ضمیر کو جھنجھوڑتا ہے اور اس کو ملامت کرتا ہے۔ اندر کا انسان اگر جاگا ہوا ہو تو انسان غلطیاں کم کرتا ہے۔ اگر کسی کے ضمیر کے خلاف کوئی بات ہو جائے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے اور بعض اوقات تو قطع تعلق بھی کر لیتا ہے، کتنا کم ظرف ہے یہ انسان ----- حالانکہ دل دن میں کتنی بار ٹوٹتا ہے مگر پھر بھی اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہے۔ یہ اپنے اپنے ضمیر کی بات ہے۔ عام طور پر باشعور انسان اپنے ضمیر کی آواز پر لبیک کہتا ہے۔ ضمیر کی آواز ایسے دل سے سنی جا سکتی ہے جس میں روشنی

ہو۔ چمک ہو، قلعی کی ہوئی ہو۔ جس میں صرف اللہ کے ذکر سے دل دھڑکتا ہو ---- جب ایسا انسان اپنے ضمیر کی آواز پر دھیان کر کے جو کام بھی کرے گا اس میں خیر ہو گی اور جہاں خیر ہو گی وہاں برکات نازل ہوں گی اور جہاں برکات ہوں گی وہاں رحمتیں اور جہاں رحمتیں ہوں گی وہاں پر اللہ کی خاص مہربانیاں ہوں گی اور جہاں اللہ کی خاص مہربانیاں ہوں گی وہاں سوائے اللہ کے کسی اور ذات کی محتاجی نہیں رہتی۔

یہ سب اچھے ضمیر کے اوصاف والوں کی باتیں ہیں۔ لہٰذا اچھے ضمیر کا مالک اچھے خیالات کا مالک ہو گا، وہ اپنے ضمیر کی آواز پر صرف اسی وقت لبیک کہے گا جب اچھے ضمیر کا انسان اس سے ہم کلام ہو گا۔

آپ بھی سوچتے ہوں گے کہ میں کیا کیا لکھنے بیٹھ گیا۔ بس ذرا اندر کے انسان میں گم ہو گیا تھا اور ایسی بے مصرف باتیں لکھ ڈالیں۔ یہ آپ کے جواب میں نہیں لکھا بلکہ اپنے ضمیر کی آواز پر لکھ ڈالا۔ انشاء اللہ لکھتا رہوں گا اور سیکھتا رہوں گا۔ آپ سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنی رحمت بے کراں نازل فرماتا رہے۔

فقط نیاز مند

فاروق الحسن

فاروق الحسن صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا جواب کی تاخیر کے لئے معذرت۔ آپ کا خط بھی ایک خوبصورت کالم ہی تھا۔ ماشاء اللہ آپ لکھتے رہا کریں۔ چھپی صلاحیتیں ظاہر ہو جائیں گی۔ آپ کو اپنی کتابوں کے نام بھیج رہا ہوں یعنی

(۱) کرن کرن سورج (نثرپارے)

(۲) دل دریا سمندر (مضامین)

(۳) قطرہ قطرہ قلزم (مضامین)

(۴) شب چراغ (شاعری)

فی الحال آپ کو ایک کتاب قطرہ قطرہ قلزم "تحفتاً" بھیجی جا رہی ہے، اسے پڑھیں اور تبصرہ کریں۔

والسلام

واصف علی واصف



محترمی واصف صاحب

السلام علیکم

"خلق عظیم" کے عنوان سے آپ کا مضمون پڑھا۔ ایک جملہ پورے مضمون کی جان تھا کہ

"نبوت اخلاق کا نتیجہ نہیں، اخلاق نبوت کی عطا ہے"

مگر اخلاق صفات ہیں اور نبوت ذات (بلحاظ خلق) صفات کا اظہار نبوت سے ہوتا ہے گویا دراصل بلحاظ عطا نبوت عین صفات ہے یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ ذات واجب خالق ہونے میں وحدہ لاشریک ہے مگر حضورؐ مخلوق ہونے میں وحدہ لاشریک ہیں۔ جب لفظ دائم

نہیں تھا جب بھی آپؐ نبی تھے، جب لفظ نہیں تھا، جب بھی آپؐ نبی تھے۔ آپؐ صادق نہیں، آپؐ صدق ہیں۔ آپؐ عالم نہیں، آپؐ علم ہیں۔

والسلام
محبان رسولؐ کی خاک پا
اوصاف نقوی

اوصاف نقوی صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ تحریر کی روانی اس درجہ پر تاثیر کہ سننے والے سننے کے بعد بھی سنتے رہے۔ اللہ آپ کے علم میں اضافہ کرے۔

آپ کے خط کی جان بھی ایک ہی فقرہ تھا یعنی

"محبان رسولؐ کی خاک پا"

کیا آپ نے میری کوئی کتاب دیکھی یعنی

(۱) کرن کرن سورج (نثرپارے)

(۲) دل دریا سمندر (مضامین)

(۳) قطرہ قطرہ قلزم (مضامین)

(۴) شب چراغ (شاعری)

کیا آپ نے "خلق عظیم" سے پہلے شائع ہونے والے میرے بائیس کالم دیکھے؟
بہرحال آپ کے خوبصورت خط کا شکریہ

والسلام

واصف علی واصف



محترم جناب واصف صاحب

آداب

خیریت کا طالب بخیر۔ خط ملا۔ ازحد سکون ہوا۔ کچھ عرض حال ہے لکھ رہا ہوں۔ امید ہے طبیعت پر گراں نہیں گزرے گا۔

نہ میں جمیا نہ میں جایا
ایویں بس اک ناں اکھوایا
کھیڈاں کھیڈے کھیڈن والا
مینوں بس اک کھیڈ بنایا

میں تاں رنگ وچ رنگ پایا سی
ناں لکھ کے مینوں ظاہر پایا
نام الف دا لواں ہزاراں
جند جان گھولے پایا

ظہور فقیر دا بس اکوں رنگ اے
ساون بھادوں کجھ نہ پایا
نہ پنجابی صحیح لکھ سکتا ہوں نہ اردو، تصحیح خود ہی فرمائیے

والسلام
ظہور فقیر

فقیر بھائی

السلام علیکم

خوش رہیں۔ شعر قبول ہو جائیں تو اصلاح کی کیا ضرورت۔ اور اگر قبول ہی نہ ہوں تو اصلاح کا کیا تکلف۔ لہٰذا شعر درست ہے، چونکہ آپ نے کہے ہیں۔

نہ میں آیا نہ میں لایا گیا ہوں
میں حرف کن ہوں فرمایا گیا ہوں
بہت بدلے میرے انداز لیکن
جہاں کھویا وہیں پایا گیا ہوں
وجود غیر ہو کیسے گوارا
تیری راہوں میں بے سایہ گیا ہوں

بہرحال آپ کا خط باعث مسرت ہوا۔ زندہ آدمی اور زندہ خط کو دیکھ کر خوشی ہوا کرتی ہے۔ کراچی میں میری لکھی ہوئی کتاب کسی دکاندار سے ملتی ہے؟ ایسے ہو تو دیکھنا۔ پانچ کتابیں ہیں' وہاں کتب فروشوں کے پاس موجود ہیں۔ شاہراہ قائدین پر غالباً" کوئی مشہور سی دکان ہے۔ وہاں سے پتہ کروائیں۔ کتاب نہ ملے تو مجھے بتائیں۔ میں کوئی انتظام کرا دوں گا۔

والسلام

واصف علی واصف



جناب واصف صاحب،

السلام علیکم

ازل سے ابد تک اس کی تلاش جاری رہے گی۔ اس لم یزل کو کسی نے کتنا پایا' اس کا احاطہ کرنا ممکن نہ ہو گا۔

آپ کے آرٹیکل انتہائی ایمان افروز ہوتے ہیں۔ ذاتی رابطہ کس طرح ممکن ہے۔ اطلاع بخشیں۔ انتظار رہے گا۔

خیر اندیش

محمد سعید

عزیزم محمد سعید صاحب

السلام علیکم

آپ کی آرزو جس کے پورا ہونے کے لئے آپ نے دعا کے لئے کہا' بہت قیمتی ہے۔ جس شخص کی آرزو ہے' وہ ہمیشہ اس آرزو کو جانتا ہوتا ہے۔ دعا ہے کہ راہرو کو اس کے راہنما سے جلد تعارف ہو جائے تا کہ حصول منزل آسان ہو اور یقینی ہو۔

خدا آپ کو سلامت رکھے۔

والسلام

واصف علی واصف



قابل صد احترام جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

عرض ہے کہ آپ کے چند مضامین پڑھے تو نہایت پسند آئے۔ بلکہ بعض نکات اپنی کاپی ڈائری میں نوٹ کر لیتا ہوں۔ مثال کے طور پر آپ کا ایک مضمون "تقرب الٰہی" کے عنوان سے مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۸٦ء وقت میں شائع ہو چکا تھا۔ آپ نے لکھا ہے کہ

جب اللہ بزرگ و برتر و یکتا و بارک جب کسی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرماتا ہے تو اسے مخلوق کی خدمت اور مخلوق سے محبت کا راستہ عنایت فرماتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے سب سے پیارے انسان ﷺ اپنے محبوب حضور انور محمد رسول اللہؐ کو سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ بزرگ و برتر یکتا کے تقرب کا ثبوت مخلوق سے محبت میں پنہاں ہے' وغیرہ وغیرہ۔ ۱۷ فروری ۱۹۹۲ء نوائے وقت میں "آخری خواہش" کے عنوان سے بہت پسند آیا ہے کہ "جس پر تیرا رحم ہوتا ہے اسی کو توبہ کی توفیق ملتی ہے"۔ "ڈوبنے سے پہلے اپنے محبوبؐ کا جلوہ دکھا" بہت پسند آیا ہے۔ جناب واصف علی واصف صاحب ہم پورے خلوص و عقیدت سے آپ کے ان پاکیزہ بلند خیالات و عظمت شخصیت کو سلام پیش کرتے ہیں۔ اور دعوت دیتے ہیں کبھی یہاں تشریف لا کر خدا کی مخلوق کو اپنے پاک خیالات' نیک سیرت اور کردار و عمل اور روحانی برکات سے مستفید فرمایئے' اپنے فیض و برکات کو پھیلایئے تاکہ خدا کی مخلوق میں آپس میں محبت و عقیدت کے علاوہ اپنے اللہ اور اللہ کے محبوبؐ سے حقیقی محبت و عقیدت نصیب ہو جائے۔ دل کی تاریکیاں دور ہوں' روح کو تازگی اور ذہن کو سکون نصیب ہو۔ کیا جناب والا نے اپنی تحریروں کو کتابی شکل دی ہے میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کی کتابیں ہیں یا نہیں ہیں۔ اگر ہیں تو وہ کیسے اور کہاں سے مل سکتی ہیں۔ کیا آپ سے ملاقات ہو سکتی ہے یا ٹیلی فون پر بات ہو سکتی ہے۔ براہ مہربانی ضرور مطلع کیجئے۔ مجھے عرصہ دراز سے آپ سے ملنے کی بہت تمنا ہے۔ دلی خواہش ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ "آخری خواہش" کے عنوان سے شائع شدہ مضمون کے نیچے رابطے کے لئے آپ نے پوسٹ بکس ۴۰۹۲ لاہور' دیا ہے۔ خدا کرے کہ آپ سے رابطہ قائم ہو جائے۔ دست بدعا ہوں کہ

خدا کرے زور قلم اور زیادہ

تاکہ ہم گناہگاروں کو اور مخلوق خدا کو جناب والا کی پاکیزہ تحریروں سے فیض ملتا رہے۔ روشنی نصیب ہوتی رہے' ایمان کی پختگی اور تازگی نصیب ہو۔ دعا کیجئے کہ اللہ پاک بزرگ و برتر و یکتا اور اللہ کے پیارے رسول ﷺ کی غلامی خلوص دل سے نصیب ہو۔ آمین ثم آمین۔

منجانب

حاجی شاکر اللہ خان

شاکراللہ خان صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ بہت بہت خوشی ہوئی۔ کالم پسند کرنے کا شکریہ۔ میرے لئے دعا کیا کریں کہ میں یونہی خدمت کرتا رہوں۔ میری کتابیں درج ذیل ہیں۔

(۱) کرن کرن سورج (نثرپارے)

(۲) دل دریا سمندر (مضامین)

(۳) قطرہ قطرہ قلزم (مضامین)

(۴) شب چراغ (شاعری)

ان کتابوں کا منگوانا آپ کے لئے کوئی مشکل نہیں ہو گا۔ بقیہ کالم کیونکہ آپ کی نظر سے نہیں گزرے۔ اس لئے ان کی فوٹو اسٹیٹ کاپی آپ کو ارسال کر رہا ہوں۔ فی الحال میرے لئے تبلیغی مشن کا آغاز کرنا ذرا مشکل ہے۔ دعا کریں یہ شعبہ بھی عطا ہو جائے۔ پھر آپ کے پاس آئیں گے اور آپ کی سنیں گے اور اپنی سنائیں گے۔ اللہ ہم سب پر رحم فرمائے۔ ہم سب محتاج ہیں، غنی اس کی ذات ہے۔ خط لکھنے کا بہت شکریہ۔ آپ کے لئے دعاؤں کے ساتھ۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم واصف صاحب

السلام علیکم

اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و ایمان، روشنی و آگہی اور عزت و آبرو کی مزید دولت عطا فرمائے۔ (آمین)۔ میں ایک چھوٹا سا انسان ہوں۔

مجھے تاریخیں یاد نہیں رہتیں۔ بہت عرصہ پہلے آپ کی تحریر "رفعت خیال" پڑھی تھی۔ بس پھر آج تک قلبی ربط ہے۔ غم روزگار اور غم دوراں نے پڑھنے پڑھانے اور لکھنے لکھانے میں بڑے روڑے اٹکائے مگر یہ سلسلہ کم از کم بے قاعدگی سے جاری رکھنے میں تا حال کامیاب ہوں۔ آپ کی جو تحریر بھی میرے سامنے آئی، میں نے اسے ضرور پڑھا اور پھر کٹنگ بھی محفوظ کر لی۔ "دل دریا سمندر" پڑھنے کے بعد اپنی ذات کے ہاتھوں مجبور ہو کر آپ جیسے بڑے انسان سے براہ راست مخاطب ہونے کی جسارت پر معذرت خواہ ہوں۔

آپ کی کتاب پر صرف ایک جملے میں اپنے محسوسات بیان کرنا چاہوں تو یوں کہوں گا کہ "آپ نے میری ذات چوری کی ہے یا میں آپ کی ذات گرامی کا چور ہوں"۔ جن تاروں کو آپ چھیڑتے ہیں، ان کی نغمگی میں اپنے دل میں محسوس کرتا ہوں۔ جہاں آپ جیسے لوگ پرواز کرتے ہیں وہاں مجھ جیسوں کی نظریں ضرور اٹھتی ہیں یہ الگ بات ہے کہ طاقت پرواز نہیں ہے مگر پرواز کرتے لوگ بہت ہی اچھے لگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے پر سلامت رکھے اور آپ کو طاقت پرواز کی بے پناہ دولت عطا فرمائے۔

دل چاہتا ہے کہ آپ کو دیکھوں، آپ سے ملوں۔ زندگی کے بقیہ دنوں کو آپ کی نسبت سے بہت خوبصورت تصور کرتا ہوں۔ بقول آپ کے یہ بھی ایک آرزو ہے جبکہ اس کے بعد کی آرزو کا پتہ نہیں۔ ذکر تھا ملاقات کا۔ بغیر کسی تمہید اور تکلف کے مجھے بلا لیں یا میرے پاس آ جائیں ہر دو صورتوں میں یہ خالصتاً میرا ہی اعزاز ہو گا۔

واصف صاحب! قبل ازیں میں آپ کی تحریریں فوٹو کاپی کی صورت میں اپنے احباب

اور بطور خاص اپنے شاگردوں کو تحفے نذر کرتا تھا۔ "رفعت خیال"، "آنکھیں"، "عظیم لوگ"، "کہانی"، "رشتے" اور "رابطے" بانٹتا رہا اور خوش ہوتا رہا۔ اب "دل دریا سمندر" کی سوغات بانٹوں گا اور یوں فقیری میں شاہی کے مزے لوں گا۔ میری دعا ہے کہ خداوند کریم آپ کے خیال کو پرواز کی معراج عطا فرمائے۔ آپ کی اولاد کس قدر روشن بخت اور خوش نصیب ہے کہ ان کے حصے میں لازوال دولت ہاتھ لگی۔ والسلام

تا حیات دعا گو

عبدالروف جدون

عبدالروف جدون صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ جواب میں آپ کو میری کتابیں مل چکی ہوں گی۔ آپ خوش رہیں۔ دعا کیا کریں۔ مجھے ویسے بھی اساتذہ سے پیار ہے۔ شاید اس لئے کہ میں نے بھی ایک معلم کی زندگی اختیار کی۔ اس دنیا میں سب کچھ ملتا ہے' لیکن اگر کمی ہے تو ایسے انسانوں کی' جو بیک وقت مخلص اور ذہین ہوں۔ یہی دو صفات ایک اچھے معلم میں ضرور پائی جاتی ہیں۔ اللہ قوم کو صحیح معلموں کے سپرد کرے۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

عرض یہ ہے کہ میں آپ کو پہلی مرتبہ خط لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں امید ہے کہ آپ میرے اس خط کا جواب ضرور دیں گے۔ آپ کا مضمون جب نوائے وقت میں پڑھا تو شدت سے لیٹر لکھنے کو دل چاہا۔ آپ کے مضمون کا نام "ہمہ رنگ" تھا جو میرے دل میں اتر گیا۔ یہ پوچھنے کے لئے بے تاب ہو گیا کہ آپ کب سے اخبار نوائے وقت میں کالم لکھ رہے ہیں آپ کی کتنی تصانیف ہیں ان کے نام کیا ہیں آپ کے شاعری مجموعے کتنے ہیں مقالات کے مجموعے کتنے ہیں ان کے نام کیا ہیں کہاں دستیاب ہیں۔

تاکہ میں خرید کر پڑھوں اور اپنے دل کی پیاس بجھا سکوں۔ واحد آپ ہی ہیں کہ آپ کے مضمون پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔ میں نے کبھی کوئی کتاب نہیں پڑھی۔ اگر کوئی کتاب لے کر بیٹھتا ہوں تو بھی کتاب پڑھنے کو جی نہیں چاہتا تھا خرید تو لیتا تھا مگر کتاب پڑھنے سے پہلے ہی میرا دل اچاٹ ہو جاتا۔ جب میں نے آپ کا مضمون پہلی مرتبہ پڑھا تو آپ کا مضمون میرے دل میں ایسا گھر کر گیا کہ اس مضمون کو مکمل پڑھے بغیر رہ ہی نہ سکا۔ آپ کے مضمون میں وہ جھلک، وہ کرب، وہ تڑپ ہے جس کی تلاش مجھے برسوں سے تھی آپ اگر اپنے مضمون یکجا کر کے کتاب کی شکل میں چھپائیں تو مجھے امید ہے کہ آپ کے مضامین بھرے ہوئے بازار میں ہاتھوں ہاتھ بک جائیں جب بھی آپ اپنے مضامین یکجا کر کے کتابی شکل میں چھپوائیں تو مجھے ضرور اطلاع دیں کیونکہ میں آپ کے مضامین کا دیوانہ ہو گیا ہوں۔ میں آپ کو یہ لیٹر جذباتی نہیں لکھ رہا یہ حقیقت ہے کہ مجھے آپ ہی کے مضامین پسند ہیں۔

والسلام

محمد عمر حیات

محمد عمر حیات صاحب

السلام علیکم

یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ کو کالم پسند آیا اور یہ جان کر بھی خوشی ہوئی کہ آپ نے اندازہ لگایا کہ میری کوئی کتاب ہو گی اور یہ بھی تعجب ہوا کہ آپ نے اندازہ لگایا میرا کوئی شعری مجموعہ ہونا چاہئے اور پھر مزید حیران کن بات یہ ہے کہ آپ نے سوچا' اگر سب کالموں کو اکٹھا کر کے کتاب بنا دی جائے تو وہ کتاب ہاتھوں ہاتھ بکے گی' حالانکہ ''نوائے وقت'' میں چھپنے والے باقی کالموں کا آپ کو علم نہیں کہ کتنے کالم چھپ چکے ہیں۔ آپ خود اندازہ لگائیے کہ آپ کی سوچ کس حد تک صحیح ہے۔ اپنے سوالات کے جوابات آپ سنیے۔ میری کتابیں یہ ہیں :

(۱) کرن کرن سورج (نثرپارے)

(۲) دل دریا سمندر (مضامین)

(۳) قطرہ قطرہ قلزم (مضامین)

(۴) شب چراغ (شاعری)

میں تقریباً" آٹھ سال سے اخبار میں لکھ رہا ہوں' لیکن درمیان میں ایک دو سال میں کسی اور کام میں مصروف رہا۔ آپ کتابیں پڑھنے کے بعد یا ان کے دوران یا جب جی چاہے' مجھ سے رابطہ کر سکتے ہیں اور

جس بات کی وضاحت درکار ہو' پوچھ سکتے ہیں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ جواب دینے کی کوشش کروں گا۔

اللہ آپ کو اپنے ذوق شوق سمیت سلامت رکھے۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

امید ہے آپ کا مزاج خیریت سے ہو گا۔
آپ کا غائبانہ تعارف تو آپ کے مضمون پڑھ کر ہوا۔ اب آپ نے پوسٹ بکس لکھ کر ہماری مدد فرمائی۔

آپ کے مضمون "گفتگو" کے سلسلہ میں نوائے وقت میں آتے رہتے ہیں مگر کبھی کبھی۔ میرے پاس آپ کے یہ مضمون ہیں :

(۱) یہی کچھ ہے ساقی متاع فقیر
(۲) فراق و وصال
(۳) خاموشی
(۴) محبوب
(۵) وسعتیں

(۶) رشتے
(۷) عمل
(۸) آنکھیں

جو لطف، کیف و انبساط اور کیفیت آپ کے مضمونوں میں ہوتی ہے وہ اور کہیں نہیں۔ تحریر کے آپ بادشاہ ہیں۔ تحریر میں آپ کی مثال نہیں۔ خدا آپ کے اس فن کو اور ترقی دے۔

آپ کا دھیما دھیما فکری انداز سامع و قاری کے دل و دماغ پر مرتسم کر جاتا ہے کیا میں بھی "واصف علی واصف" بن سکتا ہوں ؟

اگر بن سکتا ہوں تو کیسے ؟ خدارا بتایئے!

اگر آپ کے فکری، علمی، ادبی، انقلابی اور صالح مضامین کہیں کسی ایک کتاب میں آپ نے تالیف کئے ہوں تو ازراہ کرم بتائیں تاکہ میں اسے خرید سکوں۔ نوائے وقت میں تو کبھی کبھی آپ مضمون دیتے ہیں۔

میں سو میل کی دوری کا فائدہ اٹھا کر آپ کی تعریف کر رہا ہوں جو کہ ریا کاری نہیں ٹھہر سکتی۔ یہ حقیقت ہے اب میری فرمائش ہے کہ "حقیقت" پر بھی مضمون لکھیں۔ اگر میں آپ سے آئندہ مضمون نویسی میں اصلاح لینا چاہوں تو کیا آپ صرف دو منٹ میرے لئے نکال سکتے ہیں واپسی ڈاک میں جواب دینے کے لئے۔ میرے ایسے سوال ہیں جو کہ نہ ڈکشنری میں مل سکتے ہیں نہ کسی ٹیچر نے مجھے مطمئن کیا ہے مگر آپ کی اور میری فکر ایک ہے لہٰذا میں آپ کی سرپرستی میں اپنا فکری سفر طے کر سکتا ہوں، صرف Guide Lines دیتے جائیں اور جذبات کی تہذیب کرتے جائیں تو میں بھی اپنی فکری پیاس بجھا سکتا ہوں اور آپ کو ڈھیروں دعائیں دے سکتا ہوں۔

والسلام

ناصر رضا گوندل

عزیزم ناصر رضا گوندل

السلام علیکم

آپ کا خوبصورت خط ملا۔ خوشی ہوئی۔ "گفتگو" کے سلسلے میں نوائے وقت میں لکھے جانے والے تمام مضامین کتابی صورت میں موجود ہیں یعنی

(۱) قطرہ قطرہ قلزم

(۲) دل دریا سمندر

یہ کتابیں اور دوسری کتب بھی (کرن کرن سورج اور شب چراغ وغیرہ) دکانوں پر موجود ہیں۔ آپ "میں" بن سکتے ہیں لیکن کیسے؟ یہ آپ بتائیں۔ انسان اپنے علاوہ کچھ بنتے بنتے کچھ اور ہی بن جاتا ہے۔ آپ اپنا آپ بنیں۔ اپنے باطن کو پہچانیں۔ یہ صحیح ہے کہ مطالعہ سے فائدہ ہوتا ہے لیکن مطالعہ آپ کو اپنے آپ سے تعارف کروانے کا ذریعہ ہونا چاہئے۔

ذہن میں کوئی سوال ہو تو آپ مجھے فوراً لکھیں۔ میں جواب کی ضرور کوشش کروں گا۔ سوال آپ کے ذاتی فکری سفر سے متعلق ہونا چاہئے خالی انفارمیشن کا علم نہیں ہونا چاہئے۔ آپ جیسے لوگ، آپ کے شوق اور آپ کی عمر کے لوگ ہی دراصل قومی سرمایہ ہوتے ہیں۔ آپ مطالعہ

کرتے ہو، غور بھی کیا کرو اور خاص طور پر بزرگوں کی اطاعت کیا کرو۔ اطاعت سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ کتابوں سے نہیں ہوتا۔ باقی آپ کے خط آنے پر۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

رب کی رحمت کے سبب آپ کا شفقت نامہ آج مورخہ یکم مارچ کو ملا۔ ناقابل بیان حد تک خوشی ہوئی۔ آپ نے جو میری تعریف کی ہے اگرچہ اسے پڑھ کر میرے نفس نے تکبر محسوس کیا۔ لیکن خدا کے فضل، بزرگوں کی دعاؤں اور آپ کی محبت نے اسے دبا لیا۔ رب کی پاک ذات مجھ سمیت سارے مسلمانوں کو اس سے بچائے! آمین۔ خط دیر سے ملنے اور لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ سیالکوٹ کے تمام سرکاری اداروں نے بگ سٹی الاؤنس کی وجہ سے تیرہ دن مکمل ہڑتال کئے رکھی۔ جس میں ڈاک کا محکمہ بھی شامل ہے۔ اٹھائیس کو ہڑتال ختم ہوئی تو یکم یعنی آج آپ کا خط بے انتہا مسرت کے ساتھ موصول ہوا۔ آپ کو انتظار کرنا پڑا۔ جس کا بہت رنج ہوا۔

آپ نے کتابوں کے متعلق لکھا۔ وہ میں دو تین دن تک خرید لوں گا۔ پتہ کر لیا ہے دکان پر موجود ہیں۔ فی الحال پیسے نہیں ہیں۔ اس لئے وہ تین دن بعد خرید لوں گا۔ آپ نے

مجھ گناہ گار، کم ایمان، اور کم عقل کو یہ دعا کرنے کے لئے کہا کہ رب کی رحیم ذات آپ کو روزانہ لکھنے کی توفیق دے۔ آپ کی تحریریں میرے ایمان، عشق اور عقل کے بڑھنے کا ذریعہ ہیں۔ اس لئے یہ میری سب سے بڑی خواہش ہو گی کہ خدا کی پاک و بابرکت ذات آپ کو زیادہ سے زیادہ لکھنے کی توفیق دے۔ آمین ! ثم آمین۔

آپ نے لکھا کہ میں نے آپ کو زیادہ لکھنے کے متعلق نصیحت کی۔ تو کم از کم میں آپ کو نصیحت تو نہیں کر سکتا ! بلکہ درخواست کر سکتا ہوں، دعا کر سکتا ہوں، اپنی خواہش کا اظہار کر سکتا ہوں، نصیحت نہیں کر سکتا ہوں۔ آپ سے میں سیکھ سکتا ہوں، سکھا نہیں سکتا۔ کتابوں کے متعلق مطالعے کے بعد لکھوں گا۔ آپ اس خط کا جواب ضرور دیں تاکہ میری پریشانی ختم ہو کہ آپ کو خط مل گیا ہے۔

نیک تمناؤں کے ساتھ
شیخ راشد محمود

عزیزم راشد محمود

السلام علیکم

آپ کا پیارا پیارا خط ملا۔ خوشی ہوئی۔ آپ خط کے علاوہ کچھ اور کبھی لکھتے ہیں؟ کوئی مضمون وغیرہ۔ آپ لکھنے کی کوشش کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے یوں تو سب آدمیوں کو الگ الگ کام کے لئے پیدا فرمایا ہے لیکن ہر انسان میں صلاحیت موجود ہے کہ وہ سوچ سکے، سوچ کا اظہار کر سکے، اپنے اظہار کو خوبصورت بنائے، اپنی بات کو پراثر اور بامعنی بنا سکے۔ بس! اس کے لئے صرف ایک شرط ہے کہ بااثر بامعنی کتابوں کو پڑھا جائے۔

خوبصورت اور ہر دور میں زندہ رہنے والی کتابوں کو پڑھا جائے۔ مثلاً" اخبار ہمیشہ رہنے والی تحریر نہیں، لیکن بزرگوں کی لکھی ہوئی کتابیں، دانا لوگوں کی لکھی ہوئی کتابیں، الہامی کتابیں اور سب سے بڑی اور سب سے زیادہ متبرک کتاب ہر دور کے لئے ہر ایک کے لئے، آپ جتنا قرآن پاک پر غور کرو گے، اتنا ہی آپ کو غور والا بنا دیا جائے گا۔ زیادہ گفتگو، فالتو بات، قہقہے، لطیفے، ہنسی مذاق اڑانا بند کر دیا جائے تو اعلیٰ ادب سے تعارف ہونا ممکن بھی ہو جاتا ہے اور کسی حد تک لازمی بھی۔ لوگوں سے الگ رہ کے سوچو گے تو لوگوں سے الگ سوچ مل جائے گی اور لوگوں سے الگ سوچ نیا خیال ہوتا ہے۔ اپنے سے زیادہ دانا انسان سے دوستی کرنا اور اس کی دانائی کا احترام کرنا اور بزرگوں کا لحاظ رکھنا، بس! یہ بڑی بات ہے۔ جتنا ہو سکے، جس سے ہو سکے، دعا لینا چاہئے اور اس سلسلے کا آغاز یوں کیا جا سکتا ہے کہ سب سے پہلے میں تمہیں دعا دیتا ہوں کہ تم آنے والے زمانوں میں اچھے اور پاکیزہ خیالات بیان کرنے والے انسان بنو۔ باقی انشاء اللہ پھر بات ہو گی۔ ابھی اور بہت سے خطوں کا جواب دینا ہے۔ سلامت رہو۔

والسلام

واصف علی واصف



بابا حضور!

السلام علیکم

آپ کا محبت نامہ بہت ساری الجھنوں کی دوا بنا۔ اداسی کی شفا بنا۔ سنبھال کر رکھ لیا ہے۔ جب بھی طبیعت بھٹکتی ہے اٹھا کر پڑھ لیتا ہوں۔ حضور یہ سلسلہ جاری رہنا چاہئے۔ محفلوں سے دوری کے موسم میں سنگت بجتی رہے تو اچھا ہے۔

بہت ساری باتیں عرض کرنی ہوتی ہیں۔ سوچتا ہوں تو یہ ساری باتیں دراصل ایک ہی بات ہے سیدھا راستہ پا لیتا ہوں پھر من میں کھوٹ کیسا ہے؟ یہ کھوٹ ختم کیوں نہیں ہوتا؟ کنویں کے پانی کی طرح جتنا نکالتا ہوں' اندر ہی اندر کہیں سے رس کر پھر اتنا ہو جاتا ہے۔ ختم نہیں ہوتا۔ کبھی کبھی اپنے آپ سے بڑی شرم آتی ہے۔ حضور آپ جانتے ہیں ایمان اور یقین آپ نے عطا فرمایا ہے۔ میری اپنی کمزوری ہو سکتی ہے۔ ایمان اور یقین پر پورا ایمان اور یقین ہے۔ حضور جہاں اتنا کرم ہوا ہے جو سیدھا راستہ عطا ہوا ہے وہاں یہ فیض بھی ہو جائے کہ من کا کھوٹ دور ہو جائے! اچھے وقت کا انتظار ہے۔ اس کی رحمت اس کے فضل پر پورا بھروسہ ہے۔ اپنے من کے کوئلے کا ہیرا بننے کا انتظار ہے۔ آپ کی دعاؤں کا فیض' آپ کی نگاہ کرم ضرور عطا ہو گی۔ کالی کملی والےؐ کا صدقہ ضرور عطا ہو گا۔

اخبار میں "گفتگو" کا سلسلہ جاری ہے؟ علی صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ وہ کالم کی کٹنگ مجھے پوسٹ کریں گے مگر ابھی تک وہ ایک کالم بھی ارسال نہیں کر سکے۔ انہیں یاد کروا دیجئے گا۔

سنٹر کی تعمیر جاری ہے؟ کہاں تک پہنچی ہے؟ جب تک واپس آؤں گا تب مکمل ہو چکی ہو گی۔ اہل محفل کیسے ہیں۔ میرا سلام ان تک پہنچا دیں۔ سب مجھے بہت یاد آتے ہیں۔ خاص طور پر افضال صاحب اور رشید پہلوان صاحب' علی' ضمیر' ڈاکٹر آصف اور ڈاکٹر اظہر مجھے یاد کرتے ہوں گے۔ حضور ایک لوکل لائبریری گیا۔ وہاں ایک حصہ اردو کتابوں کے لئے وقف تھا۔ وہاں ڈاکٹر اظہر کی کتاب "پہلی کرن" نظر آئی۔ پہلی کتاب کو دیکھ کر فوراً ہاتھ

بڑھایا اور یہ شعر نظر آیا:

جمال ہم نشیں در من اثر کرد

یہ کتاب آپ کی نسبت کی وجہ سے بہت اچھی لگتی ہے۔ مانچسٹر کی ایک بک ایجنسی سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ وہ آپ کی کتابیں منگوائے۔ جہاں اردو قارئین موجود ہیں، وہاں کی لوکل لائبریریاں ضرور خریدتی ہیں۔ میں اس بک ایجنسی کا ایڈریس بھی لکھ رہا ہوں۔

تمام اہل محفل کی خدمت میں سلام عرض۔

دعاؤں کا طالب

آپ کا

طلعت حمید

ڈاکٹر طلعت حمید

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ جسے آپ من کا کھوٹ کہہ رہے ہو، یہ من کا کھوٹ نہیں۔ یہ زندگی ہے۔ بدی یا بدی کا خیال مکمل طور پر مرجائے تو سمجھو کہ نیکی بھی مرگئی۔ آپ کو بار بار سنائی دیتا رہا ہو گا کہ

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفویؐ سے شرار بو لہبی

یہ معرکہ یعنی معرکہ خیر و شر ہی اصل بات ہے اور اس معرکے

میں بلکہ اس قسم کے ہر معرکے میں خیر کو غالب رہنا چاہئے لیکن شر ختم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اندر سے پانی رستا ہی رہے گا۔ بس جان بچانی چاہئے۔ نیکی بدی' خیروشر' اور عبادت کے ساتھ یہی واقعات ہیں کہ تزکیہ مکمل ہونا ذرا مشکل ہوتا ہے۔ عبادت سے تزکیہ نفس نہیں ہوتا۔ عبادت سے خطرہ نفس ٹل جاتا ہے۔ جو چیز آپ چاہتے ہیں کہ مکمل تزکیہ ہو جائے' وہ بات خیر شر کے باب میں نہیں آتی۔ اس کا میدان محبت ہے' عشق ہے۔ اگر عشق کو خیر کہا جائے تو اس کا کوئی شر نہیں۔ اس کنویں میں کوئی پانی نہیں رستا۔ عشق سے پہلے بھی عشق ہوتا ہے۔ عشق کے دوران بھی عشق ہوتا ہے اور عشق کے بعد بھی عشق ہوتا ہے۔ محبوب کا کوئی مقابل نہیں محبوب صرف محبوب ہوتا ہے۔ اس کا وصال بھی عشق ہے اور اس کا فراق بھی عشق۔ اس کا ہر حوالہ عشق۔ حتیٰ کہ اس کی یاد یا اس کے نام پر مرجانا بھی اسی کی زندگی ہے۔ آپ محبت کرو۔ خیال کبھی ضائع نہیں ہو گا۔ اس مقام پر سلطان باہو رحمتہ اللہ تعالیٰ نے کہا تھا کہ:

ایمان سلامت ہر کوئی منگدا تے عشق سلامت کوئی ہو

بس چند آدمی ہوتے ہیں جو خیر شر کے جھگڑوں سے آزاد ہو کر کوئے محبت میں سرگرداں جلوہ محبوب کی تابش کو سمیٹنے کے لئے مصروف ہیں۔ خدا آپ کو سلامت رکھے۔ عشق میں سلامت رکھے۔

بک سیلر کو ہم خط لکھیں گے۔ بہرحال آپ ہی اس کو کہو کہ وہ براہ راست کتابیں منگوا لے۔ امید ہے آپ کو کالم مل گئے ہوں گے۔

اس دکاندار سے یہ پتہ کریں کہ پاکستان میں یا لاہور میں کس ایجنسی کے ذریعے کتابیں خریدتا ہے۔ سب احباب آپ کو سلام کہتے ہیں۔ خاص طور پر وہ لوگ جن کا آپ نے خاص طور پر نام لیا ہے۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم جناب واصف صاحب

وعلیکم السلام و سلام عقیدت

حسب دستور بازار کا ایک چکر لگا کر دوپہر کو گھر واپس آیا تو میز پر تبرک ملا۔ آپ نے نہ صرف خط کی صورت میں یاد فرمایا بلکہ دعا بھی ارشاد کر دی۔ پڑھا تو یوں محسوس ہوا کہ جسم و روح میں نئی کائنات اور زندگی عود کر آئی۔

آپ کے ارشاد کی روشنی میں ہر ایک کو ذہنی طور پر معاف کر دیا۔ امید ہے خدا تعالیٰ بھی معاف کر دے گا۔ اس دنیا میں اس نے ۲۷ سال سے جرمنی میں ایک جنت میں آباد کر دیا۔ اب آخری ایام میں صحت اور سکون بھی دے گا۔ مجھے وہ دن بھی یاد ہیں جب تین دن کا بھوکا تھکا ہارا دوپہر کے وقت نابھہ روڈ لاہور کالج میں آپ سے ملنے آتا تھا تو آپ کی نظر بینا دیکھ لیتی تھی اور آپ فوراً کام چھوڑ کر کہتے تھے "چلو پہلے کھانا کھا لیں" اور پرانی انار کلی کے ایک کونے میں ریسٹورنٹ میں چلے جاتے۔ لاہور میں رات بسر کرنے کو جگہ نہ ملتی تو آپ کی بیٹھک کا مزا آج بھی یاد ہے جہاں تازہ دم ہو کر اگلے دن کی جنگ کے لئے تیار ہو جاتا۔

دعا کرتے رہیں اکتوبر نومبر میں انشاء اللہ آؤں گا۔ یوں کریں کہ جتنے پرانے دوست ساتھی لاہور میں مل سکیں ایک شام انہیں کھانے پر بلا لیں یا جو لوگ بیاہ شادیوں پر کھانا تیار کرتے ہیں ان کے ذریعہ ہم مل بیٹھ لیں گے۔ اخراجات میری طرف سے ہوں گے۔

مجھے افسوس ہے کہ یہاں میری تحریریں سب جرمن زبان میں ہیں وگرنہ آپ کو معلوم ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ کے مظلوم بندوں سے مجھے کتنا پیار ہے۔

کار لائقہ سے مطلع فرمائیں۔ ممنون ہوں گا۔

احقر

خوشی محمد

رفیق عہد رفتہ' حال و استقبال
خوش رہیے کہ
تیرا نام ہی "خوان خوشی" ہے

السلام علیکم

آپ نے لاہور انگلش کالج کی یاد دلائی۔ وہ زمانے

وہ زمانے بھی کیا زمانے تھے
یعنی ملنے کے سب بہانے تھے

اس زمانے کی یاد کے ساتھ اپنے بھی وہ زمانے یاد آئے' جب ہم کچھ اور ہی ہم تھے۔ یہ جو اب ہیں' جب نہیں تھے۔ اور یہ تبدیلی کب ہوئی' کیا

معلوم۔ جب یہ تبدیلی ہو رہی تھی' تب نہ معلوم ہوا۔ اب کیسے معلوم ہو سکتی ہے۔ جو چیز ماضی میں قریب تھی' وہی تو حال میں قریب ہے۔ وہ محبت تھی۔ ہم ایک دوسرے سے محبت کرتے کرتے اس سے محبت کرنے لگ گئے' جس سے محبت کرنے کا دعوی اپنی بے مائیگی اور کم مائیگی کا ایک واضح اعلان اور ثبوت ہے۔ جہاں بولنے کی جگہ نہیں' وہیں پر ہم بول رہے ہیں۔ محبت نے ہی بے باک کیا۔ شکر ہے کہ اسی نے بے باکی اور گستاخی کے فرق سے آشنا کیا۔

ڈیئر خان! سلامت رہو۔ جس نے معاف کر دیا' وہ یقیناً" معاف کر دیا گیا۔ جس نے بن مانگے عطا کیا' وہ مانگنے پر کیوں مایوس کرے گا۔ وقت کا سیلاب بڑھتا جائے' گھر نہیں ڈوبتا۔ اس کا فضل درکار ہو' تو آندھیوں میں چراغ جلتا ہے۔ سفر بہت لمبا نہیں ہوتا۔ ویسے کہنے میں

چلتے چلتے عمر کٹی ہے

لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو دو گام کا سفر ہے۔ ہم ابھی پہلے ہی قدم میں ہیں۔ دوسرا قدم' جو شاید آخری قدم ہوتا ہے' ابھی اٹھانے کا وقت نہیں آیا۔ ابھی تو دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے کا حکم ملا ہے کہ دعا کرو کہ ہم کم از کم اپنی زندگی پر تو راضی رہیں۔ بس! جو اپنی زندگی پر راضی ہو گیا' وہی اللہ پر راضی ہو گیا اور جو اللہ پر راضی ہوا' اللہ اس پر راضی ہوا۔ جس انسان پر انسان راضی ہو گئے' وہ رضائے الٰہی پا گیا۔ جو انسانوں سے راضی رہا وہ رازِ ہستی پا گیا۔ یہی راز ہے۔ ہم تم' یہ وہ' دراصل سب اسی

کے جلوے ہیں، جو کبھی اپنے آپ کو میں کہتا ہے، کبھی ہم۔ جو سانس سے زیادہ قریب ہے۔ دل میں ہے، لیکن آنکھ سے اوجھل ہے۔ اس کا جلوہ ہمارے سامنے آنسوؤں کی شکل میں آتا ہے۔ اس کی یاد آخرت کے روپ میں اور اس سے غفلت زندگی سے محبت کی شکل میں۔ زندگی کی قدر کرو۔ یہ عطا ہے۔ یہ نعمت ہے۔ اس نعمت کا شکریہ ہے کہ منعم کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کیا جائے۔ اپنے وجود کو نگاہ بنا کر اپنی پیشانی میں رکھو اور اس نظر سے سجدے کے اندر جلوے تلاش کرو۔ دیس پردیس اس کے اپنے ہی ہیں۔ یہ دوریاں ہمیں معلوم ہوتی ہیں۔ وہاں نہ کوئی دور، نہ کوئی قریب۔ سورج کے مقابلے میں پہاڑ اور میدان دونوں کا فاصلہ ایک ہی فاصلہ ہے۔ آپ اس کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ ہم آپس میں ایک دوسرے سے فاصلے رکھتے ہیں لیکن وہاں کوئی فاصلہ نہیں ہے۔ ہم ماضی، حال میں تقسیم ہو گئے۔ وہاں صرف ایک اکائی ہے، ایک وقت، نہ بڑھتا ہے نہ کم ہوتا ہے، چلتا ہے لیکن ساکن ہے، امر کے اندر نافذ ہے۔ لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لینے والا وقت بڑا راز ہے۔ مشکل سے گزرتا ہو گا لیکن گزر جاتا ہے۔ وقت گزر جانے کے بعد بھی قائم رہتا ہے۔ اللہ آپ کو چشم بینا عطا کرے۔ اقبال یاد آرہا ہے جس نے کہا کہ

دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

یہاں سے آپ کے لئے محبت اور دعا بھیج رہا ہوں اور یہ خط اکرام چغتائی

صاحب کے قلم سے آپ تک پہنچ رہا ہے اور وہ بار بار پر اسرار اشارے کر رہے ہیں کہ ان کا سلام لکھا جائے۔ اب آپ ہی بتاؤ کہ میں اپنے خط میں کسی اور کا سلام کیسے لکھوں۔ خدا آپ کو سلامت رکھے اپنوں کے ساتھ اور اس کے اپنوں کے ساتھ۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

خیریت مطلوب۔ پندرہ دن ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک آپ نے میرا جواب نہیں بھیجا۔

خدا کی قسم آپ سے ملنے کی شدید خواہش ہے' لیکن آپ لفٹ نہیں کراتے۔ کیوں؟ کیا انسانوں سے ملنے کے لئے آپ کے پاس وقت نہیں ہے لیکن آپ نے ملاقات تو کجا میرا جوابی لفافہ تک نہیں بھیجا۔

پہلے خط میں میں نے آپ کی کتابوں کے بارے میں پوچھا تھا۔ وہ میں نے بازار سے پتہ کر لیا ہے اور کل ہی آپ کی ایک کتاب "شب چراغ" خریدی ہے۔ جس میں تمام کتابوں کی لسٹ بھی موجود تھی۔

میرا عقیدہ یہ ہے کہ معرفت پانے کے لئے رونا ضروری ہے۔ کیا آنکھوں سے

آنسوؤں کا گرنا ضروری ہے؟ کیا اگر دل ہی دکھ محسوس کر لے تو کافی نہیں ہے؟
آپ میرا سب کچھ ہیں خدا کی قسم اگر آپ پوری زندگی بھی کچھ نہ لکھیں تو اف نہیں کروں گا۔ میں تو آپ کو خط لکھتا رہوں گا۔ چاہے جواب آئے یا نہ آئے۔

والسلام
عبدالرزاق

عزیزم عبد الرزاق

سلامت رہو۔

تمہارا محبت نامہ ملا۔ میرا خیال ہے کہ تمہیں جواب بھیج دیا گیا تھا۔ بہر حال اس خط کا جواب یہ ہے کہ :

(۱) خط پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ خدا تمہاری عمر دراز کرے۔ خدا تمہاری سوچ، تمہارا عقیدہ، تمہاری صحت، تمہاری عزت اور تمہارے مال میں ترقی دے۔

(۲) معرفت پانے کے لئے رونے ہنسنے کی بات نہیں، قبول ہونے کی بات ہے۔ چونکہ معرفت الٰہی عشق الٰہی ہے اور عشق الٰہی میں وصال مشکل ہے، یہ منزل فراق کی منزل ہے۔ فراق جدائی کو کہتے ہیں اور جاننے والے بتاتے ہیں کہ جدائی میں آنسوؤں کا آنا فطری امر ہے۔ پس آنسوؤں کا آنا تقریباً لازمی ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے کہ اس کے محبوب بندے ہنستے کم ہیں اور روتے زیادہ ہیں۔ انہیں اپنا غم نہ بھی ہو، تو بھی

دوسروں کا غم انہیں اشکبار رکھتا ہے' لیکن ایک شکل یہ بھی ہے جیسے تم نے کہا کہ آنکھ میں آنسو نہ ہو اور دل میں درد ہو' تو معرفت ناممکن نہیں ہو جاتی۔ ضبط کی ایک شکل جذب ہے اور جذب رکھنے والے کو مجذوب بھی کہتے ہیں۔ پس آنسوؤں کو روکنے والا جلدی یا بدیر مجذوب ہو جاتا ہے۔ آنسو شب فراق کے مونس ہیں۔ انہی سے دل میں چراغاں ہوتا ہے۔ بہرحال اس کی معرفت کا کوئی قانون نہیں بنایا جا سکتا' وہ جب چاہے' جسے چاہے اور جیسے چاہے اپنا طالب بنا سکتا ہے لیکن بالعموم پرانے مستند عرفاء کا قول یہی ہے کہ شب فرقت میں آنکھ سے ٹپکنے والے آنسو انسان کے عارف ہونے کا اگر ثبوت نہیں تو اس کے عارف ہونے کی دلیل ضرور ہیں۔ خدا عارفوں کے آنسوؤں کو سلامت رکھے۔

(۳) باقی یہ بات بھی واضح ہونی چاہیے کہ میں انسانوں سے ملنے کے لئے اپنے پاس وقت رکھتا ہوں' لیکن یہ بھی ایک قابل غور امر ہے کہ اگر ایک آدمی سے ملا جائے تو پھر دوسرے سے ملنا ذرا مشکل ہو جاتا ہے۔ آپ سے کبھی نہ کبھی ضرور ملاقات ہو گی۔

۴) آپ کتابیں پڑھنے کے بعد ان کے بارے میں اپنی رائے دینا۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

مختصر اور خوشگوار ملاقات میرے لئے باعث سکون و تسکین ثابت ہوئی۔ میری کوشش ہو گی کہ رابطہ منقطع نہ ہو۔ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھئے گا۔ ڈاکٹر اکرام چغتائی اور ڈاکٹر آصف صاحب کی خدمت میں آداب۔ آپ کے احباب ماشاء اللہ نہایت پر خلوص انسان ہیں۔

کراچی میں میرے لائق کوئی خدمت ہو تو اپنا سمجھ کر لکھئے گا۔

والسلام

محمد الیاس

محمد الیاس صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ اللہ کے فضل و کرم سے یہ رابطے ہمیشہ قائم رہیں گے۔ وہ رابطہ جس میں دنیاوی غرض و غایت نہ ہو' یقیناً" دیرپا ہوتا ہے' بلکہ لافانی ہوتا ہے۔ ہمہ وقت یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو وہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم کوئی ایسا کام کر سکیں' جسے وہ پسند فرمائے۔ باقی' کار دنیا کسے تمام نہ کرد۔

اگر کوئی کام ہوا' تو آپ کو یقیناً" لکھا جائے گا۔ آپ کا سلام باقی احباب کو پہنچا دیا گیا۔ سب آپ کو سلام کہتے ہیں اور آپ کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اللہ آپ کو آشنائے راز کرے اور سلامت رکھے۔ آمین۔

والسلام

واصف علی واصف



بنام جہان آفرینش سرکار واصف صاحب

السلام علیکم

مہربانی نامہ ملا۔ جواب میں دیری کرنا بس میں نہیں کیونکہ کوئی وقت لوٹ کر نہیں آتا۔ دعائیں کرنے کا شکریہ۔ اللہ پاک آپ کو سلامت رکھے۔ منزل جب آشکار ہو گئی تو سفر آسان ہو جائے گا مگر نجانے کب؟

"جو سوچتا ہوں اور نہیں لکھتا" کی اگر نشاندی ہو جاتی تو سوچ کو یکسو کرنے میں آسانی ہو جاتی ورنہ سوچنا تو انسانی فطرت ٹھہری۔ گو زندگی مختصر ہے مگر بغیر تجربے کے کیسے یقین ہو کہ دھوپ میں ننگے سر گھومنا مضر صحت ہے۔

وہ جو تا حال نہیں ہو رہا اس کا ہونے پر ہی یقین کیا جائے گا۔ کراچی میں یونٹ کا قیام تو تقریباً" ۴' ۵ سال تک ہو گا مگر انفرادی قیام کا اس لئے پتہ نہیں کہ آرمی میں احکام پل پل بدلتے ہیں۔ اللہ پاک آپ کو میرا دائمی رہبر' راہنما ثابت کرے۔ زیادہ آداب۔

والسلام

ہاشمی

عزیز گرامی ہاشمی صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ بس میں آپ کے لئے دعا کرتا جاؤں اور آپ میرے لئے دعا کرتے رہیں۔ ہم دونوں کے لئے یہی بہتر ہے کیونکہ آپ میری بات نہیں سمجھتے اور میں آپ کی بات نہیں سمجھتا۔ جو کچھ نہیں ہو رہا' وہ تو نہیں ہو رہا اور جو کچھ ہو رہا ہے اسے پہچانتے جاؤ۔ آپ حالات کے مطابق چلو۔ درویش آدمی کے حالات ہی اللہ کی رضا ہیں۔ آپ انہیں کیوں تبدیل کرنا چاہتے ہو۔ جو ادھر سے آ رہا ہے' آنے دو۔جو ہاتھ سے جا رہا ہے' جانے دو۔ جب آنکھ جلوہ دیکھنے کے قابل ہو گی' جلوہ خود بخود دکھائی دے گا' کیونکہ وہ خود بے حجابی کے لئے بے تاب ہے۔ اس نے سب کچھ کھول کے بتا دیا۔ وہ قدم قدم پر عیاں ہے۔ ایک آپ ہیں کہ آپ سمجھتے ہیں نہ دیکھتے ہیں۔ آپ نے مجھ سے کبھی نہیں پوچھا کہ آپ کے ذمہ کیا فرض ہے۔ یا یہ کہ آپ میری کیا خدمت کر سکتے ہو۔ آپ تو مجھ سے کسی خاص عمل یا کسی خاص واردات کی توقع اور انتظار میں بیٹھے ہیں اور اس کے علاوہ جو کچھ ہو رہا ہے لازمی بات ہے آپ کو سمجھ نہیں آئے گا۔ اللہ مجھے آپ کا راہنما ثابت کرے یا دعا کو یوں بدل دو کہ اللہ تمہیں کسی راہنما کی اطاعت کرنے والا بنائے۔ تم

مریدی میں بھی انداز پیری کے رکھتے ہو۔ خاندانی ہو ناں۔ آپ ایک بار پھر بتائیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔ یا یہ بتائیں کہ میں آپ سے کیا چاہتا ہوں۔ بس گرہ کھولو' کیونکہ زندگی مختصر ہے آپ ہی کے قول کے مطابق۔ چمن میں بہار آئے نہ آئے۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم واصف علی واصف صاحب

آپ کے کالم کچھ عرصہ سے دلچسپی کے ساتھ پڑھ رہی تھی آج ۱۷ فروری ۱۹۹۲ء میں آپ کی "آخری خواہش" پڑھ کر دل دہل گیا خدانخواستہ آپ زندگی کے کسی نازک ترین موڑ پر ہیں بلکہ اس سے مایوس ہو گئے ہیں یہ آپ نے اپنی کیفیت لکھی ہے یا کہ صرف کالم نگاری ہے اللہ رب العزت آپ کو صحت اور سلامتی ایمان کے ساتھ زندہ سلامت رکھے قوم کے ایسے قیمتی جواہرات جن کے احساس بیدار ہیں جن کا شعور زندہ ہے زندہ قوموں کا سرمایہ حیات ہے آپ کی احوال پرسی کے لئے یہ خط لکھ رہی ہوں اگر خدانخواستہ آپ نہیں بھی لکھ سکتے تو اپنے کسی اہل خانہ سے مجھے جواب ضرور دلوائیے کہ آپ کس مرض اور پریشانی میں مبتلا ہیں اور کب سے ہیں اخبار میں آپ کی تصویر تو اچھی بھلی آتی ہے۔

بعض اوقات نوائے وقت' جنگ وغیرہ سے رابطے کی طلب محسوس ہوتی ہے اس کا کیا طریق کار ہے مثلاً میرا کوئی عزیز ان کے دفاتر میں پہنچ نہیں سکتا تو اس صورت میں ڈاک

کا سہارا لوں تو وہ نجانے کتنے دن میں پہنچے گی۔ بہرحال اس سلسلے میں آپ سے ذرا سی رہنمائی کی ضرورت ہے' تابعداری کتنی بڑی نعمت ہے۔

طالب دعا و دعا گو

صفیہ

صفیہ صاحبہ

میرے کالم نے آپ کو کیا چونکایا تھا' آپ کے خط نے مجھے چونکا دیا۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کروں گا کہ آپ کی یاددہانی کا شکریہ ادا کر سکنے کی صلاحیت پیدا کروں۔ باقی رہا کالم اور صحت تو کیا یہ صرف کالم تھا یا ذاتی طور پر امرواقعہ تھا' میں اس کا کیا جواب دے سکتا ہوں' تحریر اگر کسی واقعہ کا بھی بیان ہو' تو بھی واقعہ اور بیان میں فرق رہ جاتا ہے۔ احساس' شعور' تخیل کی صداقتیں ایک بالکل مختلف شعبہ ہے۔ انسان کے دل پر وارد ہونے والی کیفیات' ہو سکتا ہے کہ اس کے بھائی کے ساتھ بیتے ہوئے واقعات کا بیان ہو۔ جب کوئی مصنف یہ کہے کہ میں کیا مسلمان ہوں کہ مسلمان ہونے کے باوجود جھوٹ بولتا ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ مصنف جھوٹ بول رہا ہے۔ اس کے مطالب بہت دور تک پھیلتے ہیں' ہم اپنی محبت کو دوسرے کے اشعار میں بیان کرتے ہیں۔ ہم کیا کرتے ہیں؟ یہ بیان کی جہتیں ہیں اور ندرتیں ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ

انسان پیدا ہوا، پروان چڑھا اور مر گیا۔ لیکن اتنی بات کے باوجود یہ ہنگامہ ہائے سود و زیاں اور یہ گردش شام و سحر اور یہ غلغلہ ہائے الاماں ایک عجب بات ہے۔ آپ کا خط لکھنے کا بہت شکریہ۔

والسلام

واصف علی واصف



قابل صد احترام جناب استاد مکرم واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

سب سے پہلی بات یہ کہ میں نے والدین کے بعد اس دنیا میں عزت والا رتبہ استاد کا جانا ہے کیونکہ استاد ہمیں وہ کچھ سکھاتا ہے جو کہ ہماری سمجھ سے بالا تر ہوتا ہے اور حقیقت میں غور کیا جائے تو انسان کو "استاد" کی ہستی ہی انسان بناتی ہے۔ اور اسی لئے میں نے بھی آپ کو اپنے استاد محترم کا درجہ دیا ہے۔ کیونکہ میں نے آپ کو نہ دیکھے ہوئے بھی آپ کی تحریروں سے وہ کچھ سیکھا ہے جو کہ عام حالات یعنی Session میں کم ہی سمجھ سکا۔ میں بی اے کا طالب علم تھا تو آپ کی ایک تحریر پڑھی تھی۔ اب میں بی اے کر چکا ہوں اور جب سے میں نے آپ کی وہ تحریر جو کہ "فطرت" کے موضوع پر تھی، نوائے وقت کے کالم میں پڑھی تھی اس کے بعد سے اب تک آپ کے شائع ہونے والے تمام کالم پڑھتا ہوں۔ آپ کی ایک کتاب "کرن کرن سورج" کا بھی مطالعہ کر چکا ہوں۔ اس کتاب کو میں نے ہر رنگ میں سب سے منفرد پایا۔ میرے پاس اتنا علم نہیں لیکن پھر بھی آپ کی کتاب کو سمجھنے کی میں

نے پوری کوشش کی اور کچھ باتیں عام فہم سے بالا تر محسوس ہوئیں اور اس کتاب کے ہر ہر لفظ میں میں نے گہرائی' فلسفہ' تصوف' صداقت اور حقیقت کو پایا۔ سچائی' حقیقت اور سنجیدگی آپ کا معیار ہے جو کہ بہت بالا تر ہے۔

کافی دنوں سے سوچ رہا تھا کہ آپ کو کچھ تحریر ارسال کروں لیکن وقت کے ہاتھوں مجبور تھا اور سچ بات تو یہ ہے کہ آپ جیسے بلند پایاں مصنف کو لکھتے ہوئے ڈرتا ہوں کہ کہیں کوئی غلطی نہ سرزد ہو جائے۔

آپ کے انداز بیاں نے مجھے آپ کا قائل کر دیا ہے۔ اور میں آپ سے بہت زیادہ متاثر ہوا ہوں۔ اس کا اثر یہ ہوا ہے کہ رات ایک بجے کے قریب آپ کو خط لکھنے کے لئے بیٹھ گیا ہوں۔ آپ کی جو عزت اور احترام میرے دل میں ہے میں وہ بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ میں بیان نہیں کر سکتا کہ آپ کی کس کس خوبی نے مجھے قائل کر دیا ہے۔ ۱۳ جنوری ۱۹۹۴ء کے نوائے وقت میں آپ کی نصیحت آموز تحریر سے اور زیادہ متاثر ہوا ہوں۔ "کرن کرن سورج" کے فلیپ پر اور جو کچھ بھی اس کتاب کے اندر لکھ دیا گیا ہے خاص طور پر ابتدائیہ صفحہ نمبر۱۱۔ ان سب باتوں نے مجھے آپ کا گرویدہ بنا دیا ہے۔

استاد محترم! زمانہ ترقی کرتا جا رہا ہے اور رفتہ رفتہ اپنے اسلاف اور ان کے زریں اصولوں کو بھولتا جا رہا ہے۔ اسلام ہم میں اب نام کا رہ گیا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے آخرت سنوارنے کی بجائے اس دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ لیا ہے' جو کہ فانی ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ہم سب سچے مسلمان مومن بن جائیں وہ مسلمان جو قیصرو کسریٰ کی گردنیں جھکا دے۔ ایسے مسلمان جو کم تعدا ہونے کے باوجود ہزاروں کی تعداد دشمن پر غالب آجاتے۔ وہ مسلمان فرقوں سے آزاد مسلمان' جو صرف اللہ اور اس کے رسولؐ اور ان کی سنت پر عمل پیرا ہوں۔ آج کے اس مادیت پرست دور میں کچھ سمجھ نہیں آرہا ہے کہ ہم نہ چاہتے ہوئے بھی گناہ کیوں کر جاتے ہیں۔ ہمارے ایمان مضبوط نہیں ہیں یا کہ ہم خوف خدا دل سے نکال بیٹھے ہیں۔ (نعوذ باللہ) خدا نہ کرے کہ ہم مزید گمراہ ہوں اس قوم کو' اس امت مسلمہ کو آپ جیسے روشن خیال دانشوروں کی ضرورت ہے۔ ہمیں اپنے اعمال کے ذریعے اسلام کو زندہ کرنا ہو گا۔ دنیا کو بتانا ہو گا کہ ہم میں ابھی بھی وہ جذبہ موجود ہے جو کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ' حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دیگر مسلمانان دین میں تھا۔

استاد محترم! مجھے آپ کی کتاب "کرن کرن سورج" میں اس بات کی سمجھ نہیں آ سکی کہ اس بات میں کیا گہرائی ہے کہ آپ نے لکھا ہے کہ "اس دنیا میں انسان کچھ کھوتا ہے نہ پاتا ہے۔ وہ تو صرف آتا ہے اور جاتا ہے۔" حالانکہ اگر غور کیا جائے تو دنیا ہی انسان کے لئے سب کچھ ہے۔ الدنیا مزرعۃ الاخرہ۔"یہ دنیا تو آخرت کی کھیتی ہے"۔ انسان اس دنیا میں جو عمل کرے گا اسی کا پھل اسے آخرت میں ملے گا اگر تو انسان برے کام کرتا ہے تو حقیقت میں وہ انسان اپنی دنیا تو کھو رہا ہوتا ہے لیکن ساتھ ساتھ آخرت بھی کھو رہا ہوتا ہے اور اگر انسان نیک اعمال کر رہا ہو تو اس دنیا کے علاوہ آخرت سنوار رہا ہوتا ہے۔ یعنی بہت کچھ پارہا ہوتا ہے۔ ایک شعریاد آیا۔

شرف اعمال کر اچھے جو عقبی میں کام آئیں
وہاں جنت نہیں دنیا سے جنت ساتھ جائے گی

غور کیا جائے تو یہ صرف انسان کا آنا اور جانا نہیں ہے۔ آپ Please مجھے اس بات کی وضاحت فرما دیں کہ میرا خیال بھی صحیح ہے یا کہ غلط۔ اور اپنی کتاب میں آپ نے خود لکھا ہے کہ آخرت کا سفر دنیا سے ہی شروع ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ میں انسانی فطرت کے بارے میں آپ سے کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ خواہش کرنا انسان کی فطرت میں شامل ہے اور تجسس بھی اس کی فطرت ہے۔ آج کل انسان اپنی خواہشات پوری کرنے کے لئے جائز اور ناجائز ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کر رہا ہے۔ خواہشات کی اس دوڑ نے ہمیں اسلام تو بھلا دیا مگر آہستہ آہستہ انسانیت بھی ختم ہوتی نظر آتی ہے۔

۱۔ کیا ہماری فطرت خدا کی طرف سے ہوتی ہے کیونکہ عموماً کہا یہ جاتا ہے کہ ہر انسان اپنی فطرت پر پیدا کیا گیا ہے اس بات میں کیا گہرائی ہے؟

۲۔ یہ کہ ہماری فطرت حالات اور ماحول سے بنتی ہے۔ یہاں میری مراد صرف انسانی فطرت ہے۔ فطرت کا نیک اور بد ہونا کیا ہے؟ مثلاً آپ کے کالم میں پڑھا تھا کہ "ایک بچہ جو ڈاکوؤں کے گروہ کے ساتھ پکڑا جاتا ہے بادشاہ ڈاکوؤں کو قتل کروا دیتا ہے لیکن بادشاہ اس بچے کی تربیت خود کرتا ہے۔ (وزیر کے منع کرنے کے باوجود) لیکن پھر وہی بچہ اس کی شاہزادی کو اٹھا لے جاتا ہے۔ کیا وہ انسان نہ تھا اور انسانی فطرت تو وہ بھی تھی کہ حضرت عمرؓ کی مثال اور بہت سے صحابہ کرام کی مثالیں ہیں جو کہ کافر تھے اور بعد میں مسلمان ہو گئے

اور کیا انہوں نے اپنی اپنی فطرت کو اسلام کے مطابق تبدیل نہ کیا۔ یہ بات تو مسلم ہے کہ فطرت کو تبدیل نہیں کیا جاتا لیکن کیا فطرت حالات اور ماحول سے بن سکتی ہے؟

مثال کے طور پر اگر ہم دو نوزائدہ بچوں میں سے ایک کو نیک کاموں کی طرف اور دوسرے کو برے کاموں کی طرف لگائیں تو جو نیک بچہ ہو گا وہ نیک فطرت کہلائے گا اور برا بچہ بد فطرت کہلائے گا۔ نیک بچہ بڑا ہو کر اپنی فطرت کے مطابق نیکیاں کرے گا لیکن یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ نیکیاں ہی کرے ــــــــــــــ کیونکہ انسان خطا وار ہے۔ لازمی کوئی نہ کوئی غلطی کرے گا اور اس غلطی یا برائی کی شرمندگی اور ندامت اس کے گناہ کو دھو ڈالے گی لیکن وہ نیک فطرت ہی کہلائے گا اور برا بچہ اگر کوئی اچھائی کرے گا تو وہ پھر بھی برا ہی کہلائے گا۔ کیونکہ وہ بد فطرت ہو گا۔ لیکن جو بد فطرت ہو گا اس کو بھی احساس ہو گا اور اس کے جذبات بھی اسے جھنجوڑیں گے کہ وہ کام غلط کر رہا ہے یا غلط کر چکا ہے۔ کیا انسان کے اندر اس طرح کے جذبات اور احساسات اس کی فطرت میں شامل ہیں۔ اگر یہ اس طرح کے احساسات اور جذبات انسان کی فطرت میں شامل ہیں تو پھر انسان کو آخر کس فطرت پر پید کیا گیا ہے۔ اور اگر اس بد فطرت بچے کے دل میں یہ احساس ہے تو کیا وہ نیک فطرت نہیں کہلا سکتا؟

یہ کچھ کشمکش میرے ذہن میں ہے لیکن شاید میں آپ کو بات صحیح طریقے سے بتا بھی سکا ہوں یا نہیں۔ مجھے خود سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ میرے ذہن میں کئی دفعہ عجیب عجیب خیالات جنم لیتے ہیں۔

اور اگر تو ہم انسانی فطرت کو حالات اور ماحول کے مطابق بنا سکتے ہیں تو کیوں نہ ہم سارے بچوں کو بچپن ہی سے ان کی فطرت کو پختہ بنانے کے لئے اسلام کی تعلیم ان کے ذہنوں میں ڈال دیں تاکہ وہ بڑے ہو کر مائیکل جیکسن، میڈونا بننے کی بجائے عالم، علماء اور مومن بننے کی کوشش کریں اور اپنی فطرت کی بناء پر دنیا کو مسخر کریں۔ اس ساری گفتگو کا مقصد یہ تھا کہ انسانی فطرت کیا چیز ہے۔ کیا اسے تعلیم، حالات اور ماحول کی وجہ سے بدلا جا سکتا ہے یا کہ نہیں۔

انسان ایک خاص فطرت پر پیدا کیا گیا ہے جیسے ہم سب خواہش کرتے ہیں۔ جستجو ہر انسان میں ہوتی ہے۔ احساس ہر ایک میں ہوتا ہے یا کہ نہیں اس بات کی دلیل کیا ہے۔

میرے خیال میں ہر ظالم شخص ہر برا شخص کبھی نہ کبھی ضرور سوچتا ہے کہ جو وہ کر رہا ہے وہ غلط ہے۔

استاد محترم! بات کہاں سے چلی اور کہاں پر ختم ہو گئی۔ اب مجھے میری اس گستاخی پر معاف فرما دیجئے گا کہ میں نے آپ کا بہت قیمتی وقت شاید ضائع کر دیا۔ میرے ذہن کے خیالات درست ہو جائیں' آپ دعا کرتے رہا کریں۔

اگر ہو سکے تو مجھے اپنا ایڈریس بتا دیں ہو سکا تو ضرور در دولت پر حاضر ہوں گا اور پھر تفصیلاً" گفتگو ہو گی۔ اور اس وقت رات کے ڈھائی بجے ہیں۔ اب اجازت چاہوں گا کیونکہ صبح یہ Letter بھی Post کرنا ہے

آپ کا مخلص شاگرد

سفیان شہزاد

عزیز گرامی سفیان شہزاد

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ آپ کا سوال کہ انسان کچھ کھوتا ہے اور کچھ پاتا ہے' کے جواب کے لئے آپ کو غور کرنا پڑے گا کہ جو بات انسان کے لئے کہی گئی ہے وہ مسلمان کے لئے نہیں۔ انسان کے لئے عام انسانوں کے لئے زندگی کا مفہوم وہ تو نہیں جو ایک مسلمان کے لئے ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ عام انسان کو بھی مسلمان ہونا چاہئے لیکن جو لوگ مسلمان نہیں ہیں ان کے خیال میں ان کے لئے زندگی کا انجام موت پر ہے' کوئی

آخرت نہیں۔ یہ خیال غلط ہے' ہمارے خیال میں اور ہمارے ذہن کے مطابق۔ لیکن ان کے خیال میں ان لوگوں کو ان کی لادینی میں سمجھانے کے طریقے اور ہیں۔

عمل کی اہمیت ترقی اور عروج کے لئے بہت کافی ہے۔ لیکن آپ غور کرو کہ کیا عمل کے ساتھ اور عمل کی وجہ سے یا نیک اعمال کی وجہ سے یا عبادت کی وجہ سے کیا کوئی مسلمان ترقی کرتے کرتے نبی بن سکتا ہے؟ نہیں قطعاً" نہیں۔ آپ بتاؤ کیوں نہیں۔ یہاں سے "راز شروع ہوتا ہے۔ اس راز کو سمجھنا ضروری ہے۔ جب تک سمجھ نہ آئے فطرت' نیکی' بدی' عمل' عبادت وغیرہ پر بہت Depend نہیں کرنا چاہئے۔ بس فضل ہو جائے تو ایسے ہو جیسے صحابہ کرام پر ہوا۔ نہ ہو تو ابوجہل تو ہے ہی سہی۔ ابوجہل ابوجہل ہی رہا۔ کیا یہ فرق آپ بتا سکتے ہو؟ جب تک یہ فرق سمجھ نہ آئے کہ ایک ذات سے نسبت دوست بھی بنا رہی ہے اور کچھ بدبختوں کو دشمن بنا رہی ہے۔ یہ سب کیا ہے؟ مطلب یہ کہ فطرت یا محنت یا کوشش یا Training اپنی جگہ اور نصیب بھی فطرت ہے جس میں کسی کوشش کی Investment کی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ ایک ڈوبنے والا محنت کرے ہاتھ پاؤں مارے تو شاید کنارے پر پہنچ جائے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ نہروں میں چلتے چلتے کوئی خود ہی اس کے پاس آ جائے۔ ایسا ہو تو سکتا ہے؟ پھر یہ سب کیا ہے؟ قانون پر زیادہ دارومدار

نہیں کرنا چاہئے۔ قانون ہی تو ٹوٹتے ہیں۔ اصول ہی تو بدلتے ہیں۔ محنتیں ہی رائیگاں ہوتی ہیں۔ بعض اوقات ندامتیں منظور ہو جاتی ہیں۔

والسلام

واصف علی واصف



جناب محترم واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

روزنامہ نوائے وقت کراچی کے ۱۳ جنوری کے اخبار میں آپ کا کالم پڑھا' لیکن افسوس کہ مجھے آپ کا کالم سمجھ میں نہیں آیا۔ آپ قلم کی طاقت کو صحیح استعمال کریں تو میرا دعویٰ ہے کہ آپ اس یتیم اور اپاہج قوم کے بد نصیب ملک کو بچا سکتے ہیں۔ ورنہ تو شاید اب اس ملک کی عمر باقی بہت تھوڑی رہ گئی ہے۔

آپ کا خیر اندیش

احمد علی

السلام علیکم

آپ کا خط ملا ---- اصلاح اور اطلاع کا بہت شکریہ۔ لیکن بہت ساری باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ جو ایک عمر' ایک علم' ایک خاص شعور

کے بعد حاصل ہوتی ہیں۔ کچھ مقامات ایسے بھی ہوتے ہیں جو روحانی مسافروں کو ایک خاص تزکیہ نفس کے بعد حاصل ہوتے ہیں۔ ہر کام' ہر عمر اور ہر شعور کے لئے نہیں۔ بچے کو بچے کا علم دیا گیا' بوڑھے کو بوڑھے کا۔ قوم کسی خاص شعور کا نام نہیں۔ یہ ہر طرح کے شعور کے مقامات سے بنتی ہے۔ یہ ایک سمندر ہے۔ اس میں ہر طرح کا دریا شامل ہوتا ہے۔ اس میں ہر طرح کی زندگی ہوتی ہے۔ بعض اوقات پرندوں سے بات ہو رہی ہو تو مچھلیوں کے سمجھنے والی نہیں ہوتی۔ اور اگر گینڈے سے کلام ہو رہا ہو تو مرغابی کے سمجھنے والا نہیں۔ بہرحال آپ جیسے لوگ سلامت رہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ قوم سلامت رہے گی۔ میں آپ کا خط پڑھ کر بہت خوش ہوا کہ آپ ایک سمجھ دار اور بے باک شخص ہیں۔ ویسے بھی جتوئی قبیلے کے لوگ مجھے اچھے لگتے ہیں' شاید اس لئے کہ جتوئی صاحب ہمارے دوست ہیں۔ بہرحال خط کا شکریہ۔

والسلام

واصف علی واصف



قابل صد احترام جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

اللہ تعالیٰ آپ کے قلم میں اتنی شدت اور درد پیدا کر دے کہ یورپ اور لادین قوموں کے تیر و تفنگ اور بارود آہن بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ (آمین) اور ماشاء اللہ آپ کا قلم جس انداز سے دلوں کی غلاظتوں پر اثر انداز ہورہا ہے میں پورے وثوق اور یقین سے کہتا ہوں کہ آپ انشاء اللہ بہت جلد ایک بڑی تعداد کو ان کے "اصل" کی طرف لوٹنے پر مجبور کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت عطا کرے۔ اور آپ کی عمر دراز کرے۔ (آمین)

میں آپ کے مضامین کافی عرصے سے پڑھ رہا ہوں اور لذت روح حاصل کر رہا ہوں۔ کئی بار شل حوصلوں اور منتشر خیالات کو مجتمع کرنے کی کوشش کی مگر ہر بار نامراد ہوا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ایک تو آپ جیسی شخصیت کو مخاطب کرنے کے لئے ذخیرہ الفاظ نہ تھا۔ دوسرے جب کبھی بھی خلوص نیت اور درد دل سے کسی ایسی شخصیت کو کہ جس کے بارے میں دل ودماغ میں ایک خاص مقام اور مرتبہ پیدا ہو چکا تھا، مخاطب کرنے کی جرات کی تو جواب نہ پا کر اضمحلال اور رنج ہوا اور اس قدر حوصلہ شکنی اور مایوسی ہوئی کہ جس کو میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ احساسات نازک آبگینوں کی مانند ہوتے ہیں۔ جس طرح آبگینے معمولی سی ضرب سے کرچی کرچی ہو جاتے ہیں اسی طرح احساسات میں معمولی سی دراڑ یا بدگمانی پورے نظام بدنی میں انتشار اور بغاوت پیدا کر دیتی ہے۔ اور پھر اس بے قاعدگی کا مداوا مشکل ہی سے ہوتا ہے۔

انتہائی قابل احترام واصف صاحب! دراصل مادہ پرستی اور ہوس پرستی نے ہمارے اندر کے اشرف المخلوقات انسان کو ہم سے چھین لیا ہے۔ اور ہم وحشی بہائم کی سی زندگی گزار رہے ہیں جو اپنا پیٹ بھرنے کے لئے کمزور کو شکار کرنے میں ذرا برابر بھی جھجک اور عار

محسوس نہیں کرتے۔

آپ کی تحریر تفکر، خلوص، احساس، پند و نصائح، نقیب وقت کی دہائی، احترام انسانیت اور مقام انسانیت کی نشاندہی، ہوس زر کی مذمت، دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی جوابدہی جیسے عناصر سے بھرپور ہوتی ہے جو کہ آپ کے خیالات، احساسات اور جذب دروں کا پتہ دیتی ہے۔

جناب واصف علی صاحب! جی تو چاہتا ہے کہ صفحات کے صفحات لکھ ڈالوں اور اپنے دل میں چھپا ہوا درد آپ جیسے صاحب درد، صاحب بصیرت اور صاحب بصارت شخص کو دکھا ڈالوں۔ مگر یہ سوچ کر کہ آپ جیسے انسان بڑے حساس ہوتے ہیں اور ایک ہی لفظ اور نکتے سے کسی نتیجے پر پہنچ جاتے ہیں۔ لہٰذا اس اندیشے کی بناء پر کہ کہیں طوالت تحریر آپ کے معمولات میں رخنہ اندازی کا سبب نہ بن جائے نہایت اختصار سے کام لے رہا ہوں۔

یہ امید رکھتا ہوں کہ آپ میری حوصلہ افزائی اور رہنمائی کے لئے ضرور "دو حرف" لکھ بھیجیں گے۔ میرے احساس کو مجروح نہیں ہونے دیں گے۔

یاد آیا کہ اگر آپ بالمشافہ ملاقات کا موقع فراہم کر دیں تو یہ ناچیز شکریئے اور احسان مندی کے ساتھ ساتھ فخر و وقار محسوس کرے گا۔

منتظر جواب

نعیم شاد

شاد صاحب

السلام علیکم

اللہ آپ کو شاد و آباد رکھے۔ آپ کا خط پڑھ کر میرا پہلا ارادہ تو یہ ہوا کہ اپنے لئے کالم کے بجائے آپ کا خط ہی اخبار کو بھیج دوں۔ اتنی

شاندار تحریر پر آپ کا شکریہ۔

باقی خط کا جواب' تو اللہ کے فضل سے خط میں سوال ہی کوئی نہیں تھا۔ آپ نے لکھا ہے کہ آپ کو پڑھ کر خوشی ہوئی۔ تو جواباً" تحریر ہے کہ آپ کا خط پڑھ کربڑی خوشی ہوئی۔ اب کسی آبگینے کو ٹھیس نہ لگے۔ نازک مزاجیاں تو آپ ہمیں بتا رہے ہیں اور نازک مزاج تو اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ بس آپ خوش رہا کریں۔ زندگی میں جب سنجیدگی افکار پیدا ہو گی یا مزید پیدا ہو گی' آپ کی تحریر میں مزید نکھار پیدا ہو جائے گا۔ آپ سے ملاقات کر کے خوشی ہو گی۔ ٹیلی فون پر وقت طے کر لیں گے۔ جب تک ----

والسلام

واصف علی واصف



محترم جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

دیر لگی آنے میں تم کو شکر ہے پھر بھی آئے تو
اس نے دل کا ساتھ نہ چھوڑا ویسے ہم گھبرائے تو

میرے خیال میں اس شعر سے میرے جذبات کی بڑی صحیح ترجمانی ہوئی ہے۔ امید ہے

کہ آپ خیریت سے ہوں گے اور آپ کے خیالات زمین و آسمان کی پروازوں میں بغیر کسی رکاوٹ کے مصروف ہوں گے۔ خدا کرے کہ آپ کا قلم ہمیشہ اتنے خوبصورت خیالات صفحات پر بکھیرتا رہے اور آپ کے خیالات کی تیز رفتار پرواز کا ساتھ دے سکے۔ آپ نے میرے خط کا جواب دیا اور ساتھ ہی "تحفتاً" اپنی کتاب بھی ارسال کی۔ بہت بہت شکریہ۔ بلاشبہ یہ میرے خط کا ایک خوبصورت ردعمل تھا اور میرے جیسے مطالعے اور خاص طور پر سنجیدہ مطالعے کے رسیا انسان کے لئے خوبصورت ہونے کے ساتھ بیش بہا بھی تھا۔ مجھے آپ کا خط منگل یعنی اکتوبر کو موصول ہوا۔ کافی صبر آزما انتظار تھا۔ یہ میں ہی جانتی ہوں کہ تادم تحریر میرے ذہن میں خیالات کے کتنے ہی سیلاب آئے اور اتر گئے ۔ میں نے آپ کی کتاب آدھی سے زیادہ پڑھ لی ہے اور باقی بھی انشاء اللہ جلد ہی پڑھ لوں گی۔ کتاب کے مطالعے کے دوران کبھی ایسے محسوس ہوتا تھا کہ کسی نے میرے ذہن کے نہاں خانوں سے میرے ہی خیالات لے اور ان کو صاف ستھرا کر کے اور خوشبو لگا کر میرے سامنے رکھ دیا ہو۔ کبھی ایسے محسوس ہوتا کہ میں ایک گوہر نایاب ہوں اور کبھی مجھے اپنی حیثیت ریت کے چمکدار ذرے سے بھی کم معلوم ہوتی۔ خیر یہ تو ایک حقیقت ہے کہ آپ دیوار کے سامنے کھڑے ہو کر یہ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ آپ کتنے جاذب نظر ہیں۔ یہ تو آئینہ ہی آپ کو بتاتا ہے اور بن پوچھے بتاتا ہے۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ اب میں اپنی رہنمائی آپ ہی کرتے کرتے تھک گئی ہوں اور سمجھتی ہوں کہ جہاں تک میری سوچ جا سکتی تھی پہنچ چکی ہے۔ اب مجھے کسی رہنما کی ضرورت ہے اور رہنمائی کے لئے میں نے آپ کا انتخاب کیا ہے اور مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ میرا انتخاب غلط نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے میں غلط ہوں اور میں نے اپنے متعلق غلط اندازہ لگایا ہے۔ "قطرہ قطرہ قلزم" میرے لئے کافی مددگار ثابت ہوئی، بلاشبہ اسی نے میرے اندر وسعت خیال کو مزید وسعت دی اور میری سمت جو کہ میری نظروں کے سامنے ہونے کے باوجود دھندلی تھی، مزید واضح ہو گئی۔ جناب والا! میرے خیال میں آج کے انسان کا اصل مسئلہ صحیح ترجیحات کا یقین ہے۔ عمل ہو تو رہا ہے مگر غلط سمت میں بلکہ اگر مکمل غلط سمت کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ اگر آج کا انسان یہ سوچ لے اور تسلیم کر لے کہ جتنی محنت وہ دنیاوی سہاروں کو حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے (یہ جانتے ہوئے کہ یہ سب سہارے کمزور اور ناپائیدار ہیں) اگر اتنی ہی محنت اپنے حقیقی سہارے یعنی

اللہ رب العزت سے تعلق استوار کرنے کے لئے کرے تو اس کے سب مسئلے حل ہو جائیں گے۔ گویا آج کا انسان اس بلی کی طرح ہے جو اپنی دم پکڑنے کی کوشش میں خوب گھومتی ہے مگر دم ہے کہ ہاتھ آنے ہی نہیں دیتی۔ بلی کو لاکھ سمجھاؤ بی بی رانی باز آجاؤ یہ نہیں ہو سکتا ہے مگر وہ نہیں مانتی۔ تھک ہار کر تھوڑی دیر کے لئے بیٹھتی تو ہے مگر دوبارہ اپنے لاحاصل عمل میں مشغول ہو جاتی ہے۔ آج کا انسان اس کبوتر سے بھی مشابہت رکھتا ہے کہ جو سمجھتا ہے کہ اس کی آنکھیں بند کر لینے سے بلی چلی جائے گی۔ فرد نے اپنے متعلق غور کرنا چھوڑ دیا ہے۔ دوسروں کو نیکی کی تلقین کرنے والا تلقین سے پہلے یہ سوچنا بھول جاتا ہے کہ وہ اپنے دائرہ عمل میں کتنا نیک ہے کیا اس کا ہمسایہ اس کے شر سے محفوظ ہے؟ کیا اس کا کردار اس قابل ہے کہ وہ کسی کو کوئی ہدایت دے سکے؟ کیا وہ خود اپنی باتوں پر عمل کرتا ہے۔ جو شخص اپنی ہی باتوں پر عمل نہیں کرتا اس کی باتوں پر کوئی دوسرا کیا عمل کرے گا؟ آج کل اندھیرا صرف چراغ کے نیچے تک محدود نہیں ہے بلکہ چراغ کے گرد بھی پھیلتا جا رہا ہے۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے جس چراغ کے گرد اندھیرا ہو وہ چراغ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہی تو آج کی دنیا کا کمال ہے کہ اپنے گرد اندھیرا رکھنے والا بھی چراغ ہے۔ میرے خیال میں جتنا نقصان ہم مسلمانوں نے اسلام کو پہنچایا ہے شاید ہی کسی اور نے پہنچایا ہو۔ جتنا ہم نے اللہ کے دین کو بگاڑا ہے شاید ہی کسی اور میں اتنی جرات اور ہمت ہو بگاڑنے کی۔ میں حضرت علامہ اقبال کے اس خیال سے پوری طرح متفق ہوں کہ

گلہ جفائے وفا نما کہ حرم کو اہل حرم سے ہے
کسی بتکدے میں بیاں کروں تو کہے صنم "ہری ہری"

لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے جو سب کا خالق سب کا رازق اور سب کا مالک ہے' اس کے مذہب کو کون نقصان پہنچا سکتا ہے۔ کوئی ہے جو سچ کو لافانی سچ کو نقصان پہنچا سکے۔ مگر دراصل ہم نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا ہے مسلسل پہنچا رہے ہیں۔ ہم دوسروں کو دھوکہ دے کر خوش ہوتے ہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ دراصل ہم نے اپنے آپ کو دھوکہ دیا ہے۔ ہم میں سے کتنے ہیں جو خدائے ذوالجلال کی طرف سے عطا کی ہوئی کھیتی کی حفاظت کر رہے ہیں اس کے برعکس ہر کوئی اور پاکستان میں تو یقیناً" اپنے اپنے دائرہ عمل میں حسب توفیق بد دیانتی میں مصروف ہے' کوئی نہیں سوچتا ہے کہ کل مالک کو کیا منہ دکھائیں گے۔ ہماری ایک

غلطی یہ بھی ہے کہ ہم نے ملاؤں کے دین بے دانش کو قبول کر لیا ہے اور اپنی دانش بے دین لے کر دنیا فتح کرنے چل پڑے ہیں۔ مگر جب تک فرد ٹھیک نہیں ہو گا' ملت کے ٹھیک ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔ مگر فرد کو تو خود آشنائی سے زیادہ جہاں آشنائی کا شوق ہے۔ آج کا انسان اپنے اندر دیکھنے سے ڈرتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر میں اپنے آپ سے آشنائی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی تو یہ میرے لئے عظیم نعمت ہو گی۔ مجھے انسانوں سے محبت ہے۔ میں ان کو جاننا چاہتی ہوں۔ مگر مجھے معلوم ہے کہ اس کی پہلی کڑی خود آشنائی ہے۔ لکھنے کو اور بہت کچھ ہے مگر اتنی جلدی کیا ہے۔ آپ بھی یہیں ہیں اور میں بھی یہیں ہوں۔ مجھے آپ کی کتاب پڑھ کر پتہ چلا ہے کہ میری ترجیحات صحیح ہیں۔ مگر منزل کا ادراک کر لینے سے تو منزل نہیں مل جاتی۔ ادراک اور منزل کے درمیان عمل کا جو کٹھن راستہ ہے مجھے اس میں آپ کی ضرورت ہو گی۔ غلط ترجیحات کے حوالے سے تھوڑی بات اور کرنا چاہوں گی۔

دور کیوں جایئے پاس ہی کی بات کرتے ہیں۔ میں جس جگہ صبح سویرے سیر کے لئے جاتی ہوں وہاں اور بھی خواتین آتی ہیں۔ مگر ان کی ترجیح سیر کرنا نہیں' بیٹھ کر باتیں کرنا ہوتی ہیں۔ یعنی چغلیاں' گویا جو وقت صحت کے لئے مفید ہونے کے علاوہ خدا کی طرف رجوع کرنے کا ممکن ذریعہ ہو سکتا تھا' وہ ضائع ہو گیا اور یہ خواتین جب گھروں کو جاتی ہیں تو ان کے پھیپھڑوں میں زائد آکسیجن کی بجائے ان کے ذہن میں چند نئی کہانیاں اور گناہ کے لئے چند نئے جواز ہوتے ہیں۔ آج کا انسان زخموں سے چور چور ہے' ہمدردی کے قابل۔ مگر افسوس کہ وہ اپنے گہرے زخموں سے بے خبر ہے اور طرفہ تماشا یہ کہ وہ ان زخموں سے آگاہ ہونا بھی نہیں چاہتا ہے' شاید اس لئے کہ درد کا احساس شاید اس وقتی لذت پر غالب آ جائے جس کے لئے وہ تن من دھن کی قربانی لگا رہا ہے۔ آپ کی تحریروں نے میرے اندر سے بھٹک جانے کا خوف ختم کر دیا ہے اور میں تقرب الٰہی کے لالچ میں مبتلا ہو چکی ہوں۔ "استغفر اللہ" میں پہلے بھی پڑھتی تھی مگر اب پڑھتی ہوں تو ہر بار ایسا لگتا ہے جیسے کسی نے منہ میں سندر خانی انگور کا دانہ رکھ دیا ہو۔ میرا خیال ہے کہ اب ذرا ادھر ادھر کی باتیں کر لی جائیں۔

میرے خیال میں سچ کسی رشتے یا تعلق کی پائیداری کے لئے بنیادی اور لازمی عنصر

ہے۔ مجھے بہت خوشی ہوتی ہے جب کوئی بااعتماد آدمی مجھے میری خامیوں سے آگاہ کرتا ہے۔ لہٰذا درخواست ہے کہ مجھے میرے متعلق اپنے سچے احساسات سے نوازتے رہیے گا۔ میں اپنی اصلاح کے لئے ہر وقت تیار رہتی ہوں۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ اب جب میں اپنے احساسات اپنے علاوہ کسی اور سے Share کروں گی تو مجھے لوگوں کے ناگوار چہرے اور یہ جملے نہیں سننا پڑیں گے۔ "چیزوں کو اتنی گہرائی میں نہیں دیکھنا چاہیئے"

اب میرے خیال میں میں آپ کو اپنے متعلق معلومات دینا شروع کر ہی دوں۔ آپ نے معلومات کے ساتھ "اہم" کا لفظ لکھ کر مشکل میں ڈال دیا ہے۔ میں سوچ رہی ہوں کہ میرے متعلق کون سی معلومات اہم ہو سکتی ہیں۔ خیر کوشش کرتی ہوں اہم معلومات دینے کی۔ ہاں جی تو میں عمر کے اس حصے میں ہوں جس کے متعلق آپ نے لکھا ہے "طلسماتی ایام" کا دور۔ جی ہاں وہی پہاڑوں کی سیر' دریاؤں کے کنارے' باغوں کی بہار و سفر کے پروگرام وار زمانہ میں۔ آج کل .F.Sc (پری میڈیکل) کا امتحان Repeat کرنے کے لئے تیاری کر رہی ہوں۔ پہلے میڈیکل کے لئے نمبر نہیں آئے تھے مگر اب کی بار بہت پر امید ہوں۔ باقی جو اللہ کی رضا وہی میری رضا۔ مجھے چند چیزوں سے عشق کی حد تک لگاؤ ہے۔ سبزہ' پانی' بچے' کتابیں اور کردار و عمل میں پختہ لوگ۔ اس لئے قائد اعظم میری آئیڈیل شخصیت ہیں۔ تین چیزوں سے مجھے چڑ ہے بوسیدگی' بورا پن اور غربت (غریبوں سے نہیں) میں بنیادی طور پر خاموش طبع اور خوش باش یعنی قناعت پسند سی ہوں۔ گھر میں سب سے چھوٹی ہوں۔ گھر کے سب بندے مجھے اچھے لگتے ہے۔ میں ان سے محبت کرتی ہوں اور مجھے ان کی بے لوث محبت کا مکمل احساس ہے۔ شاید اسی احساس نے مجھے اپنی ذات کے حصار سے باہر نکلنے میں مدد دی ہے۔ مجھے دنیا کے ہر موضوع سے دلچسپی ہے۔ خاص طور پر تاریخ اور فلسفہ سے لے کر ستاروں کے علم تک ان تمام علوم سے لگاؤ ہے جو انسان کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ مجھے اب اس بات کا شدید احساس ہو رہا ہے کہ خط کچھ زیادہ ہی طویل ہو گیا ہے۔ مگر دیکھئے دو ضروری باتیں شاید سب سے ضروری باتیں اب بھی رہ گئی ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ آپ کو مجھ سے رابطہ کرنے میں کوئی ایسی مشکل پیش نہیں آئے گی جس کا تعلق میرے لڑکی ہونے سے ہو۔ میرے گارڈین میرے والد صاحب ہیں تو میرے خیال میں ان کی اجازت کی واضح دلیل میرا اتنا طویل خط ہے جو کہ میرے والد صاحب ہی

پوست کریں گے۔ دوسری بات میں گھر میں کوئی کام چھپا کے نہیں کرتی ہوں۔ کوشش کرتی ہوں کہ سب کو اعتماد میں لے کر خاص طور پر
والدین کو اعتماد میں لے کر کروں۔ یہی وجہ ہے کہ میرے لئے اجازت والے مسئلے کم ہی پیدا ہوتے ہیں۔ میرے والد صاحب اللہ کے فضل سے علم اور اہل علم سے محبت کرنے والے انسان ہیں۔ امید ہے کہ آپ کا برتاؤ میری طبعی عمر کی بجائے میری ذہنی عمر کے مطابق ہو گا۔ ابھی بھی بہت سی باتیں بچ گئی ہیں مگر ڈر ہے کہ آپ کہیں یہ نہ سوچ رہے ہوں کہ یہ لڑکی تو پیچھے پڑ گئی ہے۔ اس لئے اب اجازت دیجئے۔ خدا حافظ

اصلاح کی طالب

ثمرہ سعید

محترمہ ثمرہ سعید صاحبہ

السلام علیکم

آپ کے دونوں خطوط سے آپ کی صداقت جذبات نمایاں ہے۔ آپ نے یہ نہیں بتایا کہ آپ محسوسات کی دنیا میں کیسے پہنچ گئیں۔ اس کا آپ کو اندازہ ہے کہ آپ اپنی عمر کے علاوہ ہی کچھ ہو چکی ہیں؟ اب اگر میں آپ سے یہ کہہ دوں کہ آپ سوچنا چھوڑ دیں تو شاید آپ کے لئے کہنا ماننا مشکل ہو۔ بس مجھے یہی سوچنا پڑ رہا ہے کہ آپ کو کیا لکھوں۔ تعریف سننا چاہتی ہیں؟ آپ بہت زیادہ قابل تعریف ہیں لیکن مجھے یہ ڈر لگ رہا ہے کہ احساس اور شعور کا یہ وزن آپ کے لئے برداشت سے باہر نہ ہو جائے۔

خیال کا سفر بالعموم ایک کٹھن سفر ہے۔ آپ لوگوں کے لئے ایک سادہ سادہ' آسان اور خوبصورت زندگی بہت کافی ہوتی ہے۔ اپنے سماج سے بہت آگے نکل جانا بھی اتنا ہی باعث تکلیف ہو سکتا ہے جتنا سماج سے پیچھے رہ جانا۔ بس نصیحت یہ ہے کہ خیال کی بلندی کے باوجود پست ماحول میں گزارنے کی صلاحیت پیدا کر لینا چاہئے۔ ہاتھ آسمان کو چھو جائیں تب بھی پاؤں زمین پر رہنے چاہئیں۔ آپ دل کھول کر لکھیں کہ میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں؟ میں ہر طرح سے تعاون کرنے کے لئے پوری کوشش کروں گا۔

آپ اپنی تعلیم کو کہاں تک پہنچانا چاہتی ہیں؟ اس کے بعد کیا کریں گی؟ آپ کے والدین نے آپ کے لئے کیا مستقبل تجویز کیا ہے؟ آپ نے بے حس معاشرے کے ساتھ سمجھوتا نہیں' گزارا کرنے کے لئے کیا انتظام کر رکھے ہیں؟ آپ جوں جوں نمایاں ہوں گی آپ کا ماحول اتنا ہی مشکل ہونے کی کوشش کر سکتا ہے۔ ہمارے لئے یہ کام مشکل نہ تھا۔ ہم نے ایک طویل عرصے کے بعد زبان کھولی۔

آپ اپنے تمام سوالات سوچ لیں' مجھے آگاہ کریں' میں جواب دوں گا۔ ویسے گوجرانوالہ میں اپنے متعلقین کا ایک اجتماع یا محفل یا نشست کا انتظام کرنے کا ارادہ ہے۔ آپ کو بھی شامل کیا جائے گا۔ آپ کے والد صاحب سے بھی ملنے کا ارادہ ہے۔ آپ اپنی صحت کا ضرور اور

خاص خیال رکھیں۔ خیال ایک شیر کی طرح ہے' آپ طاقتور رہیں تو اس کی سواری کریں گی اگر آپ ذرا بھی کمزور ہوئے تو شیر آپ کو کھا جائے گا۔

باقی یہ اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے بہت بڑی نعمت ہے کہ اس نے آپ کو چھوٹی عمر میں شعور و آگہی کی راہ پر گامزن کیا ہے۔ اس چراغ کا وہی حافظ ہے۔ آپ کے لئے دعا ہے کہ خدا آپ کو سلامت رکھے۔

آپ کے والدین کے لئے ایک بار پھر مبارک اور آپ کے لئے ایک بار پھر تاکید ہے کہ تمام شعور کے باوجود اپنے آپ کو ذہنی طور پر پست ماحول میں Adjust کرنے کی صلاحیت کو نظر انداز نہیں کریں۔ ایک انسان کا باشعور ہونا اس کے لئے اذیت کا باعث بھی ہو سکتا ہے۔ شب بیداری' بے قراری اور آہ و زاری شعور کے حصے ہیں۔ اس لئے آپ کے خیال کی رفتار کو ذرا Slow Motion درکار ہے۔

بہرحال سلامتی کی دعاؤں کے ساتھ' آپ کے اگلے خط کا انتظار رہے گا۔

والسلام

واصف علی واصف



جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

روزنامہ نوائے وقت میں آپ کا مضمون "رحمت" پڑھا' دل منور ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دے۔ ویسے تو قرآن و حدیث سے اکثر مسلمان آگاہ ہیں آج کل ان مقدس کتابوں کو غلاف چڑھا کر ہم نے طاق سجا رکھے ہیں گفتار کے غازی ہیں' عملی زندگی میں کردار کی نفی ہو رہی ہے۔ اگر ہم اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیں تو ہم پر اللہ کی بے پایاں رحمت کا نزول ہو سکتا ہے۔

امید کرتا ہوں کہ جواب دینے کی زحمت بھی اٹھائیں گے۔ مشورے کے طور پر آپ کو لکھ رہا ہوں ہمارے ملک میں کون سا ظلم اور برائی نہیں ہو رہی۔ ایسا تو مہذب معاشرے میں بھی نہیں ہوتا چہ جائیکہ اسلام کی بات کریں یہ نہ صرف ملک و قوم بلکہ مذہب کے ساتھ بھی دھوکہ اور فراڈ ہے۔ صدر پاکستان تقریباً چالیس سال سے پاکستان کی سیاست کا کردار رہے۔ موجودہ وزیراعظم عرصہ پندرہ سال سے پنجاب اور وفاق سے وابستہ ہیں ان دو کی وجہ سے ملک میں کہیں بھی ترقی و استحکام نظر نہیں آیا ان کی نظر میں "سب اچھا ہے" جو کہ منافقت ہی ہے۔ ملک کو جاگیردار' سرمایہ دار اور انتظامیہ نے خوب جی بھر کر لوٹا ہے۔ یہ لوگ امیر سے امیر ترین اور پاکستان (عوام) غریب ترین ہو چکا ہے۔ ان کی تعداد ملک میں بیس فی صد ہے۔ بقیہ اسی فی صد ان کے رحم و کرم پر ہیں۔ اقلیت نے اکثریت کا جینا حرام کر رکھا ہے۔ غریب اور شریف خود تو کیا ان کی آواز بھی اسمبلی تک نہیں پہنچ سکتی اور نہ کبھی ایسا ہو گا۔

میرا تعلق بھی اسی فی صد عوام سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سفید پوشی کا بھرم رکھا ہوا تھا لیکن اس دور میں وہ بھی محال نظر آتا ہے۔ میں نہ تو کسی سیاسی اور نہ مذہبی جماعت کا رکن ہوں۔ محب وطن ہوں۔ عوام اور اسلام کی خدمت کا جذبہ رکھتا ہوں۔ ملکی حالات دیکھ سن

اللہ کے نزدیک حقوق العباد کی بہت اہمیت ہے۔ اگر زکوٰۃ کا نظام ہی ایمانداری سے نافذ ہو جائے تو بہت فرق پڑ سکتا ہے۔ مخیر حضرات کو آگے آنا چاہئے۔ یہ احسان نہیں بلکہ مسلمان ہونے کا ثبوت ہے۔

مساوات محمدی نظر بھی آنی چاہئے اس طرح نہیں کہ وزیر اعلی کی بیٹی کی شادی پر تیس ہزار سے زیادہ افراد شرکت کریں۔ غریب آدمی ساری عمر بچی کی شادی سے عہدہ براء نہ ہو سکے۔

کر کڑھتا رہتا ہوں۔ اس لئے کہ برائی کو روکنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ ساری عمر رزق حلال کمایا ہے اور آئندہ بھی ایسا ہی ارادہ ہے۔ نبی کریمؐ کا فرمان ہے کہ غریبی انسان کو کفر تک لے جاتی ہے۔ لکھنے کا مقصد یہ کہ شاید آپ پاکستان کے بے ضمیر حکمرانوں کے ضمیر کو جھنجھوڑ سکیں جو آدھے سے زیادہ زانی اور شرابی ہیں۔ میں بیان نہیں کر سکتا کہ غریب اور مجبور انسان کتنا ذلیل ہو رہا ہے۔

بیت المال اور زکوٰۃ فنڈ منظور نظر لوگوں کی وراثت ہیں۔ امید ہے اس سلسلے میں آپ کی طرف سے پیش رفت ہو گی ورنہ لکھنے کو تو بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔

دعا گو

محمد اقبال ملک

محمد اقبال ملک صاحب

السلام علیکم

آپ کا فکر انگیز خط ملا۔ میرے پاس آپ کو تسلی دینے کے لئے دعا کے سوا کچھ نہیں۔ البتہ آپ کے کہنے کے مطابق کچھ کوشش ضرور

کی جائے گی۔ آپ دعا کریں کہ کم از کم ظلم کو ظلم کہنے کی طاقت میسر آئے۔ غریبوں کی قسمت تبھی جاگتی ہے جب ظلم کے سہارے امر ہونے والوں کی قسمت سو جائے۔ دعا در دعا کی ضرورت ہے۔ صرف پاکستان کا مسئلہ نہیں بلکہ مسلمانان عالم کا مسئلہ ہے۔ یہ اسلام کی آن کا مسئلہ ہے۔ اگر غریب کو غریبی کی وجہ سے کفر تک پہنچا دیا گیا تو دولت ہی امیروں کے لئے ایک کربناک عذاب ثابت ہو گی۔ دعا یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ عذاب نازل ہو، لوگوں پر صحیح سمجھ کا اور صحیح عرفان کا حوصلہ نازل ہو۔ اللہؐ اور اللہ کے حبیبؐ ہی رہنمائی فرما سکتے ہیں۔ ہم لوگ شور مچا سکتے ہیں۔ اصلی ہدایت ہادی مطلق کے دربار اعلی سے حاصل ہونی ہے۔ آپ دعا کرو اور دعا کرتے جاؤ۔ میں دعا کرتا ہوں اور میں دعا کرتا جاؤں گا۔ خدا امیر اور غریب کے بے انتہا فرق کو مٹا دے اور دعا ہے کہ غریب اپنی غریبی پر مایوس نہ ہو اور امیر اپنی امیری پر مغرور نہ ہو۔ یہ تبھی ہو سکتا ہے جب غریب غریب نہ رہے اور امیر امیر نہ رہے اور ایسا وقت آسکتا ہے جلد بھی آسکتا ہے اور ایسا وقت ضرور آئے گا اور جلد آئے گا۔ حق والے کو حق ملے گا اور غاصب کے ہاتھ سے ہمت چھن جائے گی۔ یہی تو اصل اعجاز اسلام ہے کہ غریب قوی ہوتا ہے اور دولت والا بزدل۔ اب مسئلہ صرف یہ ہے کہ جاننے والے خاموش ہیں اور بولنے والے جانتے نہیں ہیں۔ آپ بھی کچھ کرو۔ وقت مختصر ہے۔ کچھ کر لو اس سے پہلے کہ

کرنے کا وقت ہی ختم ہو جائے۔

لوہا مٹی ہو گیا' پھر پارس کس کام

والسلام

واصف علی واصف



محترم جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

خدائے بزرگ و برتر سے دعا ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہوں۔ میں نے حال ہی میں آپ کی کتاب "کرن کرن سورج" کا مطالعہ کیا۔ ماشاء اللہ بڑی خوبصورت کتاب ہے۔ خدا آپ کی سوچ کی گہرائیوں اور احساس میں مزید شدت پیدا کرے۔ کچھ دنوں پہلے نوائے وقت میں چھپنے والا آپ کا مضمون "جھڑکی نہ دو" اتفاقاً نظر سے گزرا جس کو پڑھ کر دل و دماغ میں ایک ارتعاش سا پیدا ہوا اور اس ارتعاش کے نتیجے میں آپ کو یہ خط لکھ رہی ہوں۔ دماغ نے دل کو بہت سمجھایا کہ واصف علی واصف صاحب بہت سنجیدہ اور مصروف انسان ہوں گے۔ ان کو اپنی بچگانہ باتوں سے تنگ مت کرنا۔ مگر جانے کیوں میں رہ نہ سکی۔ میں آپ کے متعلق بہت کم جانتی ہوں۔ صرف اتنا جتنا ایک قاری ایک لکھاری کے متعلق جان سکتا ہے۔ مگر مجھے آپ کے متعلق مزید جاننے کا شوق ہے۔ اس کے پیچھے میری ایک غرض پوشیدہ ہے اور وہ غرض یہ ہے کہ میں آپ سے راہنمائی حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپ کو روزانہ کی ڈاک سے اس قسم کے کتنے خط موصول ہوتے ہوں گے۔ اور آپ کی نظر میں ان کی کیا اہمیت ہوتی ہے۔ مگر میں اتنا ضرور جانتی ہوں کہ آپ ایک

حساس ذہن کے مالک ہیں اور حساس دل کے مالک ہیں اور حساس لوگ دوسروں سے زیادتیاں نہیں کیا کرتے۔ دراصل بات یہ ہے کہ میں بھی ایک حساس ذہن کی لڑکی ہوں اور اپنے ارد گرد کسی ایسے انسان کی تلاش میں رہتی ہوں جو میرے ذہنی معیار پر آکر مجھ سے بات کرے جو مجھے اور میری لامتناہی سوچوں کے سلسلے کو ایک سمت دے اور انہیں ضائع ہونے سے بچا سکے۔ میرے خیال میں آپ یہ کام کر سکتے ہیں لیکن کرنا چاہتے ہیں یا نہیں اس کا مجھے قطعاً علم نہیں ہے۔ تمام لوگوں کی باتیں سنتی ہوں اور ان کی ذہنی الجھنوں کو حتی المقدور سلجھانے کی کوشش کرتی ہوں۔ لیکن اگر حتی الوسع میں کسی کو اپنی سوچ بتاؤں تو وہ میرے ذہنی معیار تک آکر اس کو سمجھ ہی نہیں پاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے لوگوں کو سوچ سے آگاہ کرنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ میں اپنے احساسات صرف اپنی تنہائی سے بیان کرتی ہوں۔ شروع شروع میں تو معاملہ ٹھیک رہا۔ مگر اب میرے لئے اپنی راہنمائی کرنا مشکل ہو رہا ہے۔ اور میں اکثر ڈپریشن کا شکار ہو جاتی ہوں۔ آخر کب تک میں اپنی سوچوں کو آگے بڑھنے سے روکتی رہوں گی۔ مجھے ایسے لگتا ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ مجھ کو کسی راہنما کی ضرورت ہے۔ مجھے بامقصد گفتگو سننے اور بامقصد تحریر کا مطالعہ کرنے کا بے حد شوق ہے مگر کوئی اچھی باتیں کرے ایسی باتیں جن سے خوشبو آئے۔ مگر میرے اردگرد ایسی باتیں بے حد کم ہوتی ہیں۔ آپ سے رابطہ کرنے میں میرا یہ لالچ بھی پنہاں ہے۔ آپ کے توسط سے مجھے بہت سی خوشبو دار باتیں ملیں گی۔ میں نے اس خط میں اپنی زندگی اور مشاغل کے متعلق بالکل نہیں لکھا ہے کہ وہ سب کچھ تب لکھوں گی جب آپ جاننا چاہیں گے۔ میں یہ خط لکھتے ہوئے اس خوش فہمی میں مبتلا ہوں کہ آپ مجھے اس کا جواب لکھیں گے۔ یہ اس قسم کا خط لکھنے کا میرا پہلا تجربہ ہے۔ مقصد آپ کو متاثر کرنا نہیں بلکہ یوں کہہ لیجئے کہ آپ سے ایک مہربان دوست کا رشتہ قائم کرنا ہے جو سنگ میل بھی ہو اور مشعل راہ بھی۔ اگر میرے خط کو کسی قسم کے رد عمل کے قابل سمجھیں تو اخبار میں مت لکھئے گا کیونکہ "نوائے وقت" پڑھنے کا اتفاق بہت کم ہوتا ہے۔ ہفتہ میں دوبار یعنی جمعہ اور ہفتہ کو۔ بلکہ ہو سکے تو بذریعہ ڈاک جواب مرحمت فرمائیے گا۔ جوابی لفافہ ارسال نہیں کر رہی کیونکہ اخبار میں ایسا کرنے کے لئے ہدایت نہیں گئی ہے۔ مگر آپ کہیں گے تو وہ بھی بھیج دوں گی۔ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ آپ کے متعلق بہت کم جانتی ہوں اس لئے اگر کوئی بات مزاج کے خلاف ہو تو معذرت

خواہ ہوں۔ ویسے بھی آپ نے خود ہی تو لکھا ہے کہ سائل کچھ لینے نہیں دینے آتا ہے۔ اور مزید یہ کہ سائل کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ اچھا اب اجازت دیجئے۔

آپ کی نیاز مند
ثمرہ سعید

ثمرہ سعید

السلام علیکم

آپ کا ایسا خط اور ایسا تجربہ کامیاب ہی رہا۔ میں بہت کم جواب دیا کرتا ہوں۔ آپ کے خط سے جو خواہش اور تڑپ عیاں ہوتی ہے اس کا جواب دینا ضروری تھا۔ ویسے بھی آپ نے میرے متعلق کم معلومات کے باوجود مجھ سے اہم یعنی روحانی تعلق کی خواہش کی۔ مجھے اس میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ لیکن ایک بات اور یہ بات بڑی غور طلب ہے کہ آپ لڑکی ہو۔ آپ سے رابطہ مشکل نہ ہو یا کبھی مشکل نہ بن جائے۔

آپ کا Guardian کون ہے؟ اس کی اجازت کا ہونا لازمی ہے۔ پھر آغاز گفتگو ہو گا۔ اب آپ اپنے بارے میں بے شک اہم معلومات فراہم کردو۔ فی الحال آپ کو اپنی ایک کتاب "قطرہ قطرہ قلزم" تحفتاً بھیج رہا ہوں۔ باقی آپ کا خط آنے کے بعد۔ ہمارا کالم ہر پیر کو نوائے

وقت میں باقاعدگی سے آرہا ہے۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

مزاج بخیریت۔ میں ایل ایل بی کا طالب علم ہوں۔ اور ایک مقامی لاء کالج لاہور میں زیر تعلیم ہوں۔ آپ کے مضامین بڑے غور و فکر کے ساتھ اور بہت دلچسپی کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ جناب عالی! میں آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ رزق حلال کا اصل مفہوم کیا ہے۔ کیا موجود زمانے میں رزق حلال کمانے والے کامیاب ہیں؟

جہاں تک میرا مشاہدہ ہے رزق حلال کمانے والے مشکل سے اپنی روٹی پوری کر سکتے ہیں۔ وہ اس قابل نہیں ہو سکتے کہ کوئی کار یا گاڑی یا رہنے کے لئے بہترین مکان بنا سکیں۔ امید کرتا ہوں کہ آپ اس سوال کا تسلی بخش جواب دیں کر مشکور فرمائیں گے۔

والسلام

محمد شفیق

شفیق صاحب

السلام علیکم

رزق کا تعلق اصلاح احوال باطن سے ہے۔ اگر اللہ کے حکم کو نکال دیا تو رزق نہ حلال ہے نہ حرام۔ رزق تو بس رزق ہے۔ جس طرح شادی نکاح کے ساتھ حلال ہے' نکاح کے بغیر حرام۔ یہ اللہ کا حکم ہے۔ ورنہ دونوں کا عمل ایک ہی ہے۔ اسی طرح حلال و حرام رزق ایک ہی ہے۔ جو لوگ خدا کو ماننے والے ہیں اور اس کو راضی رکھنا چاہتے ہیں ان لوگوں نے غریبی قبول کر کے ناجائز دولت سے پرہیز کیا۔ وہ پیدل سفر کرتے رہے اور حرام کی کار سے بچتے رہے۔ ہم لوگوں کے لئے یہی ایک مقام غور ہے کہ ہم زندگی فرعون کی چاہتے ہیں اور عاقبت موسیٰؑ کی۔

اگر مدعائے حیات آسودگی ہے تو آسودگی حاصل کرو اور اگر مدعائے حیات رضائے الٰہی ہے تو رضائے الٰہی حاصل کرو۔ حرام رزق سے دل مردہ ہو جاتا ہے یعنی ایمان میں نقص آجاتا ہے۔ یعنی مسلمانوں کے ایمان میں۔ اگر اسلام اور ایمان کا ذکر چھوڑ دیا جائے تو سب جائز ہے۔ ایک مختصر سی زندگی ایک عظیم مابعد سے محروم نہ کر دے۔ فیصلہ آپ نے خود کرنا ہے۔ اگر آپ حلال رزق کی تلاش کریں تو بھی ضروری نہیں کہ آپ کے پاس پیسے کی تنگی ہو۔ اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔

بہرحال یہ فیصلہ کرنا ضروری ہے کہ آپ کے اللہ نے رزق کے بارے میں آپ لوگوں کے لئے کیا احکام فرمائے ہیں۔ کار اور کوٹھی کا کوئی ذکر نہیں۔ ذکر اس کے راضی ہونے کا ہے' اس کی ناراضگی کا ہے' اپنی عاقبت کا ہے۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

تعریف کرنا مقصود نہیں۔ آپ کی تحریر پڑھ کر ملنے کو جی چاہا۔ آپ کی تحریر آپ کا تعارف ہے۔ آپ کی دو کتابیں زیر مطالعہ ہیں۔ کچھ باتیں سمجھ آئیں' کچھ نہیں آئیں۔

اخبارات میں بھی پڑھتے رہتے ہیں۔ آج جمعہ میگزین میں ایک فقرہ پڑھا "اللہ کی لگن اللہ کے لئے روکنا بہت مشکل ہے" بالکل سمجھ نہیں آیا۔

آپ سے کس طرح شرف ملاقات حاصل ہو سکتا ہے۔ وضاحت سے لکھ دیں۔ مہربانی ہو گی۔

امید ہے کہ میری امید یقین میں بدل جائے گی۔ اگر آپ نظر عنایت فرمادیں تو میری دنیا ہی بدل جائے گی۔

اپنے دیدار کا کوئی طریقہ بتا دیں تاکہ میری بینائی کا مقصد پورا ہو جائے۔ اور پتہ چل

جائے کہ قطرہ میں سمندر اور ذرے میں صحرا کیسے دیکھا جاتا ہے۔
خدا آپ کی عمر دراز کرے اور ہم آپ کے فیض سے آپ کے خیال سے اپنی روحوں کو غذا دیتے رہیں۔

طالب دعا

شہادت علی

محترم شہادت صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ خوشی ہوئی۔ اللہ کی لگن اللہ کے لئے چھوڑنا۔ ایک مقام ہے۔ مثلاً" ایک انسان ذکر میں مبتلا و محو ہے۔ اللہ کا ذکر ـــــ اور اذان ہو جاتی ہے۔ اب وہ شخص ذکر جاری رکھے تو نماز قضا ہوتی ہے۔ نماز شروع کرے تو ذکر قضا۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اللہ کی لگن کو یعنی ذکر کو اللہ ہی کے لئے یعنی نماز چھوڑ دے۔ یہ بڑا مشکل کام ہے۔ لیکن شاید ضروری بھی ہے۔ اس طرح اللہ ہی کے نام پر کئی اشغال آپس میں متصادم یا مخالف ہو سکتے ہیں۔ انتخاب میں کچھ نہ کچھ چھوڑنا ہی پڑتا ہے۔

اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ والسلام

واصف علی واصف



محترم جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

پہلے آپ کا مضمون "کائنات اور کائنات" نوائے وقت میں پڑھا۔ آپ کی باتیں اچھی لگیں۔

آپ کی کتاب "کرن کرن سورج" پڑھی۔ چند دن ہوئے آپ کا ایک اور مضمون "جھڑکی نہ دو" پڑھا۔ اب آپ کے پاس حاضر ہوں۔

مجھے مرشد کی تلاش ہے جو راہ دکھائے۔ راہ کا تو پتہ ہے، کسے پتہ نہیں، لیکن کتنے ہیں جو اس راہ پر چلتے ہیں۔ راستے کا پتہ ہونے کے باوجود اگر اس پر چلنے والے کم ہیں تو اس کی وجہ؟ عمل مشکل معلوم ہوتا ہے۔ جس طرح کچھ Students اکیلے بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے وہ دو چار دوستوں کے ساتھ اچھی طرح پڑھ لیتے ہیں۔ اس طرح میں بھی آپ جیسے لوگوں کی Company چاہتا ہوں، شاید کچھ رنگ چڑھ جائے۔

کچھ باتیں آئندہ کے لئے بھی اٹھا رکھیں۔ امید ہے آپ میری Frankness کو Mind نہیں کریں گے اور جواب دیں گے۔

خدا حافظ

ظفر اعجاز

ظفر اعجاز صاحب

السلام علیکم

آپ نے جو لکھا صحیح لکھا ہے لیکن چند Students کے مل بیٹھ

کر پڑھنے کی بات نہیں ہے۔ یہ تو Student اور استاد کے ارشاد کی بات ہے۔ علم یا تو ارشاد سے ملتا ہے یا نگاہوں سے۔ بہرحال اصل بات تو یہ ہے کہ علم نصیب سے ملتا ہے۔ راستہ جاننے اور راہ طے کرنے میں بڑا فرق ہے۔ نعت کہنے سے ضروری نہیں کہ انسان اسلام میں داخل ہو جائے' نعت تو غیر مسلموں نے بھی کہی ہے۔

مرشد کی تلاش میں خلوص کے ساتھ استقامت حاصل کرو' فطرت ہی کوئی انتظام فرما دے گی۔ میں اپنے آپ کو آپ کے لئے مرشد کے مقام پر فوری طور پر پیش کرنے میں تامل محسوس کر رہا ہوں۔ بہرحال آپ اپنی تلاش جاری رکھیں۔ مایوس نہ ہوں۔ جو کام رضائے الٰہی کے لئے کیا جائے اس کے کامیاب ہونے کے لئے راستے اللہ تعالیٰ خود ہی بناتے ہیں۔ جس نے درد عطا کیا اسی کے پاس تو دوا ہے۔ یقین کے ساتھ انتظار کو زندہ رکھیں' آپ کا شوق ہی آپ کو مرشد آشنا کر دے گا۔ خواجہ غلام فریدؒ کے آستانے پر حاضری ضرور دیتے رہا کریں۔ آپ کے علاقے کوٹ مٹھن میں روحانی خزانے وافر مقدار میں موجود ہیں۔ خدا آپ کو نصیب کرے۔ میں دعا گو ہوں۔

والسلام

واصف علی واصف



گرامی قدر محترم واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

خدا کرے آپ مع احباب بخیریت ہوں۔ آپ کی تحریروں کی دیرینہ شیدا اور شناسا ہوں۔ کچھ وقت کے لئے درمیان میں خلا سا آگیا تھا لیکن اب نوائے وقت میں روشنی اور تازگی کے یہ جھونکے پھر ملنے لگے ہیں۔ معرفت کی بات ہمیشہ میرے لئے کشش کا باعث رہی ہے۔ خالق حقیقی سے محبت کا اور رابطے کا منفرد اور خوبصورت اظہار آپ کے ہاں پایا جاتا ہے۔ تصوف سے دلچسپی رکھتی ہوں۔

آج کل آپ کی عقیدت مند مداح، بہت ذہنی اضطراب کا شکار ہے۔ ہر لمحہ ایک نیا لمحہ ہونے کے باوجود، اضطراب، اطمینان قلب سے عاری کرتا جاتا ہے۔ پانچوں وقت نماز بھی ادا کرتی ہوں۔ یاد الٰہی سے دل کی بزم سجانے کی کوشش بھی کرتی ہوں لیکن، لیکن ---- یہ ناکافی ہے۔ کبھی کبھی سوچتی ہوں یہ دیوار جاں نہ ہوتی تو اللہ سے تعلق کی صورت ہو سکتی تھی۔ میں لمحہ موجود کے آگے بہت کم مائیگی کا شکار خود کو محسوس کرتی ہوں۔

آپ کے لفظ روح کی گہرائیوں تک اترتے ہیں۔ آپ "پہنچے" ہوئے ہیں۔ مت کہئے گا روایتی لفظ نہ ہی اقرار لیجئے گا، راستہ دکھایئے، روشنی کے متلاشیوں کی راہبری کیجئے، اللہ کی رضا اس کے پیارے رسولؐ سے رابطے کی ایسی صورت، کہ دل اور روح مطمئن ہوں اندھیرا کبھی کبھی بڑھتا ہے، کبھی کبھی روشنی دکھائی دیتی ہے۔ لفظ لفظ روشنیاں بکھیرنے والی ہستی ہماری بھی راہنمائی فرمائے۔ ہمارا کشمیر بھی جل رہا ہے، ظلم کی انتہائیں ہیں، لیکن ان کی بانسریاں بھی بج رہی ہیں، اللہ نے اچھے مقام سے نوازا ہے لیکن اضطراب، بے سکونی، معرفت، رابطہ، رہنمائی خالق حقیقی کی؟ ساری دنیا بیمار لگتی ہے کیا ہو گا؟

فقط

آمنہ بہار

محترمہ آمنہ صاحبہ

السلام علیکم

آپ کا خط ملا اور بس ملتا ہی چلا گیا۔ آپ نے بہت کچھ کہہ دیا ہے' لکھ دیا اور ہمیں بہت کچھ سوچنا پڑا۔ بہرحال اللہ کریم آپ کے اعتبار پر پورا اترنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

رہا موجود لمحہ' تو یہ لمحہ سب کے ساتھ ہمیشہ ہی یہی کچھ کرتا رہا ہے۔ اللہ جن پر مہربان ہوتا ہے ان کے حوصلے بڑھا دیتا ہے' برداشت بڑھا دیتا ہے' تکلیفیں کم ہو جاتی ہیں۔ ذرا غور سے دیکھا جائے تو کوئی خوشی ایسی نہیں جو غم نہ بنے' کوئی وصال ایسا نہیں جو فراق نہ بنے' کوئی حال ایسا نہیں جو ماضی نہ بنا ہو' کوئی پسند ایسی نہیں ہے جو چھن نہ جائے۔ غرض کہ کوئی وجود ایسا نہیں جو غیر موجود نہ ہو جائے۔ ہر ہست بود بلکہ نابود ہو جاتا ہے۔ اپنے حال کو اور اپنے آپ کو اور اپنے اللہ کو بس دیکھتے جائیں۔ جو ہوتا ہے ہونے دیں۔ اگر وہ ہماری مرضی کے مطابق نہیں ہے تو ہم اس کی مرضی کے مطابق ہو جاتے ہیں' جو اسے پسند' ہمیں پسند' جو اسے ناپسند ہمیں ناپسند۔ درویشوں کے لئے صرف رضا ہے' جو وہ عطا کرے اسے قبول کرو۔ یہ دن بہت جلد بدل جائیں گے۔ ہم اندازہ نہیں کر سکتے کہ اس کے پاس ہمیں خوش کرنے کے لئے

ہمیں سرشار کرنے کے لئے کیا کیا کچھ ہے۔ خاموشی سے یہ دن نکال لیں، تھوڑے سے ہیں، سب ٹھیک ہے۔ آپ نے پہلے بھی زندگی شکر سے گزاری ہے آئندہ بھی شکر سے گزاریں۔ نہ کبھی گلہ کیا ہے آپ نے، نہ کریں۔ کچھ لوگوں کو گِلہ، تقاضا زیب نہیں دیتا۔ آپ نے میری کوئی کتاب دیکھی؟

بہرحال پانچ کتابوں میں سے ایک کتاب بھیج رہا ہوں۔ اسے "تحفتاً" وصول پایئے اور دعائیں کرتے جائیں اور دعائیں لیتے جائیں۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

اللہ تعالیٰ آپ کو سکون قلب و ذہن عطا فرمائے اور خوش و خرم رکھے۔

آپ سے محترم اشفاق احمد صاحب کے حوالے سے غائبانہ تعارف ہے۔ آج مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۹۱ء کو روزنامہ نوائے وقت میں آپ کا کالم پڑھا تو دل بے اختیار آپ کو خط لکھنے پر مجبور کرنے لگا۔ مجھے ایسے لوگوں پر بہت رشک آتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ پر یقین کی دولت سے مالا مال ہیں۔ آپ بھی مجھے انہی لوگوں میں سے ایک لگتے ہیں۔ اب میں آپ سے

مختصراً" اپنا اور اپنے کچھ فکری مسائل کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

میں نے B.A تک تعلیم حاصل کی ہوئی ہے۔ ۱۹۸۷ء میں بی اے کرنے کے بعد میں فارغ ہو کر لاہور سے گھر واپس آگیا اور یہیں سے میرے مسائل کا آغاز ہوا۔ سارا دن کوئی مصروفیت نہ ہونے کی وجہ سے میں نے ورزش شروع کر دی اور روزانہ باقاعدگی سے اخبارات کا مطالعہ کرنے لگا۔ نیز مذہب' سیاست' معیشت وغیرہ پر غور و فکر کرنے لگا۔ میری نظر بچپن ہی سے کمزور ہے جس کا مجھے خیال رہتا ہے اور میں زندگی کی دوڑ میں حصہ لینے میں کافی مشکل محسوس کرتا ہوں۔

ملکی معاملات اور کائنات پر زبر دست غور و فکر نے مجھ کو شدید Depressionمیں مبتلا کر دیا ہے اور میں بہت کمزور اور بیمار ہو گیا۔ یہ بلا شبہ ایک خوفناک دور تھا اور میں خود کشی پر سنجیدگی سے غور کرتا رہا۔ اب میری طبیعت کچھ حد تک بحال ہوئی ہے لیکن بعض اوقات Depression کا دورہ مجھ پر پڑتا ہے۔ اب میری کیفیت یہ ہے کہ میں تقریباً" باقاعدگی سے پانچوں نمازیں ادا کرتا ہوں نیز تفسیر ابن کثیر کا مطالعہ کرتا ہوں لیکن مجھے یقین کی دولت حاصل نہیں ہے۔ بس شک و شبہ میں رہتا ہوں لیکن کائنات کی حیرت انگیز وسعتوں اور توازن کائنات پر غور و فکر سے میں شدید حیرت زدہ اور خوف زدہ ہوں جس کی وجہ سے مذہبی باتوں پر عمل سے مجھے کچھ سکون ملتا ہے۔

اب میں چند مسائل آپ کی نظر کروں گا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات بنائی ہی کیوں؟

☆ انسان کو اتنا کمزور کیوں بنایا کہ تاریخ اور انسان کی ابتداء سے لے کر جدید دور تک اکثر انسان زبردست نفسانی تقاضوں سے شکست کھا گئے؟

☆ میرے خیال میں تو پوری انسانیت کو نیکی پر چلانا نا ممکن ہے اور اس دنیا میں جس نے سچ کی بات کی اسے سولی پر ہی لٹکایا گیا۔ اس لئے کیوں نہ ان کو ان کے حال پر چلنے دیا جائے۔

☆ افریقی ممالک میں لوگ قحط سے مر رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ سب کو رزق دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔

☆ خدا نے کائنات میں اتنا دکھ کیوں پیدا فرمایا ہے اور ساری دنیا اتنی دکھی کیوں ہے؟

☆ حدیث میں خصوصی طور پر اور قرآن کی تفسیر میں عمومی طور پر لوگوں میں زبردست اختلافات ہیں' ان حالات میں سرکاری سطح پر اسلام کیسے آ سکتا ہے؟

☆ میں صراط مستقیم اور ہدایت و یقین کی دولت چاہتا ہوں۔ کیسے ملے گی؟ نیز یہ کہ دنیا کی مختصرا" اور پیچیدہ زندگی کی آخرت میں سزا انتہائی خوف ناک ہے؟ آخر میں یہ عرض کروں گا کہ میں تبلیغی جماعت کے ساتھ گیا ہوں' جماعت اسلامی کے اجلاسوں میں بھی شرکت کی ہے لیکن بہت بے چین اور بے سکون رہتا ہوں۔

والسلام

جاوید اقبال

جاوید اقبال صاحب

السلام علیکم

آپ کا اپنا ذہن ہے' جتنا مرضی خراب کرتے جائیں' کوئی کیوں روکے گا۔ آپ صرف یہ سوچیں کہ آپ کے ذمے کیا فرائض ہیں' انہیں پورا کریں۔ شہر والوں کا اندیشہ نہ کریں۔ کسی بھی جماعت میں شامل ہونے سے پہلے یہ سوچ لیں کہ آپ نے استقامت سے کام لینا ہے' کسی انسان سے مشورہ آپ کو مزید پریشان کر دے گا۔ ہاں البتہ اپنے گرو یا مرشد کی تلاش کریں جس کا حکم ماننا آپ کے لئے لازم ہو۔ وہی انسان آپ کے سوالات کا جواب دے گا۔ غیر متعلق انسان آپ کے کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ میرے ساتھ بھی کچھ ایسی بات ہے۔

آپ کے سوال کا جواب دینا مجھے یوں زیب نہیں دیتا کہ آپ میری بات سن کر مجھے کوئی اور ہی بات سنا دو گے۔ کسی انسان سے روحانی نسبت قائم کریں پھر آپ کے مسائل کا حل ہو گا۔

اللہ آپ کو سلامت رکھے۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

میں آپ کی تصوف کی چاشنی سے معمور تحریروں کا عرصہ دراز سے مداح ہوں۔ آپ کی کتابیں "دل دریا سمندر"، "قطرہ قطرہ قلزم" اور "کرن کرن سورج" کا بھی مطالعہ کر چکا ہوں۔

آج جس وجہ سے میں آپ کو زحمت دے رہا ہوں وہ ہے آپ کا مضمون جو "ضمیر کی آواز" کے عنوان کے تحت روزنامہ نوائے وقت کی ۱۶ ستمبر کی اشاعت میں شائع ہوا ہے۔

اس مضمون میں آپ نے ضمیر کی آواز کو نہایت مقدس اور قابل توجہ قرار دیا ہے۔ روایت کے مطابق آپ نے بھی ضمیر کی آواز کو خیر اور شر کے درمیان امتیاز کرنے والی فیصلہ کن قوت قرار دیا ہے۔ آپ اپنے مضمون میں ضمیر کی آواز کے متعلق لکھتے ہیں "شاید یہ آسمانوں سے آنے والی ہاتف کی صدا ہے جو ہمیں ہماری آلائشوں اور غفلتوں سے نجات

دینے کے لئے آئی ہے"۔ دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ اگر ہر شخص اپنے ضمیر کی آواز پر لبیک کہنا شروع کر دے تو پھر وحی (قرآن پاک) جو حق و باطل کے درمیان امتیاز کرنے کا ایک خارجی منزل من اللہ معیار ہے' کی حاجت مطلق باقی نہیں رہتی۔

جناب والا! عرض یہ ہے کہ علم الانسان والے اس امر پر متفق ہو چکے ہیں کہ ضمیر کی اس "مقدس" آواز کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ یہ ہماری تعلیم' تربیت' ماحول' عقائد وغیرہ کے مجموعی اثرات کا نتیجہ ہوتی ہے جو چپکے چپکے آہستہ آہستہ بچپن سے ہمارے دل کی گہرائیوں میں نقش اور بالآخر پختگی حاصل کر کے ایک خاص شکل اختیار کر لیتا ہے۔ ممتاز مفکر Briffault ان مختصر الفاظ میں بیان کرتا ہے کہ "پیدائشی اخلاقی شعور' یا ضمیر کوئی شے نہیں۔ ضمیر محض سوسائٹی کی پیداوار ہے" ایک اور مفکر Durkhiem اس باب میں لکھتا ہے کہ "انسان سوسائٹی کی تادیب سے اس لئے ڈرتا ہے کہ گروہ کے ساتھ مل کر رہنا Herd Instinct انسان کی سرشت میں شامل ہے۔ وہ سوسائٹی سے الگ ہونے میں ہزار خطرات محسوس کرتا ہے۔ اس لئے وہ سوسائٹی کے قوانین و ضوابط سے انحراف کی جرات نہیں کر سکتا۔ یہی جذبہ رفتہ رفتہ "فرائض" کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور اسی احساس کو ہم ضمیر Conscience سے تعبیر کرتے ہیں" علامہ اقبال ضمیر کی آواز کو سوسائٹی کے اندر داخل ہونے سے تعبیر کرتے ہیں' یعنی Society Internalised۔

مختلف تہذیبوں اور مختلف اقوام میں ضمیر کی آواز بھی مختلف ہوتی ہے۔ ہم ماں باپ کی تعظیم کرتے ہیں لیکن ایسے قبائل بھی گزرے ہیں جو ماں باپ کو کھا جانا ایک مقدس فریضہ سمجھتے تھے۔ بہت سے ایسے کام جنہیں اقوام عالم جرم قرار دیتی ہیں اور یونانیوں کے ہاں انہیں پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ مقدس Puritans بچوں کو چرا کر لے جانے اور آئرستان کے باشندوں کو گولی سے مار دینے میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے تھے۔
(The Theory of Good and Evil by Rashdall)

Ruth Benedict اپنی کتاب Patterns of Culture میں بحرالکاہل کے قریب ایک قبیلہ کے متعلق لکھتی ہے کہ ان کے نزدیک بد دیانتی' پسندیدہ ترین اخلاق شمار کی جاتی ہے اور جو شخص جس قدر کامیابی سے دھوکا دے سکتا ہو اسے اسی قدر عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ہمارے پڑوسی ملک بھارت میں ٹھگ قبیلہ کے کسی شخص کی اس

وقت تک شادی نہیں ہوتی تھی جب تک وہ دھوکا دہی سے کسی شخص کا قتل نہ کر دیتا اور ایسا کرنا ان کے نزدیک سب سے بڑی نیکی تھی۔ اور جب وہ ایسا نہ کرتے تو اس وقت ان کا ضمیر انہیں ملامت کرتا۔ ملکہ وکٹوریہ کے زمانے تک کسی عورت کا ٹخنہ تک بھی ننگا نہیں ہو سکتا تھا۔ حتیٰ کہ وہ پیانو کی ٹانگوں کو بھی ڈھانپ دیا کرتے تھے (کہ پیانو ہی کی سہی' ہیں تو بالآخر ٹانگیں) اور آج اسی ملک میں برہنگی قومی علامت بن چکی ہے۔

اس لئے عرض یہ ہے کہ ضمیر کی آواز کو ہم خیر اور شر کے درمیان امتیاز کرنے والی قوت ہرگز نہیں سمجھ سکتے اور نہ ہی ضمیر کی آواز خدا کی آواز قرار پا سکتی ہے۔ اس لئے اگر ہمیں خیر اور شر کے درمیان امتیاز کرنا ہے اور صراط مستقیم پر چلنا ہے تو فرقان یعنی حق و باطل کے درمیان امتیاز کرنے والی کتاب یعنی قرآن پاک کو کسوٹی بنانا ہو گا۔ قرآن کو نازل کرنے سے مقصود ہی یہی تھا کہ بنی نوع انسان کو مطلق خیر اور مطلق شر کا کماحقہ علم ہو جائے ورنہ ضمیر کی آواز جیسا کہ میں نے مذکورہ بالا مثالوں میں واضح کرنے کی کوشش کی ہے ہر دور اور ہر قوم میں مختلف بلکہ متضاد رہی ہے اور ہمیشہ سوسائٹی کے قوانین کے تابع رہی ہے۔

میں چاہوں گا کہ آپ مجھے حقیقت حال سے آگاہ کریں کیونکہ آپ "صاحب حال" ہیں اور "علم لدنی" سے بہرہ مند ہیں جب کہ مجھ جاہل کا سارا علم Achieved ہے اور نہ ہی آپ کی طرح مجھ پر کشف و الہام کے سلسلے جاری ہیں۔ جواب جلد دیں تو نوازش ہو گی۔

آپ کا مخلص

عاطف طفیل

عاطف طفیل صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ آپ کے تفصیلی تجزیے کا شکریہ۔

ہم عام طور پر ان لوگوں کو Quote کرتے ہیں جن لوگوں کی عاقبت کو ہم اپنے لئے قبول نہیں کرتے۔ آپ بھی ذرا غور کریں اور بتائیں کہ ان مفکرین نے ضمیر کے بارے میں کیا کہا ہے جنھوں نے حضور پاکؐ کے علم سے استفادہ کیا ہو۔ علم وہی بہتر ہے جو کم از کم بہتر عاقبت حاصل کرنے میں کام آئے۔ تعلیم اور چیز ہے اور علم اور۔

میں کسی مغربی مفکر کو جھٹلاتا نہیں ہوں لیکن ہمارے لئے محتاط راہ کا اختیار کرنا ہی بہتر ہے۔ اگر رسل اور اس کی Skepticism ہمارے دین سے مطابقت نہ کرے تو ہمیں زیادہ Pragmatic ہونے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے۔ مسلمان کا ضمیر اس کے دینی اور روحانی شعور سے متعلق ہی رہنا چاہئے۔ باقی کہنے کو تو ہم کسی چیز کو بھی کچھ کہہ سکتے ہیں۔ اس کے باوجود بھی آپ کا خط میرے لئے قابل قدر ہے۔ کبھی آپ سے ملاقات ہو گی تو مزید تفصیلات پر گفتگو ہو گی۔

میں حضورؐ کے علم کو سب علوم کا حقیقی سرچشمہ مانتا ہوں۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

والسلام

واصف علی واصف



قبلہ واصف صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

خیریت موجود عافیت مطلوب۔ بعد ادب معروض و ملتمس ہوں کہ حضور انور کے روزنامہ نوائے وقت میں تحریر فرمودہ کالم نظر نواز ہوئے۔ بڑے ہی جامع اور بصیرت افروز ہیں۔ عصر حاضر میں جب کہ قحط الرجال ہے آپ جیسے لوگوں کا وجود مینارہ نور کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک عرصہ قبل میرے ایک نہایت ہی محترم عزیز نے جناب والا کا ذکر کیا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے پتہ معلوم نہ ہونے کے باعث رابطہ قائم نہ کر سکا۔ اب بذریعہ عریضہ ہذا راہنمائی کا متمنی اور ملتجی ہوں۔ میں اگرچہ باقاعدہ ایک متشرع پیر صاحب کا سلسلہ نقشبندیہ میں مرید ہوں۔ پھر بھی میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے اندر کا شیطان کلی طور پر مرجائے اور میرا مطلوب و مقصود صرف اللہ رہ جائے۔ اس کے لئے میں نے کافی دور دراز تک پر صعوبت سفر بھی کئے ہیں لیکن بات وہی ہے۔

اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

ویسے صوفی ازم میں بڑا ہی لطف ہے۔ بندہ ہمہ وقت مطمئن رہتا ہے اور یہ محسوس کرتا ہے کہ میرا مالک مجھ سے غافل نہیں۔ بذریعہ نوازش نامہ اپنے ارشادات سے نوازیں۔ نیز اگر آپ فرمائیں تو میں لاہور آکر براہ راست آپ سے شرف ملاقات حاصل کروں اور مستفید و مستفیض ہو سکوں۔ آپ کی سرپرستی اور راہنمائی کا طالب ہوں۔ مہربانی اولین فرصت میں جواب سے نواز کر اللہ سے اجر حاصل کریں۔

والسلام

فیض اللہ

فیض اللہ صاحب

السلام علیکم

کسی ایک طریقت میں داخل ہونے کے بعد اس طریقے کو اور اس شیخ کی ہدایات کو یقین اور وثوق کے ساتھ اپناتے ہیں۔ تلاش مرشد کے حاصل ہونے تک تو جائز ہے' مرشد سے ملنے کے بعد تلاش اور تشنگی غور طلب ہیں۔ آپ مزید لکھیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ میرا بتایا ہوا طریقہ یا راستہ ممکن ہے آپ کو اپنے طریقے اور نقشبندی راستے کے علاوہ نظر آئے' بات الجھ جائے گی۔ اپنے شیخ سے مزید رجوع کریں اور باقی نقشبندی آستانوں پر حاضری دیں مثلاً" موہڑہ شریف' شرق پور شریف اور اس طرح کے بہت سے آستانے۔

آپ خواجہ معصوم صاحب سے ملے ہیں؟ آپ تفصیل سے لکھیں کہ آپ کو فوری طور پر کیا درکار ہے؟ اگر انسان صحیح راستے پر گامزن ہو تو منزل کے حصول کے لئے کسی جلد بازی کی کوئی ضرورت نہیں۔ مقصد سوچنے اور سفر کے بعد بھی سفر ہے۔ لا محدود کی محبت ایک مستقل سفر کا نام ہے۔ یہ منزل یقین ہے کہ اس میں شک و شبے کا آنا ہی غیر ہے۔ آپ اس غیر اللہ کو نکالیں۔ اپنے اندیشے اور شبہات دور کریں اور اگر کوئی خاص نقطہ وضاحت طلب ہو تو مجھے لکھیں' میں انشاء اللہ حسب

توفیق جواب پیش کروں گا۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم المقام جناب قبلہ واصف صاحب

السلام علیکم

قبل ازیں نوائے وقت میں جناب کی تحریر پڑھی۔ تحریر پیغام محبت تھی۔ لیکن راقم سے آشنائی تھی نہ کوئی ایڈریس۔ سچی بات ہے کہ طبیعت میں اٹھنے والا محبت کا ابال زیادہ شدید نہ تھا ورنہ ادارہ نوائے وقت کے ذریعے ایڈریس معلوم کیا جا سکتا تھا۔ کل پھر تحریر بعنوان "جھڑکی نہ دو" نظر افروز ہوئی اور اختتام پر پہنچنے سے پہلے ہی ایڈریس کی بے پناہ طلب محسوس ہونے لگی۔ اللہ کا شکر ہے کہ راقم نے اس طلب کا اندازہ فرماتے ہوئے سبیل رابطہ سے محروم نہ رکھا۔

"جھڑکی نہ دو" آیہ واما السائل فلا تنھر کی محبت بھری تفسیر ہے۔ نا امیدوں کو امید دلانے والی، محروموں کو حصول بشارت دینے والی اور بد بختوں کو خوش بختی کی رجاء سے آشنا کرنے والی۔

روشن ضمیر سائل کے احوال سے خود اس سے بھی زیادہ آگاہ ہو جاتے ہیں۔ مختصراً" عرض ہے کہ سائل کی عمر پچاس سال ہے۔ تعلیم بی اے، ایل ایل بی، پیشہ وکالت رہا ہے لیکن طبیعت سے لگا نہ کھانے کی وجہ سے بے ثمر۔ قریبا" تین سال ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۴ء تک مڈل ایسٹ میں پندرہ اٹھارہ ہزار روپے کے مشاہرہ پر ملازمت مل گئی لیکن حج کی سعادت اور

زیارت روضہ رسولؐ کے بعد یہ ملازمت جاتی رہی۔ بندہ نے دوبارہ وکالت شروع کی لیکن جوڑوں کے شدید درد میں مبتلا ہو کر پریکٹس چھوڑنی پڑی۔ سال بھر کے بعد دوبارہ پریکٹس شروع کی اور پھر تقریباً آٹھ ماہ بعد وہی تکلیف شروع ہو گئی۔ اب عرصہ سے صحت بہتر ہے مگر خود اعتمادی نہیں کہ کوئی کام کر سکوں۔ قریباً سات سال کی بے روزگاری اور بیماری کی وجہ سے لاکھوں روپے کا مقروض ہو گیا ہوں۔ ہر طرح کا اثاثہ بک چکا ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر بدقسمتی یہ ہے کہ آخر عمر میں بھی مالک حقیقی سے کوئی آشنائی نہیں جب کہ بچپن سے ہی اس کی طلب موجود رہی ہے۔ ازراہ کرم اس خیرالانبیاء کے سائل کے لئے اللہ جل شانہ سے دعا فرمائیں کہ اس محرومی سے نجات نصیب ہو۔

والسلام

احمد

احمد صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ شکریہ۔ آپ فقیروں کے شہر میں رہتے ہیں اور شاید فقیروں کے خاندان سے بھی تعلق رکھتے ہوں۔ آپ کو پریشان ہونے کی کوئی خاص ضرورت نہیں۔ آپ کوئی کام اللہ کے نام پر شروع کردیں۔ بے روزگاری اور بیماری سے نجات کے لئے کسی کام کا آغاز کرنا ضروری ہے۔

آپ حرام رزق کے خوف سے حلال رزق سے بھی محروم ہو گئے

ہیں اگر حرام رزق کا آنا گناہ ہے تو حلال رزق سے محروم ہونا بھی ثواب نہیں۔ آپ کو اپنا ٹیلی فون نمبر دے رہا ہوں۔ نماز مغرب کے بعد یا ظہر سے پہلے' کسی وقت فون کر سکتے ہیں اور اس نمبر کو اپنے تک ہی رکھیں۔ میں ابھی زیادہ Attend نہیں کر سکتا۔ بے شمار خطوط کا جواب دینا ہی اتنا کام ہے۔ بس اللہ کی مہربانی سے پورا ہو رہا ہے۔ اگر آپ کا دعا پر یقین ہے تو ہم دعا کریں گے' اگر آپ کا محنت پر یقین ہے تو آپ محنت کریں' اگر آپ کا اچانک کسی لمحے میں ہونے والے فضل پر یقین ہے تو یقین کے ساتھ انتظار کریں۔ آپ سائیں کانواں والی سرکارؒ پر جائیں' میرا سلام کہیں اور اپنے لئے دعا کریں۔ حضرت شاہ دولہؒ کے آستانے پر جائیں اور یہی کام کریں اور اگر ان ہستیوں پر اعتماد نہیں رکھتے تو مجھے بتائیں پھر میں کس Capacity میں آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں؟

خدا آپ کو دین دنیا کی دولت عطا فرمائے۔ جب آپ کے پاس مال دنیا آجائے تو خدمت کریں ---- سب کی ۔ بہرحال آپ گھبرائیں نہیں' کیونکہ یہ دن بدلتے رہتے ہیں کوئی رات ایسی نہیں جس کے بعد دن نہ طلوع ہو۔ آپ علم حاصل کرنے کے بعد مایوسیوں کی طرف کیوں روانہ ہونا چاہتے ہیں۔

والسلام

واصف علی واصف



جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

آپ کا مضمون بعنوان "وسعتیں" جو نوائے وقت میں چھپا' پڑھا۔ بار بار پڑھا۔ دل پر اثر کر رہا ہے۔ پھر پڑھنے کو دل کرتا ہے۔ ہر دفعہ پڑھنے کے بعد مزید معانی سمجھ آ رہے ہیں۔ دل میں ایک سوال سا اٹھتا ہے کہ ایک انسان کی حیثیت سے کیا کرنا چاہئے۔ یعنی زندگی کیسے گزاری جائے۔ دل کو سکون کیسے ہو۔ اپنی ذمہ داریاں کیسے پوری کریں۔ ذمہ داریاں کون سی ہیں۔ کہیں زیادہ ذمہ داریاں تو اپنے ذمہ نہیں لے لیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

مزید ہدایات کے لئے آپ کی خدمت میں لکھ رہا ہوں۔

والسلام

محمد اقبال

محمد اقبال صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ خط لکھنے کا شکریہ۔ انسان ہونے کی حیثیت سے انسان کا پہلا اور آخری فرض یہ ہے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے کی مرضی کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرے۔ کسی شخص پر اس کی

استطاعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا جاتا۔ آپ اپنے فرائض ایمان داری سے پورے کرتے جائیں۔ کامیابی اور ناکامی کے خیال سے آزاد ہو کر ایمان داری کے ساتھ اپنے کام میں مصروف رہیں۔ والدین کی اطاعت' بچوں کی خدمت' عبادت کے فرائض اور باطن کی اصلاح اور سب سے بڑی اللہ تعالیٰ کے محبوبؐ سے محبت۔ بس یہی کچھ ہے مقصد حیات اور یہی ہے حاصل۔ کسی کو تکلیف نہ دی جائے اور تکلیف دینے والوں کو معاف کر دیا جائے اور اس بات کا مکمل یقین رکھا جائے کہ آپ کے اعمال' ظاہر اور چھپے ہوئے سے کائنات کا مالک اور سب کا خالق ہمہ حال باخبر ہے۔ چھوٹے چھوٹے گناہ سے بچیں اور چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ بس اللہ مہربانی کرے گا۔ حالات انشاء اللہ بہتر ہوتے جائیں گے۔

والسلام

واصف علی واصف



قبلہ محترم واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

مزاج گرامی۔ آپ حضور کی تصنیفات کا مطالعہ کیا۔ نوائے وقت میں آپ کے شائع

شدہ کالم بھی اکثر پڑھا کرتا ہوں۔ زیارت کا اشتیاق ہے لیکن کوئی ایڈریس نہیں۔ اور پھر حضور سے ٹائم لینا بھی ضروری ہو گا۔ مصروفیات کی وجہ سے فی الحال بندہ کو چند سوالات کے جواب مطلوب ہیں۔ پہلا سوال نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ ایک شخص کی زندگی کا بلکہ پورے خاندان کی بہتری کا مسئلہ ہے' ہو سکتا ہے یہی فرد بہتر ہو کر خدمت دین کر سکے۔

(۱) ایک شخص جس کا ماضی عام لوگوں کی طرح گناہ آلود ہے' ہر قسم کی برائیوں کا شکار رہا ہے' اللہ کریم نے اسے توبہ کی توفیق دی ہے وہ بالکل تائب ہو چکا ہے۔ تعلیم یافتہ اور باشعور ہے لیکن اس کے ذہن میں سوار ہے کہ ماضی میں وہ طہارت اور پاکیزگی کا خیال نہ رکھتا تھا۔ لہٰذا اکثر چیزیں پلید تھیں۔ کچھ عرصہ تو یہ چیزیں اس طرح استعمال ہوتی رہیں اس نے توبہ کی تو مطمئن تھا۔ بعد ازاں وسوسہ پیدا ہوا۔ کچھ بلکہ متعدد اشیاء کو دھلایا بھی لیکن چند چیزیں اس کے ذہن میں سوار رہیں کہ کمرہ کے دروازوں کی چٹخنیاں وغیرہ صوفے وغیرہ کو اس کے نجس ہاتھ لگے تھے اور وہ نجس تھے لہٰذا جس نے بھی گیلے ہاتھ سے چٹخنی وغیرہ بند کی ہو گی اور صوفے پر گیلا کپڑا وغیرہ رکھا ہو گا اس طرح نجاست کا انتقال ہوتا گیا' اور پھر گھر ہی نجس ہو گیا' وہ خود کو مجرم خیال کرتا ہے اورخوف اس پر طاری ہے اور اب توبہ خوف وہم بن گیا ہے۔ ہر شئے کو نجس خیال کرنے لگا۔ وہ کہتا ہے کہ کاش مجھے علم ہو جائے کہ کون کون سی چیز ایک سال سے نجس ہوئی تھی تو اس کو پاک کر لوں اور اس طرح ذہنی سکون حاصل ہو سکے۔ براہ کرم آپ اس معاملہ میں مدد فرمائیں۔ اگر ممکن ہو تو مراقبے وغیرہ سے بتائیں کہ اس بیچارے کی کون کون سی اشیاء نجس ہیں یا سب پاک ہیں تاکہ وہ مطمئن ہو کر صحیح اسلامی زندگی بسر کر سکے۔ حضور کا حکم حتمی اور مبنی بر فیصلہ ہو چاہئے ورنہ گھر کے دیگر افراد بھی ہر شئے کو پاک سمجھ کر استعمال کر رہے ہیں اور ان کے سمجھنے کا اس شخص پر کچھ اثر نہیں۔ برا ہ کرم کوئی وسیلہ اور طریقہ نکالیں۔ اچھا انسان ہے لیکن اسے وہم نے تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ کاش اس سے یہ نجاست نہ پھیلتی۔ اور اللہ کرے نہ پھیلی ہو۔

(۲) جب کسی کافر کو مسلمان کیا جائے تو کیا اسے محض غسل دیا جائے گا یا اس کے گھر کا تمام اثاثہ پاک کیا جائے گا۔ حضور نبی کریمؐ اور صحابہ و آئمہ کا کیا طریقہ تھا؟

(۳) غیر ملکی اشیاء مثلاً" کولڈ کریم' لوشن' شیمپو وغیرہ کو پاک سمجھنا چاہئے یا پلید۔ کیونکہ کفار کے ہاتھ سے تیار شدہ ہوئی ہیں۔ ویسے تو سوئی سے لے کر جہاز تک ہر شئے کفار کی

بنائی ہوئی ہے۔ اس طرح غیر ملکی کپڑے (نئے) ان کے بارے کیا خیال ہے، پاک ہیں یا پلید۔

(۴) عیسائی لوگوں اور ہندوؤں کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر انہیں کافر سمجھ کر پلید سمجھا جائے تو پھر ان کے ہاتھ کی ہر شئے پلید ہونی چاہئے۔ حضور اکرمؐ کا کیا حکم ہے؟

(۵) داڑھی کا رکھنا فرض ہے یا سنت۔ اگر فرض ہوتا تو قرآن پاک میں اس کا ذکر ہونا چاہئے اور سنت تو پھر حدیث میں۔ دور حاضر میں داڑھی رکھنے کے بارے میں حضورؐ کا کیا ارشاد ہے؟ بندہ اس سلسلے میں حکم کا منتظر رہے گا۔

براہ کرم اپنی زیارت اور ملاقات کے لئے ہمیں کچھ وقت دیں ہم چند نوجوان حضور سے خاصے متاثر ہیں اور رشد و ہدایات کا حصول چاہتے ہیں۔

محتاج دعا

ایم-اے چوہدری

محترم ایم-اے چوہدری صاحب

السلام علیکم

آپ کسی وہم میں پھنس گئے ہیں۔ توبہ کا مقام ہی یہی ہے کہ اگر انسان کا حال مسلمان ہو جائے یا پاکیزہ ہو جائے تو اس کا ماضی اپنی تمام قباحتوں سمیت قبول ہو جاتا ہے۔ اب ماضی کو پاکیزہ کرتے جانا بس کی بات نہیں ہے۔ کیونکہ جو چیز دس سال سے پہلے پلید ہوئی تھی وہ دس سال بعد کچھ اور ہی ہو گی۔

نجاست دور کرنے کے لئے ہوائیں' فضائیں اور وقت کے پہیے چلتے رہتے ہیں۔ دوسرے نجاست جب تک انسان کے اندر مخفی ہے یعنی پیٹ میں ہے' نجاست کے باوجود نجاست نہیں ہے۔ یعنی جب تک پیشاب مثانے کے اندر ہے انسان کے نماز پڑھنے میں رکاوٹ نہیں ہے۔ اس کا اخراج طہارت کی ضرورت پیدا کرتا ہے۔ یعنی جب تک بات مخفی رکھو کوئی مسئلہ نہیں۔ زیادہ بیان اور پریشان کن بیان دینے کی ضرورت نہیں۔

مستقبل محفوظ اور ماضی بھی محفوظ ---- بے جان چیزیں جانداروں کی طرح پلید نہیں ہوتیں۔ اب آپ دیکھو جس طرح بکرا ذبح کرتے ہیں۔ پتہ نہیں کس عالم میں ہوتا ہے۔ غسل ہوتا ہے کہ نہیں ہوتا۔ بکرے نے چھری سے پاکیزہ ہونا ہے' غسل سے نہیں۔ آپ توبہ کے بعد گناہ کی یاد کی پوٹلی اٹھائے پھرتے ہو۔ یہ کیا؟

آپ توبہ کرو اور یادِ گناہ سے بھی توبہ کرو۔ جس نے جرم کیا وہ مر گیا۔ جس نے توبہ کی وہ نئے سرے سے پیدا ہوا۔ جس کی پیدائش اب ہوئی وہ پیدائش سے پہلے کی ناپاکی کے بارے میں کیوں پریشان ہے؟

توبہ کرو اور اللہ کے حوالے کرو سب کچھ۔ باقی رہا ہندو' عیسائی وغیرہ ---- اہل کتاب کے ساتھ کی اجازت بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن ہندو کے ساتھ پرہیز لازم ہے۔ جو شخص کسی طور پر بھی حضور اکرمؐ کے لئے

ادب میں کمی کرتا ہے اس کے ساتھ کھانا تو کیا اسے دیکھنا بھی منع ہے۔

آپ اللہ کا نام لے کر عبادت کرتے جاؤ۔ بدی سے توبہ کرنے کے بعد بدی کے زمانوں کا ذکر بند کرو فوراً" ورنہ توبہ نہیں کی، یعنی اس آدمی نے جس کا سوال ہے۔ انسان کمال کی تخلیق ہے۔ ناپاک خون سے پیدا ہو تب بھی پاکیزہ ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو احسن الخالقین ہے۔ جس نے انسان کو خوبصورت بنایا۔ احسن تقویم بنایا۔ انسان نورانی مخلوق ہے۔ اور یہی انسان اپنے خیال سے یا عمل سے حیوان مخلوق بھی بن جاتا ہے۔ توبہ کرنے والا روح اور نور کا حامل نا پاک نہیں ہوتا۔ ناپاکیاں جسم کی آلائشیں ہیں۔ اور روح میں داخل ہونے والا محض پاکیزگی ہے۔

امید ہے آپ آئندہ ایسے خیالات سے توبہ کرو گے۔ انسان کا مبدا اس کا آغاز، اس کے ماں کے رحم میں قرار پانے کا عمل ہی ناپاک ہو جانے سے شروع ہوتا ہے۔ یہی تو راز ہے ---- پاکیزہ پیدا کرو ---- ناپاک ہو جاؤ۔ آگے سمجھنے والی بات ہے ---- ورنہ ناپاک آدمی جن راستوں سے گزرا وہ راستے ناپاک ہوگئے۔ بلکہ کیا کیا ہو گیا ---- یہ سب فضول باتیں ہیں۔ ایک بار کلمہ پڑھو۔ توبہ کرو اور بھول جاؤ وہ زمانہ جو اب نہیں ہے۔ اور نہ کبھی آئے گا۔ باقی سوالات بھی یہی کچھ ہیں۔ ملاقات کا موقع ملے گا۔ سب اہل محفل کو سلام۔

واصف علی واصف



جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

روزنامہ نوائے وقت میں ۹ ستمبر کی اشاعت میں آپ کا مضمون "جھڑکی نہ دو" نظر سے گزرا' بہت پسند آیا۔ پروردگار آپ کو اس کا اجر دے اور ہمیں بلکہ سارے پاکستانیوں کو توفیق دے کہ اس مضمون کو پڑھنے کے بعد مسکینوں اور سائلوں کی داد رسی کریں۔ ایک شعر جو علامہ اقبال کا ہے' ملاحظہ ہو

قلندر بہ جز دو حرف لاالہ کچھ بھی نہیں رکھتا
فقیہہ شہر ہے قارون لغت ہائے حجازی کا

براہ کرم اس شعر کی تشریح مکمل قرآن و حدیث کے حوالے سے تحریر کر کے واپسی ڈاک ارسال فرماویں۔

باقی دوسرا عرض ہے کہ تبلیغی حضرات عرصہ ۵۰ سال سے تبلیغ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور اس عرصہ میں امت مسلمہ میں بے چینی و اضطراری' بے مروتی اور بے مہری بڑھ رہی ہے جہاد کا جذبہ کسی میں بھی نہیں ہے۔ نہی عن المنکر کے لئے کوئی بھی میدان میں نہیں ہے۔ آپ مہربانی فرما کر اس جماعت کا مقصد واضح فرمائیں۔

والسلام

شیر محمد

محترم شیر محمد صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ شکریہ

اقبال کے شعر کی تشریح کرنے کے لئے ضروری ہے کہ بیان کرنے والا کم از کم قلندر ہو اور سننے والا کم از کم رموز قلندری سے آگاہ ہو۔ اس بات پر آپ غور کریں۔ میں اپنا فرض ادا کروں گا۔ آپ اپنی استعداد دیکھ لیں۔ یہ شعر ایک واردات قلبی ہے' زبان سے بیان نہیں ہو سکتا۔ تمام بزرگ اسی بات پر زور دیتے آئے ہیں کہ ---

علموں بس کریں او یار
اکو الف تیرے درکار

یعنی علم الف سے آگے نہیں ہے' اور تعلیم لاالہ کے علاوہ نہیں ہے۔ اس شعر کی تفصیل یا نگاہوں سے بیان ہوتی ہے یا اس واردات کے ذریعے جو رموز قلندری کا امتیاز ہے۔

رہا تبلیغی جماعت والوں کا حال' تو آپ خود غور کریں۔ میں کسی جماعت پر تنقید کرنے کے منصب پر فائز نہیں ہوں۔ آپ کے لئے یہی بہتر ہے کہ آپ لوگوں کی خامیاں نکالنے کی بجائے اپنی خامیوں کی اصلاح کریں۔ ان کی وہ جانیں' آپ سے آپ کے عمل کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

آپ کا کاروبار کیسا چل رہا ہے؟ ہمارے ہاں ایک تبلیغی جماعت نہیں ہے' بیسیوں جماعتیں ہیں۔ نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ کس کس کا ذکر کرو گے' اور کون کون سا زخم سیو گے؟ آپ کا سارا میڈیکل اسٹور

ختم ہو جائے گا۔ یہ قوم جماعتوں، گروہوں اور لیڈروں کے شکنجے میں ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جہاد کے نام پر بھائی' بھائی کے خلاف کلاشنکوف اٹھا لے۔ اس قوم کے لئے یا ان لوگوں کے لئے اقبال ہی نے کہا

تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

جب وہ نظر میسر آئے گی ہر چیز ٹھیک ہو جائے گی۔ آپ دعا کریں اور اچھے وقت کا انتظار کریں۔ سب سے اچھا عمل اچھے وقت کا انتظار ہے۔

اتنا عمل ہی کافی ہے کہ آپ اپنے آپ کو اور اپنے دوستوں کو مایوسی اور بے یقینی کی کیفیت سے نکالیں۔ اللہ کی رحمت پر بھروسہ کریں۔ انشاء للہ تعالی وہ وقت جلد آئے گا جب آپ کا اور آپ جیسے دوسرے انسانوں کا انتظار کامیابی سے سرفراز ہو۔ سب سے پہلی ضرورت یقین حاصل کرنے کی ہے۔ اس کے لئے اقبال ہی کا مصرعہ ہے

یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوب گماں تو ہے

آپ لوگوں سے ناراض ہونا چھوڑ دو' ان کے لئے دعا کرو' ان سے محبت کرو اور پاکستان کی بقا و سلامتی کے لئے دعا کرو۔ خط لکھنے کا شکریہ

والسلام

واصف علی واصف



محترم واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

سب سے پہلے میں آپ سے سائیں محمد حسین کانواں والی سرکار کی وفات پر افسوس کا اظہار کرتا ہوں۔ آپ کی ان کے ساتھ بہت عقیدت تھی۔ آپ کا لکھا ہوا ان کی شان میں قصیدہ ۲۵ سال سے میں دیکھ رہا ہوں۔ خدا کی مرضی۔

آپ کی شاعری کی کتاب "شب چراغ" سرکار نے ہی دی تھی۔ اس کے علاوہ قطرہ قطرہ قلزم، دل دریا سمندر اور ایک نثرپارے کی کتاب کرن کرن سورج، پڑھی۔ خدا کا آپ پر بہت کرم ہے۔ سوموار کو آپ کا مضمون "ضمیر کی آواز" بھی نوائے وقت میں پڑھا۔ آپ کے مضامین پڑھ کر دل کو قرار آتا ہے اور روحانی خوشی ہوتی ہے۔ آپ سچ بات کہتے ہیں۔ اور حق کی بات سادہ الفاظ میں اور بغیر تکلف کے اور بناوٹ کے۔ خدا آپ کو محبت عطا فرمائے اور ہمیشہ خوش رکھے۔ آمین۔

مجھے نصیحت کریں کہ دین دنیا کی بھلائی کے لئے کیا کروں؟

اپنی تمام تصانیف کی تفصیل بتا دیں، شکریہ۔

اگر آپ نے "حیات بعد از موت" پر کوئی مضمون یا کتاب لکھی ہو توفوراً" روانہ فرما دیں یا بتا دیں کہ کہاں سے ملیں گی۔

درویشوں اور ولیوں کے پاس جانے کے آداب کہ جب وہ دنیا سے پردہ فرما جائیں تو کس طرح خوش کیا جائے، کیا نذرانہ پیش کیا جائے، کس طرح کیا جائے، کہ وہ ہم سے خوش ہوں اور ہمارے حق میں دعا کریں۔ اور ان کی شان، جب وہ پردہ کر جائیں، بتائیں۔ سائیں صاحب کو اللہ تعالی جنت الفردوس میں مقام عطا فرمائے اور ان پر لاکھوں رحمتیں نازل کریں۔ (آمین)

مخلص

عبدالحکیم

عبدالحکیم صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط بلکہ تعزیت نامہ ملا' شکریہ

سائیں صاحب کا کیا' ایک جگہ سے اٹھ کر لوگوں کے دل میں آ کر بیٹھ گئے۔ فقیر زندگی میں ہی مرگ آشنا ہوتا ہے اور موت پر حیات جاوید حاصل کرتا ہے۔ وہ ہمارے لئے زندہ ہیں' ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ آج ان کے پاس جا کر میرا سلام کہیں' کسی اور کو ساتھ نہیں لے جانا۔ باقی رہا کالم' ہر پیر کو نوائے وقت میں آپ سے ملاقات ہوتی رہے گی۔ آپ کے لئے نصیحت کی کوئی خاص گنجائش نہیں۔ آپ خوش رہا کریں۔ برے لوگوں سے' کمزور لوگوں سے' نفرت نہ کرنا۔ ہر ایک کو معاف کر دو' ہمیشہ کے لئے۔ مومن وہ ہے جس کی تنہائی مومن ہے۔ بہترین عمل یہ ہے کہ انسان' انسانوں کے کام آئے۔ سب سے بڑی نیک کمائی درود شریف ہے۔ اللہ آپ کو خوش رکھے!

والسلام

واصف علی واصف



محترم قبلہ واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

آپ کا مضمون "جھڑکی نہ دو" روزنامہ نوائے وقت میں پڑھا۔ بہت تسکین ہوئی کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو مخلوق خدا کو دنیائے عذاب سے نجات دلاتے ہیں۔ میں بھی ڈپریشن کا مریض ہوں اور مجھ پر فالج کا حملہ بھی ہو چکا ہے۔ اب صحت کافی بہتر ہے۔ لیکن میں ارادے کا بہت کمزور ہوں' بہت کوشش کرتا ہوں کہ نماز کی پختہ عادت ہو جائے لیکن دو چار دن کے بعد پھر غفلت غالب آ جاتی ہے۔ ذہن ہر وقت پراگندہ رہتا ہے' جس میں کاروبار کے مسائل بھی شامل ہیں۔ مہربانی فرما کر کوئی ایسا عمل بتائیں جس سے میں پکا نمازی بن جاؤں اور خدا پر کامل توکل ہو جائے اور دنیاوی سہاروں کی تمنا نہ رہے۔

دعا گو

محمد فیاض

محمد فیاض صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ شکریہ

آپ کوشش کریں۔ جتنی نماز پڑھی جا سکے پڑھتے جائیں۔ جتنی

رہ جائیں اس پر افسوس کرتے رہنا چاہئے۔ بعض اوقات ندامت' عبادت سے زیادہ قبول ہو جاتی ہے۔ ڈپریشن دراصل اپنے ارادے اور اپنے نصیب کے درمیان فرق کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ ہم چاہتے کچھ اور ہیں اور ہمیں ملتا کچھ اور ہے۔ کیوں نہ ہم چاہنا چھوڑ دیں۔

کاروبار کی کامیابی بہت ضروری ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ ہر انسان کاروبار میں کامیاب ہو اور ہر ناکام آدمی ضرور ڈپریشن کا شکار ہو۔ غریبی میں اور انتہائی غریبی میں پیغمبروں نے زندگیاں بسر کی ہیں۔ اولیائے کرام نے غریب نوازیاں جاری رکھتے ہوئے غریب زندگی گزار دی۔ آپ کوشش کریں۔ کاروبار میں انشاء اللہ تعالی ترقی ہو گی۔ اپنے نصیب پر بھروسہ کریں۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔

آپ اتنی اچھی آبادی میں رہتے ہو خوش رہا کرو۔ غریب کی مدد کریں اور اس بات کا جائزہ لیتے رہیں کہ کیا اس دنیا میں کوئی انسان یا کچھ انسان آپ سے زیادہ غریب تو نہیں ہیں۔ کیا اللہ تعالی کی رحمت آپ کے لئے نہیں ہے۔ ضرور ہے۔ اللہ تعالی نے ہمیشہ آپ پر مہربانی کی۔

نماز کی عادت بھی میسر ہو گی اور کاروبار کی بہتری بھی۔ اس کے لئے ہم اور آپ مل کر دعا کرتے ہیں۔

خدا آپ کا ڈپریشن ختم کرے کیونکہ اس کی کوئی خاص اور معقول

وجہ نہیں نظر آتی۔

والسلام
واصف علی واصف



جناب محترم واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

میرا نام عزیز اطہر ہے۔ میں بی ایس سی تھرڈ ائیر (ڈبل میتھ' فزکس) کا طالب علم ہوں۔ مورخہ ۱۶ ستمبر کو نوائے وقت میں آپ کا مضمون "ضمیر کی آواز" پڑھا۔ مضمون نے دل و دماغ میں آگ لگا دی۔ مگر ایک سوال نے اس آگ کو بجھا دیا۔ یہ سوال آپ سے' تمام دینی اور اصلاحی جماعتوں سے ہے جو ایک خوشحال' طاقتور اور اسلامک پاکستان کا تصور دیتی ہیں۔

سوال :

وطن عزیز پاکستان کی مثال ایک تالاب کی سی ہے جس میں ہر دم گندگی کی سپلائی لائن جاری ہے' صفائی کا پلانٹ بھی آپ کی سامنے ہے۔ کیا اس طرح وطن عزیز ان برائیوں سے پاک ہو جائے گا۔ تا قیامت نہیں۔

جواب کا طالب
عزیز اطہر

عزیزم اظہر

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ ماشاء للہ آپ تو بہت کچھ جانتے ہیں' ڈبل میتھ کے ساتھ آپ تیسرا میتھ بھی کر رہے ہیں۔ فی الحال آپ امتحان کی تیاری بھی کریں اور آنے والے حالات اور وقت کی اہم ذمہ داری پوری کرنے کے لئے استعداد بھی بڑھائیں۔ کسی سے کیا گلہ؟ آپ جو کچھ کر سکتے ہیں وہ کریں۔ دوسروں کی خامی آپ کی خوبی تو نہیں بن سکتی۔ کسی خامی کی تلاش ہے تو اپنے آپ میں ڈھونڈیں۔ کسی خوبی کی تلاش ہے تو دوسروں میں دیکھیں۔ دوسروں میں ہر وقت خامیاں دیکھنا اپنے Perfect ہونے کا دعویٰ ہے اور یہی غلط دعویٰ ہے۔

جو کچھ آپ سوچ رہے ہیں شاید اس کے علاوہ بھی حقیقت ہو۔ اس بات کی ہمیشہ گنجائش رکھیں کہ آپ کی تحقیق سے باہر بھی محققین کی تحقیقات موجود ہو سکتی ہیں' حوصلے اور صبر سے دیکھتے جائیں' سمجھتے جائیں اور اپنے نتیجے کی پختگی کو آزماتے رہیں۔ اللہ سے فضل مانگیں تاکہ وہ آپ کو حقیقت آشنا کرے۔ بہر حال خط لکھنے کا شکریہ۔

والسلام

واصف علی واصف



مکرمی و محترمی واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

سائل نے ریاض حسین سے آپ کے بارے میں کچھ سنا تھا' جس سے غائبانہ تعارف ہوا۔

حضور! مودبانہ التماس ہے کہ جوڑ کام نہیں کرتے۔ عرصہ سے چارپائی کا بوجھ بنا ہوا ہوں۔ پیشاب بھی کسی کی مدد سے "پاٹ" میں کرتا ہوں۔ گھر میں عموماً" اکیلا ہی رہتا ہوں۔ روٹی کا انتظام پڑوسی کرتے ہیں۔ اللہ کے بندے دست دعا اٹھائیں تو بہت سے لاعلاج مریض ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ کیا میرے لئے بھی دعا کریں گے۔ ممنون ہوں گا۔ حاضر خدمت ہونے سے معذور ہوں۔

سائل دربار واصف
محمد طفیل

محترم محمد طفیل صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ ـــــــــــــــــ ایک درخواست اللہ کے دربار میں سو دعا کر دی ہے۔ بار بار دعا کریں گے خدا آپ کو صحت کاملہ

عطا فرمائے اس کے ہاں کسی چیز کی کمی نہیں۔ ہاں' آپ غور کرو کسی انسان کا دل تو کبھی نہیں دکھایا' آپ نے؟ اگر ایسا واقعہ ہو تو آپ اپنے مظلوم سے معافی مانگ لو۔ غلطی کی سزا ہے۔ توبہ سے سزا کم ہو سکتی اور نیکی کے باوجود تکلیف آ رہی ہے تو یہ درجات میں اضافہ کرنے کے لئے آتی ہے تاکہ انسان میں صبر پیدا ہو اور صبر کرنے والا اللہ کے اتنے قریب ہو جاتا ہے جتنا عبادت گزار نہیں ہو سکتا بہرحال آپ کے لئے دعا کر رہے ہیں۔

آپ کے والدین کیا زندہ ہیں؟ کیا وہ راضی ہیں؟ یا راضی تھے؟ اگر خدانخواستہ زندہ نہیں تو ان کے ہاں حاضری ہونی چاہئے۔ فی الحال آپ کی حالت نہیں آپ صرف دعا کیا کریں' ماں باپ کے حق میں' اپنی غلطیوں پر استغفار اور اگر گنجائش ہے تو فی سبیل اللہ خیرات۔ اللہ بہتر نتیجہ برآمد فرمائے گا۔ کٹ ہی جائیں گے مصیبت کے دن' آ ہی جائے گا صحت کا زمانہ۔ مایوس نہ ہوں۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم واصف صاحب

السلام علیکم

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

گزارش ہے کہ "دل دریا سمندر" پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ اس کا پہلا مضمون جو محبت کے نام سے ہے اس میں آپ لکھتے ہیں کہ عقیدوں اور نظریات سے محبت نہیں ہو سکتی اور اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت نہ ہو تو اسلام سے اور خدا سے محبت نہیں ہو سکتی۔

براہ کرم یہ فرمایئے کہ یہ جو لفظ اسلام استعمال کیا ہے آپ اس کی وجہ تحریر کیجئے، کیونکہ میری دانست میں اسلام ایک عقیدہ یا نظریہ ہی تو ہے۔ لہٰذا اگر ہم صرف خدا کی حد تک بات کریں تو مناسب ہے۔

جوابی لفافہ بھی ہمراہ بھیج رہا ہوں۔ براہ کرم جواب سے نواز کر ممنون فرمایئے۔

والسلام

آپ کا ادنیٰ سا چاہنے والا

راشد

راشد صاحب

السلام علیکم

اللہ کریم کا ارشاد ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم لوگ اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری (یعنی حضورؐ) کی پیروی کرو،

اللہ تم سے محبت کرے گا۔ یعنی اللہ سے محبت حضور اکرمؐ کی پیروی ہے اور پیروی محبت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ تو مطلب یہ ہوا کہ حضورؐ کی محبت کے بغیر اللہ سے محبت نہیں ہو سکتی۔ اگر اللہ سے محبت ہو تو اسلام کی محبت کا کیا مطلب؟

اللہ کے محبوبؐ سے محبت رکھو۔ آپ کا اسلام بھی محفوظ رہے گا اور آپ کی اللہ سے محبت بھی قائم رہے گی۔ اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے۔ دین کا صرف ایک ہی معیار ہے اور وہ یہ معیار کہ حضورؐ سے محبت کی جائے۔ آپؐ کی اطاعت کی جائے اور اللہ کی عبادت حضورؐ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کی جائے۔ اگر حضورؐ سے محبت نہ ہوئی تو کچھ بھی نہ ہوا۔

اللہ کا حکم ہے کہ اے ایمان والو درود بھیجو میرے نبیؐ پر۔ درود بھی محبت ہی ہے۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم جناب منیجر صاحب کاشف پبلی کیشنز

السلام علیکم

امید کرتا ہوں کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ آپ کو ایک دفعہ پھر تھوڑی سی زحمت دے رہا ہوں۔ آپ نے مجھے محترم واصف علی واصف کا پوسٹ بکس نمبر ۴۰۹۲ لاہور ارسال کیا تھا۔ میں نے اس پر دو خط تحریر کئے مگر جناب واصف علی واصف نے مجھے کوئی بھی جواب تحریر نہیں فرمایا۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ بکس نمبر واصف علی واصف صاحب کا ہی ہے، کہیں غلط تو نہیں لکھا گیا۔ مہربانی فرما کر مجھے دوبارہ ان کے مکمل ایڈریس سے مطلع فرمائیں۔ آپ کی بڑی نوازش ہو گی۔

خیر اندیش

رضوان احمد

رضوان احمد صاحب

السلام علیکم

آپ کے تینوں خط مل گئے ہیں۔ جواب لکھا تھا شاید آپ کو نہیں ملا۔ اب دوبارہ سنیں۔ آپ فی الحال خدا اور فرشتوں کے بارے میں زیادہ غور نہ کریں۔ اپنے آپ کو سمجھو کہ تم کیا ہو۔ تم اس دنیا میں کیسے آگئے

اور آئے ہو تو جاؤ گے کیوں؟ بچپن سے جوانی تک اور جوانی سے بڑھاپے تک یہ سب منزلیں آپ نے طے کرنی ہیں۔ دنیا میں اتنا کام کرنے والا ہے کہ آپ کے پاس وقت ہی نہیں ہو گا۔ تعلیم کو مکمل کرنا' نوکری کی تلاش کرنا اور اپنے عقیدے کے مطابق اپنی آخرت کو درست کرنا۔ یہ لفظ "اپنا عقیدہ" بڑا غور طلب ہے۔ آپ پہلے فیصلہ کریں کہ آپ کس عقیدے پر ایمان رکھتے ہیں۔ اگر تحقیق کے ذریعے کسی عقیدے کو قبول کرنا ہے تو آپ کا بے عقیدہ ہونا ضروری ہے۔ آپ مذہب کا مطالعہ کرو مذہب کی اہمیت سمجھو اور بے شمار باتیں نہ کرو۔ مشکل مقامات اور مفصل سوالات کو حل کرنے کے لئے کسی رہنما کا تعاون لو۔

منزلیں خود سے طے نہیں ہوں گی۔ انسان کی سوچ عاجز ہے۔ اسے یہ بھی نہیں سمجھ آ سکتی کہ نیند کدھر سے آتی ہے؟ اور پھر آنکھ کھل جاتی ہے۔ غم کیا ہے؟ خوشی کیا ہے؟ آنسو کیا ہیں؟ لگن کیا ہوتی ہے؟ یہ باتیں ہر انسان کے ساتھ ہوتی ہیں۔ اپنے ساتھ ہونے والے واقعات سے آگہی نہیں ہوتی تو خدا آگہی کہاں سے مل جائے گی؟

پہلے اپنے آپ پر غور کرو اور تلاش کرو کسی ایسے رہنما کو جس کی بتائی ہوئی بات آپ کے لئے ایسی سند ہو کہ کسی مزید تحقیق کی ضرورت نہ ہو۔ جب تک یہ بنیاد قائم نہیں ہوگی تو کسی آسمانی علم کا ادراک نہیں ہو گا۔ آپ سے کس نے کہا ہے فرشتے ہوتے ہیں۔ وہ تو عقیدے والے

لوگوں کی بات ہے۔ ایسا عقیدہ' کہ اگر ہوتے ہیں تو بس ہوتے ہی ہیں۔ کسی نے مزید سوال نہیں کرنا کہ فرشتے دکھاؤ' اللہ سے ملاقات کراؤ۔ یہ مسائل بے عقیدہ لوگوں کے ہیں اور بے راہبر لوگوں کے ہیں۔ ایف۔ اے کرنے کے لئے تو کتنے استادوں کی مدد ضروری ہے۔ روحانی اور القائی ڈگریاں بھی راہنماؤں کے بغیر میسر نہیں آتیں۔ آپ کسی نہ کسی زندہ شخصیت سے تعلق پیدا کرو' اگر ایسا شخص میسر نہ آئے تو پھر اپنے آپ پر اعتماد کرو اور جو بات دریافت کر سکو اسے لوگوں تک پہنچاؤ۔ آپ ایک نیا مذہب ایجاد کر لو گے۔ اس کو گمراہی کہتے ہیں۔ اس لئے بہتر بات یہ ہے کہ اپنے والدین کی عزت کرتے جاؤ چاہے وہ آپ سے عقل میں کم ہی ہوں۔ ان کا رتبہ زیادہ ہے' ان کے احسانات زیادہ ہیں' اگر ہو سکے تو ماں باپ سے مذہب کے بارے میں بنیادی معلومات حاصل کرو۔ اگر ماں باپ کی عزت میں کمی آئی جس کا قوی امکان ہے' تو آپ کے لئے کہیں قرار نہیں ہو گا۔

کہتے ہیں کہ ہر بڑے آدمی کے پیچھے عورت کا ہاتھ ہوتا ہے۔ یہی غلط کہا گیا ہے۔ عورت کے آنے سے ہی آدم بہشت سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ بڑے بڑے آدمیوں کے پیچھے بزرگوں کا ہاتھ ہوتا ہے۔ آپ بڑا کسے کہتے ہیں؟ اللہ کے فضل سے عزت نصیب ہوتی ہے۔ اس کا حکم ہے کہ میں جسے چاہتا ہوں عزت دیتا ہوں۔ باقی رہا میرا کاروبار' آپ نے

دونوں کتابیں کتنے روپے میں خریدی تھیں؟ وہ پیسے چلتے چلتے میرے بینک میں پہنچ چکے ہوں گے۔ یہ بڑا کاروبار ہے یہ بڑا نصیب ہے کہ عزت کی عزت اور کاروبار کا کاروبار۔ میری پانچ کتابیں چھپ چکی ہیں اور ابھی شاید پچاس سے زیادہ چھپیں۔ آپ میرے بارے میں زیادہ فکر نہ کریں۔ آپ اچھا کاروبار کرو، اور خوش رہو۔ باقی باتیں پھر کبھی

خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کر دے

والسلام

واصف علی واصف



محترم واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

میرا آپ سے تعارف بلکہ غیبی شناسائی نوائے وقت میں شائع ہونے والے آپ کے کالم کے طفیل ہوئی۔ آپ کے کالم میں پوشیدہ فلسفیانہ سوچ اور پر حکمت افکار نے خاصا متاثر کیا ہے۔ اس حوالے سے سوچا کیوں نہ آپ سے خط و کتابت کے ذریعے دل کا بوجھ ہلکا کر لیا جائے۔ میں نہایت ہی ادنیٰ اور کم فہم شخص ہوں۔ عمر عزیز کے صرف تیس سال ہی گزرے ہیں، مگر نہایت ہی بے کیف و پس مردہ۔ زندگی کے نشیب و فراز سے مطلق دور ہوں۔ جذباتی وابستگیوں سے مبرا۔ ہر چیز کو کڑی تنقیدی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور ان میں

موجود معمولی یا غیر معمولی خامیوں کے باعث یکسر مسترد کر دینے کے مسلسل عمل نے مجھے یک بیک تنہا کر دیا ہے جس کے نتیجے میں میری زندگی غیر جذباتی و بے کیف سی ہو گئی ہے۔ مجھ میں معاشرہ کے ساتھ ہم آہنگ ہونے کا حوصلہ نہیں۔ پر مسرت محفلوں میں شامل ہونے کا طریقہ نہیں۔

میری زندگی کی ساتھی میری اس بے حسی سے سخت بد دل ہے۔ مگر میں مجبور ہوں۔ میں اپنی زندگی کے بارے میں کئے گئے فیصلے کو کیسے قبول کرلوں جو دوسروں نے کئے ہیں۔ میں انتہائی حساس بھی ہوں۔ کیا یہ بھی میری غلطی ہے یا خامی ہے۔ میں ان احساسات کا کیا کروں جس نے میری زندگی کو مجھ سے دور کر دیا ہے۔

مناسب تعلیم کے باوجود مگر اہلیت' عمل اور تربیت کے فقدان کے باعث احساس محرومی نے مزید تنہا کر دیا ہے۔ اس کمی کے باوجود مطالعہ کا شوق تھا جو بدستور جاری ہے۔ مگر اسی مطالعے و مشاہدے کے باعث دل پہ جو گزری اور گزر رہی ہے' اس نے نفرت اور وحشت کو مزید ہوا دی۔ دل کا بوجھ مزید بڑھا۔ سیاسی و سماجی ناہمواریوں' تعصب اور قوم پرستانہ نعروں' لسانی و علاقائی امتیازات نے ہر دوسرے دل و دماغ کو اپنی مٹھی میں جکڑ لیا ہے۔ میں مزید تنہا ہو گیا۔ سیاسی و سماجی ناانصافی کے جس دور میں ہم سانس لے رہے ہیں اس کے باطن میں پوشیدہ دوغلا پن' نفرت' تعصب' بناوٹ' مصنوعی پن اور بے مروتی آخر انسان کو زندگی کی کون سی راہ دکھاتی ہے۔

فیصلہ کرنے کی قوت نے ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ مگر فیصلہ کرنے کا انحصار اس کی انتہا پر ہے۔

زندگی ایک بوجھ بن چکی ہے۔ مایوسی اپنی انتہا پر ہے۔ موت کا خوف دور ہو چکا ہے۔ رشتے ناطوں کا احساس مفقود ہو چکا ہے۔

بے اصولی اور ناانصافی و سنگدلی نے طبیعت میں جھنجلاہٹ پیدا کر دی ہے۔ مجھے مشورہ دیں میں اپنی سادہ طبیعت کے باعث اور بے عملی' بزدلی اور خوف نے جو میری شخصیت پر ایک حصار سا بنا لیا ہے' اس میں میری شخصیت مقید ہو کر رہ گئی ہے' میں اس حصار کو کیسے توڑوں۔

مگر یہ خوف کہ اس حصار کو توڑ کر کیا میں معاشرہ کے ان گھناؤنے اور مکروہ عزائم میں

شامل ہو جاؤں یا اپنی شخصیت کے پیچ و تاب کھاتے کسمساتے حصار میں مقید ہو جاؤں۔
میرے لئے کون سی قید بہتر ہے۔

آپ کا مخلص

محمد ظفر

محمد ظفر صاحب

السلام علیکم

آپ کے خط سے آپ کے زندہ ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ یہی زندگی ہے' یہی صداقت ہے اور یہی احساس ہے۔ باقی ایک بات جو قابل غور ہے' اگر آپ کو احساس تنہائی تکلیف دے رہا ہے تو اس تکلیف سے آشنا ہونے والے انسان کے فرض کو ادا کریں یعنی کسی اور انسان کی تنہائی کو دور کر دیں۔ چلو یہی ایک عمل کر سکیں تو معاشرہ پر احسان ہو گا۔ اس زوال پذیر معاشرے کو بیمار سمجھیں' اس سے نفرت نہ کریں' اس سے ہمدردی کریں۔ بیماروں سے غصہ نہیں کیا کرتے۔ اللہ نے آپ کو شعور دیا ہے اور جن لوگوں کے پاس شعور نہیں ہے ان سے آپ شعور کی توقع کرتے ہیں آپ کیا کرتے ہیں؟ گانے والا سننے والے کو سنائے' آپ چاہتے ہیں وہ لوگ بھی گائیں' ایسا نہیں ہو سکتا۔ آپ کو اگر علم ملا

ہے تو عالموں کی تلاش نہ کرو' جاہلوں کے پاس جاؤ۔ نفرت کے ساتھ نہیں محبت کے ساتھ۔ ان کو اپنے علم کی روشنی عطا کرو۔ اگر آپ کو شب بیداری ملی ہے تو خواب غفلت والوں کے لئے بد دعا نہیں کرنا بلکہ ان لوگوں کے لئے سلامتی کی دعا کرو۔ ان کے پاس نہ وہ دل ہے نہ وہ دماغ۔ آپ محروم سے نفرت کرتے ہو؟ آپ کے پاس بگڑے ہوئے لوگوں کے لئے شفقت کے دو لفظ نہیں ہیں؟ آپ تو تنہا ہیں ہی سہی باقیوں کو تنہا نہ چھوڑو۔ جو فرائض آپ نے آپ کے خیال میں کسی کمزور لمحے میں اپنے لئے اختیار کر لئے ہیں ان سے فرار کی کوشش نہ کریں' انہیں نبھائیں۔ آپ کی خود گریزی میں ان بے چاروں کا کیا قصور؟ انہیں معاف کر دیں اور وہ تمام لوگ جن سے آپ خفا خفا ہیں آپ کی توجہ کے محتاج ہیں۔ پیغمبروں نے گناہگاروں کی بخشش ہی کے لئے کوششیں کی ہیں۔ خود آشنا ہونا یا خالی خدا آشنا ہونا بھی اہم ہے' اپنی جگہ پر' لیکن خدا کے پیدا کئے ہوئے انسانوں سے آشنا ہونا بھی اپنے انسان ہونے کا حق ادا کرنے کے برابر ہے۔

آپ فرائض سے فرار اختیار کرنے والا نہ بنیں' ہر گز نہیں۔ تنہائی کا بوجھ برداشت کرتے ہو اور ناپسندیدہ انسانوں کا قرب برداشت نہیں کر سکتے' کیوں؟ سب بچوں سے لے کر بزرگوں تک' سب کے لئے یکساں احترام' یکساں محبت بن جاؤ۔ آپ مر جاؤ اور دوسروں کو زندگی

دے جاؤ۔ یہی آپ کے لئے نسخہ کیمیا ہے۔ میں آپ کے لئے دعا کروں گا۔ آپ میری باقی کتابیں یعنی "کرن کرن سورج"، "دل دریا سمندر" اور "قطرہ قطرہ قلزم" بھی حاصل کریں۔ اللہ آپ کی تنہائی سلامت رکھے اور آپ کو فرائض ادا کرنے کی توفیق بھی دے۔ آپ مظلوم ہونے کے خیال میں گم ہو کر کہیں ظالم نہ ہو جائیں۔

والسلام

واصف علی واصف



مکرمی جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

کرم نامہ شرف صدور لایا۔ بصمیم قلب منت پذیر ہوں۔ آپ کا جواب باصواب دل کو بچا ہے۔ کافی الجھن دور ہو گئی ہے۔ نیز مراسلہ میں آپ کا یہ جملہ "ہم پھر کہتے ہیں کہ ہم تلاش میں ہیں" بہت ہی پسند آیا ہے۔ آپ کا یہی جملہ میرے اور آپ کے درمیان قدر مشترک ہے۔

مناقب سلطانی میں حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ کا یہ مقولہ پڑھا تھا "تیس سال مرد کامل کی تلاش میں گزرے تب جا کر دہلی میں حضرت عبدالرحمٰن قادریؒ جو اورنگ زیب عالمگیر کی فوج میں عہدہ دار تھے، ملے۔ وہ مزید لکھتے ہیں کہ اب تیس سال ہو گئے ہیں کہ

کسی مرید کامل کی تلاش میں ہوں جس کو فیض منتقل کیا جائے۔ مگر ابھی تک مرید کامل نہیں ملا"۔

ڈھیروں سلام خلوص کے ساتھ ۔اجازت کا طالب
مطیع الرحمن

جناب مطیع الرحمن صاحب

السلام علیکم

آپ کا یہ خط بھی پہلے خط کی طرح باعث مسرت ہوا۔ اللہ آپ کو، آپ کے ذوق شوق کو، آپ کے ایقان کو اور وجدان کو سلامت رکھے۔

قدر مشترک تو اللہ تعالی کے فضل سے میسر آ گئی۔ اب ہم سفری کے بارے میں تفصیلات پر غور کریں، تاکہ ہم ستائش باہمی کا شکار نہ ہو جائیں۔ میرے لئے آپ کے پاس کیا ہے؟ اور آپ کے لئے میں کیا کر سکتا ہوں۔ مجھے ضرور لکھیں۔ اگر ہم ایک دوسرے کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں یا کچھ نہیں کر سکتے تو ہم ایک دوسرے کے لئے اضافی آشنائی کا بوجھ کیوں بنیں۔ آپ ضرور سوچیں کہ ہم اور آپ اس قوم، اس ملک، یا اس دین کے لئے کیا خدمت پیش کر سکتے ہیں۔ ہمارا ہونا کس کام کا، اگر ہمارے نہ ہونے تک کسی کو کچھ فرق نہ پڑے۔ خدا ہمیں رائیگاں محنتوں

سے بچائے۔ آپ میرے لئے دعا کریں۔ میں بھی آپ کے لئے دعا کروں گا۔ ہم خیال انسان باعث اطمینان و تقویت ہوتا ہے۔ آپ کے لئے ہم نے فون نمبر نیچے دے رکھا ہے۔ آپ کبھی لاہور آئیں تو اس نمبر پر فون کریں۔ گھر کا ایڈریس اور پہنچنے کا طریقہ سہولت سے آپ کو معلوم ہو جائے گا۔

صحت اور سلامتی کی دعا کے ساتھ

واصف علی واصف



محترم و قابل قدر واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

عقیدتوں بھرا سلام

روزنامہ "نوائے وقت" میں آپ کی تحریریں پڑھیں۔ تحریریں پڑھنے کے بعد میرے کیا احساسات تھے میرے کیا جذبات تھے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کو کن الفاظ میں بیان کروں۔

محترم میں اس بارے میں صرف اتنا کہوں گا کہ یوں لگتا ہے کہ آپ میرے اپنے ہیں۔ آپ سے میرا کوئی تعلق کوئی رشتہ ہے۔ میرا آپ سے کیا تعلق ہے؟ کیا رشتہ ہے؟ اور کس حوالے سے آپ میرے اپنے ہیں۔ یہ آپ ہی بتائیے۔

مزید آپ کی تحریر کی تعریف کرنا بھی میرے بس کی بات نہیں۔ میں ایک عام سا انسان ہوں۔ میرے پاس تعلیم بھی زیادہ نہیں ہے۔ میرا کوئی ایسا منفرد مقام نہیں جس کو میں بطور تعارف آپ کی خدمت میں عرض کر سکوں۔

بس صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ مجھے آپ کے جواب کا بے چینی سے انتظار رہے گا۔

اجازت۔

والسلام
غضنفر علی

غضنفر علی صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا جیسے اس کو ملنا چاہئے تھا۔ آپ نے خط میں کچھ نہیں لکھا لیکن میں نے بہت کچھ پڑھ لیا۔ وہ الفاظ جو تحریر میں نہیں آتے' وہ بھی بولتے ہیں اور بڑے زور شور سے بولتے ہیں اور کبھی کبھی تو وہی الفاظ قیمتی ہوتے ہیں۔ پس آپ کا وہ خط ملا' جو آپ نے لکھا ہی نہیں۔ آپ سے تعلق اپنی جگہ پر ازلی نقشوں میں موجود ہے ورنہ اظہار کی کیا ضرورت تھی۔ اب یہ تعلق جو نصیب سے بنتا ہے' اسے اسی رخ میں لگانا ضروری ہے۔ آپ سوچیں کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں یا کیا کچھ کر سکتے ہیں۔ کس قسم کا تعاون کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ کیا آپ نے کبھی کسی مرشد سے رجوع کیا؟ کیا آپ نے کسی جماعت میں شمولیت

اختیار کی؟ مطلب یہ کہ اس دنیا میں آپ کسی بزرگ ہستی (والدین کے علاوہ) کے آگے جوابدہ تو نہیں ہو۔ آپ کی تفصیلات جاننے کے بعد مزید گفتگو اور تعلق کا سلسلہ جاری کیا جائے گا۔ تب تک آپ کے لئے دعا اور آپ سے دعا کی تمنا رکھنا حق ہے۔ زندہ باد۔ خط لکھنے کا شکریہ۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم و مکرم واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

یہ فقیر آپ کے مضامین باقاعدگی سے پڑھتا ہے۔ بلکہ جب لاہور میں پوسٹنگ تھی تو کئی مرتبہ اپنے رفیق کار سے کہا کہ مجھے استاد محترم کے پاس لے چلو' لیکن شاید حاضری ابھی منظور نہیں یا وہ ابھی لے جانا نہ چاہتا ہو۔ یہ عاصی غائبانہ طور پر آپ کے نیاز مندوں میں شامل ہے۔ میرے والد محترم ایک سادہ لوح صوفی ہیں اور ہم نے جب سے ہوش سنبھالا ان کی تہجد اور نماز با جماعت قضاء ہوتے نہیں دیکھی۔ گزشتہ برس دیار حبیبؐ کی حاضری بھی نصیب ہوئی انہیں کی دعاؤں اور نگاہ کے صدقے دنیا داری کے ساتھ ساتھ تصوف اور فقر کا چولا بھی کبھی کبھی پہن لیتے ہیں۔ اولیائے کرام کے مزارات' درگاہوں' خانقاہوں اور مقابر پر حاضری اور صاحبان نظر کی تلاش کا سلسلہ ایک عرصہ سے جاری ہے جس روز اپنے والد قبلہؒ سے زیادہ عابد و زاہد متقی اور شب بیدار و صاحب نظر ملا ان کے دست حق پرست پر بیعت کر لوں گا۔ میرے والد اور نانا کا نظریہ تصوف و روحانیت تو یہ تھا کہ رہنمائی وہیں سے

حاصل کرو جو سارے جہانوں کا ہادی و مرشد ہے (وما ارسلنک الا رحمتہ اللعلمین)۔
استاد محترم! میرا وجدان کہتا ہے کہ آپ صاحب فقر ہیں اس لئے ان سطور کے ذریعے استدعا کرتا ہوں کہ میرے ذمے کوئی کام لگائیے' مجھے احکامات جاری فرمائیے ---- کہ میں اس علاقے میں کن لائنوں پر کام کروں۔

آپ کے حکم کا منتظر رہوں گا۔

نیاز مند

عابد

عابد صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ آپ کی حالت اور حالات سے آگاہی ہوئی۔ سب سے پہلے آپ غور کریں کہ کیا نظام مرشد و مرید صحیح نظام ہے یا ضروری نظام ہے یا غیر صحیح ہے اور غیر ضروری ہے۔ اگر صحیح ہے تو آپ کو بشمول والد صاحب گرامی کسی نہ کسی کا مرید ہونا چاہئے۔ اور ضرور ہونا چاہئے۔ اگر ایسا نہیں تو سلسلہ مزارات کیا سلسلہ ہے۔ عوام الناس کو گمراہی سے بچانے کا فرض ادا کرنا چاہئے۔ جب تک آپ یہ فیصلہ نہیں کرتے کہ اصل صورت حال کیا ہے اس وقت تک آپ کے ذمہ صرف یہی کام رہے گا کہ آپ بتاؤ کہ اصل بات کیا ہے۔ یا اس نظام کو قبول کرو گے یا اسے توڑ دو گے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ جو لوگ پیری مریدی کر رہے ہیں

ان کو چلو کرنے دیا جائے اور ہم مرکز سے فیض حاصل کریں۔ نیت تو ہر ایک انسان کی قرب مرکز ہے۔ آپ زیادہ وقت لئے بغیر اس سوال کا جواب دیں۔ آپ کا جواب آنے پر آپ کے ذمہ کام لگایا جا سکتا ہے۔ میں پیر بننے کا دعوی اور حوصلہ نہیں رکھتا۔۔ میں استاد مکرم ہی بھلا۔ اگر آپ اس کو حل نہ کر سکیں تو آپ والد صاحب سے رجوع کریں کہ اصل صورت حال کیا ہے۔ اگر پیری مریدی غیر ضروری ہے تو معتبر اولیائے کرام نے اس سلسلے کو کیوں اختیار کیا۔ اگر ضروری ہے تو بہت سے اتقیاء اور صلحاء نے اس سے احتراز کیوں کیا۔ میں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ اس معاشرے میں عشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مختلف طریقوں میں پرورش پائے یا مختلف راستوں سے حاصل کیا جائے تو اس کی اصل وجہ کیا ہے؟ وحدت عمل پیدا ہونے کا امکان ہے؟

ویسے آپ کی کیفیات اللہ کے فضل و کرم سے درست ہیں۔ آپ کا دل آپ کے دماغ کی طرح روشن ہے' لیکن بے ضرر ہو جانا آدھا رستہ ہے۔ منفعت بخش ہونے سے پورا رستہ طے ہو گا۔ اللہ کریم آپ کو جلد اور صحیح فیصلے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں جواب کا انتظار کرنے میں حق بجانب ہوں گا

والسلام

واصف علی واصف



محترم واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

مزاج شریف۔ آپ کا کالم" آخری خواہش" پڑھا، جس سے میں نے کافی سبق حاصل کیا ہے۔ میں ایک گنہگار انسان ہوں اور التجا کرتا ہوں کہ میری راہبری فرمائیں کہ میں اپنے گناہوں کی تلافی کر سکوں۔ مجھے صدقہ جاریہ کے متعلق بتائیے کہ اگر ایدھی ٹرسٹ کو ایک دفعہ رقم بھیجوں تو وہ بھی اس دائرے میں آئے گا یا نہیں۔ مثلاً" کشمیر کے حریت پسندوں کو رقم دی جائے تو وہ بھی صدقہ جاریہ ہو گا یا نہیں، مسجد کے لئے کچھ رقم دی جائے تو اس کے بارے میں کیا خیال ہے۔ مجھے معاف کر دیجئے گا اگر میں نے کوئی کم عقلی یا بے وقوفی کی بات لکھ دی ہو۔ میں آپ کے خط کا منتظر رہوں گا اور تفصیل سے راہبری فرمانے کا شکر گزار ہوں گا۔

والسلام

ناچیز

شوکت علی

شوکت علی صاحب

السلام علیکم

آپ کے دل سے لکھے ہوئے خط نے دل میں جگہ پائی۔ اللہ آپ کو آسانی، سکون اور سہولت عطا فرمائے۔

صدقہ جاریہ کے متعلق غور کرنے سے پہلے اس پر غور کرنا پڑے گا کہ آپ کے پاس کتنی رقم ہے۔ آپ ذاتی طور پر ایک مسجد تعمیر کر سکتے ہیں؟ کیا کسی نئ مسجد کے لئے زمین خرید سکتے ہیں؟ باقی سیاسی اور سماجی نیکیاں بہت قیمتی ہیں، لیکن صدقہ جاریہ کے لئے کچھ اور بھی شرائط ہیں۔ ہم دعا کریں گے کہ اللہ تعالی آپ کی راہنمائی کرے کہ آپ کہاں اور کتنا خرچ کریں۔ انشاء اللہ بات کھل جائے گی۔ آپ استخارہ کریں" تاکہ آپ کو خود معلوم ہو کہ آپ نے کیا کرنا ہے۔ ورنہ ایسا خرچ کرنے کے بعد وسوسہ آ جاتا ہے اور وسوسہ نیکی کی روح کو ضائع کر دیتا ہے۔ آپ رجوع الی اللہ کریں۔ درود شریف پڑھیں۔ جن لوگوں کو کبھی کسی زمانے میں آپ سے کوئی تکلیف پہنچی ہو، ان سے معذرت کر لیں۔ ماں باپ جہاں بھی ہیں، جس حال میں ہیں، ان سے رجوع کریں اور ان سے دعا کی التجا کریں۔ اللہ تعالی آپ پر رحم فرمائے۔ خط لکھنے کا شکریہ

کیا آپ نے میری کوئی کتاب دیکھی ہے۔ یعنی

(۱) کرن کرن سورج (نثرپارے)

(۲) دل دریا سمندر (مضامین)

(۳) قطرہ قطرہ قلزم (مضامین)

(۴) شب چراغ (شاعری)

کیا "آخری خواہش" کے علاوہ باقی کالم بھی آپ کی نظر سے گزرے؟ یعنی پیر کے "نوائے وقت" میں پچھلے چار ماہ میں شائع ہونے والے کالم۔

کیا آپ نے کسی روحانی سلسلے سے وابستگی کی ہے؟ یعنی کسی پیر خانہ سے منسلک ہوئے ہیں؟

والسلام

واصف علی واصف



جناب حضرت واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

خط کے ملنے سے آدھی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ میں گھر جا رہا تھا کہ اچانک خط ملا ساتھ لے گیا کہ گھر سے ہی جواب لکھ کر جناب کا وقت ضائع کروں گا۔ بیٹا محمد علی اگر ضد کرتا ہے تو اس کو آپ کا خط دکھا کر تسلی کرا دیتا ہوں کہ لاہور جائیں گے یہ دیکھو خط بھی آیا ہے۔ افسوس کہ اس کی والدہ یہ بات نہیں مانتی کہ یہ خط سچا ہے اور خوشی اس قابل ہے کہ اتنا بڑا خط اتنی بڑی شخصیت لکھے۔ میں نے کہہ بھی دیا ہے کہ رمضان شریف کے بعد حضرت صاحب شاید ہمارے غریب خانہ پر تشریف لے آئیں۔ ان کا جواب تھا کہ تمہارا گھر اس قابل ہے؟ محمد علی بولا ہاں۔ گرمیاں ہوں گی ان کو پلنگ چھت پر لگا دیں گے۔ سیج تھلاں کی چوٹی پر جائیں گے۔

میری بیوی بولی بڑے مت بنو زمین پر رہو۔ میں نے کہا میں زمین پر ہی ہوں۔ کہنے لگی یہ جو کتاب پر فوٹو ہے ان کی ہے؟ میں نے عرض کی، جی ہاں! اس نے ذرا حیران ہو کر کہا یہ تو کوئی افسر صاحب لگتے ہیں۔ میں نے خاموش رہنا مناسب جانا اور سوچنے لگا کہ لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری، روز صبح صبح لڑکے پڑھتے ہیں اس دعا کو لکھنے والی شخصیت

بھی بڑی انگلش لباس استعمال کرنے والی تھی مگر دل کی قلندر یا فقیرانہ تھی۔ خط ملنے پر خوش بھی ہوتا ہوں اور شرمسار بھی۔ باقی دل کی باتیں کاغذ پر تحریر نہیں کر سکتا۔ اللہ رب کریم آپ کو آپ کے اہل خانہ کو آپ کے تمام دوستوں کو اپنی رحمتوں سے نوازے اور حبیب ﷺ کے صدقے اہل اسلام کو نیک توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

خوشی محمد

خوشی محمد صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ خوشی ہوئی۔ خوشی سے خوشی حاصل ہونا تھی۔ آپ ہمارے لئے دعا کیا کریں۔ محمد علی اور اس کی والدہ کو ہماری طرف سے دعا۔ انہیں بتائیں کہ اس دنیامیں چھوٹا بڑا کوئی نہیں ہوتا۔ چھوٹا بڑا' کھوٹا کھرا تو آگے جا کے معلوم ہو گا۔ کون کیا ہے' اس کا فیصلہ دنیا والے نہیں کر سکتے۔ بس انسان ہی بڑا ہے۔ انسانیت بہت بڑی ہے۔ اسلام اور اخلاق اسلام ہی بڑائی رکھتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی امت میں جتنے افراد ہیں' آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ہم سب ایک دوسرے کا سہارا ہیں۔ ایک دوسرے کی دعاؤں کے سہارے چل رہے ہیں۔ گانے والا گلے کو کیا کرے' اگر سننے والا ہی کوئی نہ ہو۔ مطلب یہ کہ بولنے والی

زبان سننے والے کان کی محتاج ہے۔ اسی طرح ہر چیز ہر دوسری چیز کے آسرے چل رہی ہے۔ اگر میس میں کھانا نہ پکے تو افسر شاہی ختم ہو جائے۔ بس نظام کاروبار چل رہا ہے۔ جو ذرہ جس جگہ ہے' وہیں آفتاب ہے۔ آپ لوگ سلامت رہو۔ آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

میں معذرت چاہتا ہوں کہ میری باتوں سے آپ کی دل آزاری ہوئی۔ ہوش اڑے ہوئے تھے اور ضروری تھا کہ میں کسی کو اس میں شریک کرتا ورنہ شاید میرا ذہن جواب دے دیتا آپ کی یہ بات صحیح ہے کہ میں نے خدا کے متعلق خود ساختہ تعلیم حاصل کی ہے۔ یہ تعلیم مجھے بیماری کے دوران ہی ملی ہے۔ ذہنی اور جسمانی طور پر مجھ میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ میں کسی کے پاس جا کر علم حاصل کرتا لیکن اب میں کوشش کر رہا ہوں کہ اہل علم سے رجوع کروں۔ میری نظر میں مجھ سے زیادہ قابل اعتبار کچھ لوگ ہیں لیکن میں ان کو اپنا مرشد نہیں بنا سکتا۔ مرشد کے لئے زیادہ خوبیاں ہونے کی ضرورت ہے۔ آپ مجھے کسی مخصوص شخص سے آگاہ کریں کیونکہ آپ ہی اس کے متعلق صحیح علم رکھتے ہیں۔ ضرور لکھئے

گا۔

میری عمر ۲۲ سال ہے اور میرے بیوی بچے تو نہیں لیکن ماں باپ اور بہن بھائی کو میں اس لئے نہیں چھوڑتا کہ ان کے بس میں جو ہے وہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بس میں ہے کہ وہ مجھے تکلیف سے نجات دے۔ لیکن اللہ تعالیٰ تکلیف کو رفع نہیں کرتا تو مجھے دکھ ہوتا ہے اور میں شکوہ شکایت پر اتر آتا ہوں۔ اب میں ایک مسئلہ کے متعلق وضاحت چاہتا ہوں جو مجھے بہت تنگ کرتا ہے۔

مسئلہ : جو شخص جس مذہب میں پیدا ہو تو اسی پر عمل پیرا رہتا ہے۔ عیسائی' یہودی' بدھ' ہندو یا مسلمان اس لئے ہیں کہ ان کے والدین ایسے تھے۔ خاص طور پر خواتین تو ہمیشہ سے ہی اتنا حوصلہ نہیں رکھتی ہیں کہ وہ اپنی مرضی سے نیا مذہب چن سکیں۔ اکثر لوگ تو سوچتے ہی نہیں کہ ان کو اپنے مذہب پر ناقدانہ نظر ڈالنی چاہئے۔ پھر خاندان کی مخالفت' برادری اور قوم کی مخالفت لینا ایک مشکل امر ہے جس کی اکثر لوگ ہمت نہیں پاتے۔ اگر مجھے اسلام پر شک ہو تو پھر بھی میں اسے نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ مجھ میں اتنی ہمت نہیں کہ خاندان' برادری اور معاشرے کی مخالفت کا سامنا کر سکوں۔ نیز ایک شخص پر ماں باپ اور ملک قوم کے اتنے اثرات ہوتے ہیں کہ وہ اپنے ماحول کے اثرات سے ساری عمر نہیں نکل سکتا۔

ان حالات میں یہ کہنا کہ مسلمان جنت میں جائیں گے اور باقی لوگ جہنم میں تو یہ سمجھ نہیں آتا ہے۔ اس سلسلہ میں قدرت یہ کرتی کہ بچوں کی پیدائش کا طریقہ ایسا ہوتا کہ وہ Free Mind ہو کر سوچ سکتے تو پھر ٹھیک تھا۔ ان پر ماحول کا کوئی اثر نہ ہوتا لیکن ایسا نہیں ہے۔ آپ اگر اپنے مسلمان ہونے کو اپنی خوش قسمتی قرار دیں گے تو عقل اسے تسلیم نہیں کرتی کہ جزا و سزا کی بنیاد بھی قسمت ہی ہو۔ اگر آپ کہیں کہ دوسرے مذاہب والے اسلام قبول کر لیں تو اسلام ابھی تک مجھے صحیح سمجھ نہیں آیا اور میں اس سے مطمئن نہیں اور شکوک رکھتا ہوں تو ایک غیر مسلم کدھر جائے گا؟ اور کیسے اسلام قبول کرے گا۔ حالانکہ میں ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا اور مجھے اسلام بطور بہترین مذہب بچپن سے ہی ذہن نشین کرا دیا گیا ہے۔ ویسے بھی اکثر لوگ کولہو کے بیل کی طرح زندگی گزارتے ہیں اور یہ تحسین نہیں رکھتے کہ سیدھی راہ کون سی ہے بلکہ جو خاندان اور قوم کرتی ہو وہی ٹھیک سمجھتے ہیں۔ ان حالات میں تو سب مجبور نظر آتے ہیں کہ جس مذہب میں پیدا ہوا اور حالات

اور ماحول کے تحت زندگی گزار کر مر گیا تو اسے سزا کیوں؟ حالانکہ خود خدا تعالی نے ہی اس کو غیر اسلامی گھرانے میں پیدا کیا۔

آخر میں دوبارہ معذرت۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ آپ اتنی شدت سے خدا سے محبت رکھتے ہوں گے۔ مجھے آپ پر رشک آرہا ہے۔ خدا تعالیٰ مجھے بھی ایسی محبت عطا فرمائے۔ ویسے میں کئی بار رو کر خدا سے شکوے کرنے پر معذرت طلب کرتا ہوں۔ لیکن تکلیف کی شدت میں پھر وہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جس کا خود مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے۔ خدا تعالی مجھے سچائی عطا فرمائے۔

آپ کی رہنمائی کا طالب

جاوید اقبال

عزیزم جاوید اقبال

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ آپ کی معذرت بھی' آپ کے خیال کی تکرار تھی۔ آپ بات سمجھتے کیوں نہیں کہ اس دنیا میں آپ سے زیادہ ذہن رکھنے والے آپ سے زیادہ دانا لوگ' مذہب کی خوبیوں خامیوں سے آشناء لوگ تسلیم و رضا میں پر سکون رہتے ہیں۔ آپ مذہب کے بارے میں فی الحال غور کرنا چھوڑ دو۔ مولویوں سے بچ کر رہو۔ دینی جماعتیں اور دین کے مبلغ جو کر رہے ہیں ان کو کرنے دو۔ آپ اپنے آپ کی اصلاح کرو۔ اپنی تکلیفیں خود دور کرو۔ بیماری سے نجات کے لئے دعا کو چھوڑو' ڈاکٹر کی تلاش کرو کیونکہ اگر دعا پر اعتماد ہی نہ ہو تو آگے کارگر ہونے کا

سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کافروں کے ساتھ کیا ہوتا؟ اللہ جانے' کافر جانیں۔ تم یہ سوچو کہ تمہارے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور کیا کچھ ہونے والا ہے۔ آپ اپنا وقت زیادہ سوچنے میں ضائع نہ کرو۔ مذہب ایسی حقیقت بتاتا ہے جو آپ کے تجربے میں نہیں آ سکتی کہ خدا ہے۔ کیا ہے؟ کب ہے؟ کدھر ہے؟ کیوں ہے؟ اب بولو کیا جواب دو گے۔ فرشتے ہیں؟ جنات ہیں؟ روح ہے؟ اب آپ بتاؤ کہ روح کہاں ہے؟ آپ کے ساتھ ایک روح ہے۔ آپ کے جسم میں کہاں ہے؟ جسم کے ساتھ تو ہاتھ پاؤں' اعضاء اور جوارح ہیں۔ انسان کو چیر دو' تب بھی اندر سے دل' گردے' جگر' پھیپھڑے ہی نکلیں گے۔ روح کہاں ملے گی لیکن روح ہے' جو نکل جائے تو پھر انسان میں زندگی نہیں رہتی۔ وہ زندگی کیا تھی۔ اب یہ سوچو کہ اس دنیا میں آنا کیا ہوا۔ اور اگر آنا ہے تو جانا کیوں ہے؟ کون ہے جو زمین سے پھل پھول اگاتا ہے اور کون ہے جس نے آپ کو سوچنے والا بنایا۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ خود ہی سب کچھ بن گئے تو کچھ انتظار کرو۔ جب سب کچھ نہ رہا تو بات سمجھ آ جائے گی۔ اپنے آپ پر رحم کرو۔ بیکار الجھنوں میں نہ پڑو۔ ماں باپ کی اطاعت کرتے جاؤ۔ بہت دانائی کی ضرورت نہیں ہے۔ زندگی گزارنے کے لئے عقل نہیں محبت درکار ہے اور تم محبت سے محروم ہوتے جا رہے ہو۔ تمہیں تجزیہ کرنے کی بیماری ہو گئی۔ اب اپنی تجزیہ نگاری کا تجزیہ کرو' مذہب ہے کہ نہیں ہے' تمہیں کیا پریشانی ہے۔ ہندو جہنم میں جائے تو تمہارا کیا لگتا

ہے۔ اللہ کا کام ہے جس کو چاہے گائے بنا دے' جس کو چاہے قصائی بنا دے۔ آپ گوشت کھاتے جاؤ۔ آپ اچھے خاصے بیوقوف لگتے ہو۔ عقل کی بات تو یہی ہے کہ کسی عقلمند آدمی کے ساتھ رابطہ اطاعت کر لو اور اگر آپ کو سارے عقلمند نظر آتے ہیں تو آپ جھوٹ بول رہے ہیں' سارے نہیں ہو سکتے۔ جو آپ کی نگاہ میں سب سے زیادہ عقلمند انسان موجود ہو اس سے رابطہ کرو اور اگر آپ کو معلوم نہیں ہوتا تو پھر یہ ایک خفیہ اعلان ہے کہ تم اپنے آپ کو سب سے زیادہ دانا سمجھ رہے ہو اور یہی تمہاری حماقت کا ثبوت ہے کہ تمہیں کوئی دانا ملتا ہی نہیں جو تم سے زیادہ جاننے والا ہو' غور کرو' سوچو اور مجھے بتاؤ کہ تم اپنے آپ کو ضائع کرنا چاہتے ہو۔ کیا کسی کو تم سے محبت نہیں۔ کیا کسی سے تمہیں محبت نہیں ----- اچھا سلامت رہو۔

والسلام

واصف علی واصف



جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

جناب والا میں نے آپ کا ایک نصیحت آموز سبق "جھڑکی نہ دو"

پڑھا۔ اتنی حالت خراب ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔

میں اکثر بلکہ تقریباً" روزانہ نوائے وقت کے کالم پڑھتا ہوں۔ جونہی اخبار آتا ہے تو سب سے پہلے کالم والا صفحہ نکال کر "نور بصیرت" میاں عبدالرشید صاحب' پڑھتا ہوں۔ اس کے بعد تمام کالم۔ میرا کہنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ میں نیک ہوں۔ اور نہ مجھے اتنا اچھا سمجھیں۔ وہ کیا ہے کہ دل کی عجیب حالت ہے۔ میں جھوٹ نہیں بولتا۔ کم از کم آپ کے اس کالم کے پڑھنے کے بعد عہد کیا کہ جھوٹ نہ ہی بولنا پڑے۔ میرا مسئلہ یہ ہے' چلئے پہلے میں آپ کو بتا دوں کہ میں کون ہوں؟ اور کیا کرتا ہوں؟

میری بدقسمتی یہ ہے کہ میں سامنے آکر کسی کو کچھ بتا نہیں سکتا۔ یا پھر یوں کہہ لیں کہ یہ عیب ہے۔ بندہ ایک سول انجینئر ہے اور LDA میں تقریباً" ۳ سال کام بھی کیا ہے۔ لیکن بد بخت رشوت خوروں نے کانٹا سمجھ کر نکال دیا۔ اس کے بعد میں جاپان گیا اور جہاں اب بھی جانے کی تمنا ہے۔ ڈھائی سال کام کیا۔ اور اب امپورٹ شدہ جستی چادر کا کام کرتا ہوں۔ بندہ کو آج تک کوئی مرد قلندر نہیں ملا اور کوشش کرتا ہوں کہ نیک کام کروں۔ لوگ بھی' دوست بھی' محلّہ دار' عزیز سب ہی اچھا جانتے ہیں۔ لیکن اصل تو میں ہوں۔ مجھے بھی تو میرا پتہ ہے کہ میں کیا ہوں۔ قلندروں سے ملنے کا بہت مشتاق ہوں۔ اور کوشش کرتا ہوں کہ نیک راستے پر گامزن رہوں لیکن وہ نہیں پاتا۔ ثابت قدمی نہیں ہے۔ کیا کروں۔ میں بہت بلکہ ہر وقت ڈپریشن کا شکار رہتا ہوں۔ نا معلوم سا خوف ذہن پر سوار رہتا ہے۔

شاید آپ سا قلندر مجھے بھی مل جائے۔ شاید مجھے بھی سیدھا راستہ دکھا دے یا نظر آجائے۔ اب جو آپ کے پاس قلندر آئے تو مجھے بھی بلانا۔ بندہ ہر کام سے فرار چاہتا ہے کہ کوئی انتہائی آسان کام' راستہ' منزل یک دم نظروں کے سامنے آجائے کہ کوئی راہنمائی کرنے والا نہیں ہے۔ گائیڈ ہو تو سب اس کی تقلید کرتے ہیں۔ گائیڈ نہ ہو تو منتشر ہو جاتے ہیں۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ میں نفسیاتی مریض ہوں۔ اگر ہوں تو براہ مہربانی مجھے کسی اچھے ماہر نفسیات کا حوالہ مع پتہ ارسال کریں تاکہ میں اپنی خامی دور کر سکوں۔

کیونکہ آپ میرے خیال میں صاحب خیر آدمی ہیں۔ اور نیک بندوں کو ہی قلندر ملتے ہیں۔ کیونکہ وہ قلندر جھوٹا ہے کہ جس کو آپ کے دل کا بھید معلوم نہ ہو۔ اور اسی بچ کی

تلاش یا کہہ لیں قلندر کی تلاش میں سرگرداں ہوں۔ آپ صرف پتہ بتا دیں تلاش میں کبھی نہ کبھی کر ہی لوں گا۔

نیز اس قاری کے لئے دعا کیجئے کہ جس کی کوئی منزل نہیں ہے۔

بندہ آپ کے جواب کا منتظر رہے گا۔

والسلام

نذر

نذر صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ آپ نفسیاتی مریض نہیں ہیں نہ آپ ہو سکتے ہیں۔ البتہ لوگوں کے لئے نفسیاتی مرض پیدا کرنے کی مکمل اہلیت رکھتے ہیں۔ آپ لوگوں کو آزمانا چھوڑ دیں۔ اپنا وقت ضائع نہ کریں۔

منت رہبر نہ کر، منزل و کارواں نہ پوچھ

یہ پتہ منگوانا اور پتہ دینا بس پتا بازی ہے۔ مجھے میرا نصیب میسر ہے، آپ کو آپ کا نصیب مل رہا ہے۔ آپ نے جہاں لوگوں سے توقع چھوڑ دی ہے وہاں گلہ بھی چھوڑ دیں۔

ایل ڈی اے سے باہر نکلنا کوئی خامی یا بدی نہیں ہے۔ مبارک بات ہے۔ جن لوگوں نے نکالا ان کو بد بخت کہنے کی بجائے ان لوگوں کے

لئے دعا کریں۔ وہ آپ کو سمجھ نہیں سکے۔ باقی مجھے کوئی بزرگ ملے تو میں آپ کو کہاں یاد رکھوں گا اور کیوں رکھوں گا۔ بزرگ لوگ یا قلندر یا غوث، قطب، ابدال لوگ یا صاحب مرتبہ اور صاحب حال لوگ یعنی با کمال لوگ ملنے والوں کو اس ملاقات سے غافل کر دیتے ہیں، وہ محویت پیدا کر دیتے ہیں۔ محویت میں کوئی کسی کو یاد نہیں رکھ سکتا حتیٰ کہ محویت پیدا کرنے والا واقعہ، یا انسان بھی یاد نہیں رہتا۔ آپ اپنے کام میں مگن رہیں۔ جو ہوا اچھا ہوا۔ جو ہو گا بہتر ہو گا۔ باقی رہا آپ کی عمر کا سوال؟ آپ اپنے میٹرک کے سرٹیفکیٹ سے دیکھ کر صحیح عمر لکھیں یا پھر عمر کا ذکر ہی چھوڑ دیں۔ عمر سے کیا غرض؟

آپ بالکل صحیح سلامت نارمل اور اندر سے زندہ انسان ہیں۔ چھوٹے موٹے ماہر نفسیات کا تو آپ منٹوں میں صفایا کر سکتے ہیں۔ اسی طرح چھوٹا موٹا پیر بھی آپ پر جادو نہیں کر سکتا۔ اب آپ اپنی تسکین کا ایمانداری سے کوئی مستقل حل تلاش کریں۔

دل کو یادوں سے آباد کرو اور اپنی کمائی متعلقین اور مستحقین کے حوالے کرو، ادب کے ساتھ۔ آپ اپنی محنت کو سرمایہ دار بننے کا ذریعہ بنانے کی بجائے خدمت گزار بنانے میں لگائیں۔

خدا آپ کو اپنی منزل سے آشنا کرے۔ والسلام

واصف علی واصف



محترم واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

امید ہے کہ ایمان و یقین کی بہترین حالت میں ہوں گے۔ نوائے وقت میں آپ کی تحریریں گاہے بگاہے پڑھتا ہوں۔

ہم جہاد کشمیر میں مصروف ہیں۔ کیا آپ ہماری ذہنی اور فکری رہنمائی میں ہمارا ساتھ دیں گے۔ میں آپ کے تفصیلی جواب کا منتظر رہوں گا۔

والسلام

متین

محترم متین صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ ہر آدمی ہر کام کے لئے نہیں پیدا ہوا۔ قیادت کے لئے قائدانہ صلاحیت ہونی چاہئے۔ ہم لوگ اتنی صلاحیت نہیں رکھتے۔ آپ جو کام کر رہے ہو نیک جذبہ ہے۔ آپ کرتے چلو، یہ جہاد اور شہادت کی راہ ہے۔ ابھی آپ جہاد کرو پھر آپ شہید ہو جانا۔ یا آپ غازی ہی بن جانا۔ میرا خیال ہے غازی بننا بہتر ہے۔ ہم کالم لکھتے رہیں گے۔ تم جماعت بناتے رہو گے۔ کشمیری مجاہدین اپنے حقوق کے لئے لڑتے رہیں گے۔ صلاحیتیں خود بخود ابھر کر میدانوں میں آجائیں گی۔

آپ کے سوال اور آپ کے خط کا بہت شکریہ کہ آپ نے اس قابل سمجھا۔شاید میں قیادت اور اس مشن کی قیادت فی الحال قبول کرنے سے قاصر ہوں۔ اللہ آپ کا بھلا کرے اور آپ ایمان کے اچھے درجے پر یعنی تبلیغ پر فائز رہو۔ میں آپ کا جذبہ دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ میرے اندر خوشی کی لہر دوڑ گئی کہ ابھی قوم زندہ ہے جس میں آپ جیسے عظیم مجاہدین موجود ہیں۔ اللہ آپ کے شوق میں اضافہ کرے اور خدا آپ کو سلامت رکھے۔

والسلام

واصف علی واصف



بابا حضور

السلام علیکم

۱۶ جنوری کو سال ہو جائے گا مجھے پردیسی ہوئے اور وچھوڑے کے تھل آئے ہوئے۔ سفر ابھی ختم نہیں ہوا۔ اس بار تو مجھے پاس ہونا چاہئے۔ یہ بات بھی مجھے اداس رکھتی ہے کہ میرا رزق مجھ پر کب اترے گا۔ ابھی تک خاندان پر بوجھ ہوں' کوئی بے شک نہ بھی کہے۔ مجھے احساس رہتا ہے۔ آج کل یہی سوچ مصروف رکھتی ہے۔ ٦ فروری کو امتحان ہے۔ آپ

کی دعا چاہئے۔ بلکہ دعائیں چاہئیں۔ بے شمار اور ہمیشہ چاہئیں۔

حضور کبھی کبھی میں سوچتا ہوں اگر آپ مجھے نہ ملتے تو پھر میں کیا ہوتا؟ بگڑ جاتا اور بکھر جاتا۔ کیا سے کیا ہو جاتا۔ یہ عجیب بندھن ہے جو راہ سے ادھر اودھر ہونے کا موقع ہی نہیں دیتا۔ میں کوئی زہد اور پرہیز گاری کا دعوی نہیں کر رہا ہوں۔ جیسا بھی ہوں (مندا یا چنگا) اس کا ہوں۔

میرا ہر اچھا خیال آپ کی عنایت ہے آپ کی عطا ہے۔ بے شمار کوتاہیاں اور کمزوریاں مجھ میں ابھی موجود ہیں۔ آپ کی محبت آپ کی نگاہوں کی طالب ہیں۔ بے شمار باتیں ایسی ہیں جن سے میں آگاہ بھی نہیں اور کچھ ایسی ہیں مجھے خبر ہے کہ یہ خامی ہے۔ ان خامیوں کی خبر لیں۔ یہ بھی دور ہو جائیں۔

پچھلے دس پندرہ روز سے صحت کے حالات ٹھیک نہیں ہیں۔ کمر میں درد رہتی ہے۔ یہ درد بھی شفا چاہتا ہے۔ علی صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ وہ مضامین کے تراشے مجھے پوسٹ کریں گے۔ ابھی تک نہیں پہنچے۔

یہ ایک بچے کا پردیس سے اپنے بابا کے نام خط ہے۔ اور مطالبات اور خواہشوں سے بھرا ہوا۔ اسے ایسا ہی ہونا چاہئے۔ بابا مجھے یہ چاہئے۔ حضور مجھے وہ لے دیں۔ اور وہ بچہ کس سے کہے، کس سے مانگے؟ اس بچے کے تو مقدر بھلے کہ اسے بابا مل گئے۔ اسے اپنے رب سے یہ سب سے اعلی اور افضل تعلق ملا ہے، جس نے سارے تعلق جوڑ دیئے ہیں، ملا دیئے ہیں، جس پہ بچہ اپنے رب کا شکر گزار ہے، اور اس کے محبوبؐ پر درود اور سلام بھیجتا ہے۔ بابا حضور آپ کی محبت نے یہ راستہ دکھایا ہے۔ ورنہ میں تو گمراہوں اور ظالموں میں شمار ہوتا۔

سب دوستوں کی خدمت میں سلام عرض ہے۔

آپ کا

طلعت

عزیزم طلعت

السلام علیکم

آپ کے خطوط اور فون ملتے رہے ہیں۔ آپ کی یاد کا چراغ جلتا رہا ہے۔ بس وقت ہے کہ گزرتا جا رہا ہے اور گزر جائے گا۔ ایک دن تیرا بھی زمانہ آئے گا اداس نہ ہونا۔ ابھی آپ دیکھتے جاؤ۔ جو کچھ سامنے آتا ہے وہ منظر بھی زندگی کا حصہ ہوتا ہے۔ آپ کے ساتھ اتنا بڑا واقعہ ہو رہا ہے اور آپ کو سمجھ نہیں آرہی ہے۔ بس راضی ہو کر دیکھو تم خود ہی کسی کا پروگرام ہو۔ اچھے وقت کا انتظار ہی اچھی بات ہے۔ چھوٹے مقاصد کی کامیابی تھوڑے وقت میں ہو جاتی ہے۔ بڑی کامیابیاں بڑی دیر کے بعد آتی ہیں۔ تم تو ڈاکٹر ہو، سمجھتے ہو کہ سبزیاں جلد پک جاتی ہیں لیکن ہیرے جواہر صدیوں کے بعد بنتے ہیں۔

مت سہل ہمیں سمجھو، پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

جو وقت آنے والا ہے وہ آکے رہے گا۔ آپ صرف یقین اور امید کے ساتھ انتظار کرو اس دفعہ تیاری اچھی ہے۔ اللہ اچھا نتیجہ دے گا۔ چلو سلامت رہو۔ والسلام

واصف علی واصف



محترم جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

آج کے نوائے وقت میں مضمون "جھڑکی نہ دو" پڑھا تو خط لکھنے پر مجبور ہو گیا ہوں۔ اس سے پہلے بھی آپ کو میں دو تین دفعہ پڑھ چکا ہوں۔

آپ کی تحریروں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی حکمت و دانائی کو کافی حد تک سمجھ چکے ہیں۔ اسی لئے آپ کی مدد حاصل کرنے کے لئے لکھ رہا ہوں۔

میری عمر ۲۳ سال ہے۔ حال ہی میں میں نے بی کام II کے پیپر دئے ہیں۔ (رزلٹ آنے والا ہے)

بچپن سے لے کر آج تک خوشی نہیں دیکھی۔ احساس کمتری کا شکار ہوں۔ ہر انسان سے خوف آتا ہے۔ دل ہر وقت پریشان رہتا ہے۔ بچپن محرومی میں گزارا ہے۔ بچپن سے لے کر آج تک مجھے گھر میں عزت نہیں ملی۔ میری بجائے بڑے بھائی کو زیادہ عزت پیار ملا ہے۔ اس کی فرمائشیں پوری ہوئی ہیں۔ تمام گھر والے اس سے ڈرتے ہیں۔ تقریباً" ۱۲ سال سے اپنے بڑے بھائی سے نہیں بولتا۔ بات چیت بالکل بند ہے۔ بچپن میں والد صاحب مجھے برے برے ناموں سے پکارتے تھے۔ حوصلہ افزائی کی بجائے بے عزتی کرتے تھے۔ اور آج تک کرتے ہیں۔ رشتہ دار بھی بچپن میں مجھے اچھا نہیں سمجھتے تھے۔

جب میں سکول میں داخل ہوا تو دوسرے لڑکے جو سکول میں پڑھتے تھے مجھے تنگ کرتے تھے' مارتے تھے۔ لہٰذا سارا دن میں سکول میں خوف زدہ بیٹھا رہتا۔ کبھی خود ہی رونے لگ جاتا۔ اور کبھی بالکل چپ سادھ لیتا۔ بہت حساس طبیعت کا مالک ہوں۔پانچ جماعتیں پڑھنے کے بعد ہائی سکول میں گیا تو وہ ایک گندا سرکاری سکول تھا۔

چپ چاپ کمزور' احساس کمتری کا شکار' خوف زدہ انسان تھا۔ لہٰذا وہ مجھے ناجائز تنگ کرتے اور غلط نظر سے دیکھتے تھے۔ اللہ اللہ کر کے میٹرک پاس

کی۔ آپ یقین کریں پہلی جماعت سے دسویں جماعت تک پریشان رہا۔ اور میرے دل میں خوف بیٹھ گیا۔ گھر میں پریشانی' لڑائی جھگڑے' احساس محرومی' باہر کے آدمیوں سے خوف آنے لگا' پڑھنے سے خوف جو ایک تناور درخت بن چکا ہے۔ پتا نہیں کیسے کالج میں داخلہ لیا تو ایک حد تک آزادی دیکھی۔ تازہ ہوا دیکھی' اور کچھ اپنے آپ میں تبدیلی محسوس کی۔ تھوڑی سی خود اعتمادی میں اضافہ ہوا لیکن دل میں خوف بسا رہا۔ چار سال کالج میں گزارے۔ کافی حد تک خود اعتمادی پیدا ہوئی لیکن پریشان مسلسل رہا۔ اب میں نے بی کام II کے پیپر دئے ہوئے ہیں۔ آج کل بہت زیادہ پریشان ہوں۔ دل مٹھی میں بند رہتا ہے۔ ۲۴ گھنٹے خوف زدہ رہتا ہوں۔ احساس کمتری کا شدید شکار ہوں۔ کام کرنے کو دل نہیں کرتا۔ انجانا سا خوف رہتا ہے۔ مالی حالت بھی ٹھیک نہیں ہے۔ گھر والے چھوٹے چھوٹے طعنے دیتے ہیں۔ جو کہنا چاہتا ہوں وہ کہہ نہیں سکتا۔ زبان بھی میری ٹھیک نہیں ہے۔ بہت تیزی سے بولتا ہوں۔ اکثر شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔

آج کل میرا ایمان کافی حد تک مضبوط ہے۔ اللہ تعالی پر پورا اعتقاد ہے۔ نمازیں پوری پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ دل میں کچھ کرنے کی تمنا ہے۔ کوئی نیک کام کرنا چاہتا ہوں۔ روپے کی آرزو نہیں۔ نیک بندوں میں نام پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ کی راہ میں شہید ہونا چاہتا ہوں۔ اکثر چپ رہتا ہوں۔ سوچتا رہتا ہوں۔ محلے میں بڑی عزت ہے۔ لوگ عزت کرتے ہیں۔ کسی سے فالتو بات نہیں کرتا۔ دوست بہت کم ہیں۔ اپنے آپ میں رہتا ہوں۔ منزل مقصود کی تلاش ہے۔ لیکن آگے اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔

زیادہ پریشانی' خود کشی کے خیالات' ذہن میں آتے ہیں' لیکن فوراً معافی مانگ لیتا ہوں۔

کیا آپ مجھے حوصلہ دے سکتے ہیں۔ میری مدد کر سکتے ہیں۔ مجھے خدا کی حکمت کے بارے میں بتا سکتے ہیں۔ اگر وقت ہو تو جواب سے ضرور نوازیں۔ شکریہ۔

والسلام

ندیم

السلام علیکم

آپ میں احساس کمتری نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ علم تھوڑا اور تجربہ زیادہ۔ آپ اپنے آپ کو مظلوم اور محروم ثابت کر رہے ہیں لیکن اس بات پر غور نہیں کر رہے کہ آپ نے بزرگوں کا کہنا اکثر نہیں مانا جس کی وجہ سے آپ کے دل میں اس طرح کی کیفیات پیدا ہوتی ہیں۔ آپ والدین کے ساتھ' بہن بھائیوں کے ساتھ اپنے تعلقات خوشگوار بنا لیں۔ باقی آپ کے ارادے' اللہ کی راہ میں کوئی کام کرنے کے لئے آپ کی خواہش بہت نیک اور سعید ہے۔ اس کے لئے ابھی تھوڑا صبر کریں۔ آپ یہ سوچو کہ آج تک کون سا ایسا آدمی ہو گا جس کی اطاعت آپ کریں گے۔ اطاعت کیے بغیر مشکل راستوں پر چلنا مزید مشکل ہو جاتا ہے۔ استادوں کا حکم نہ مانا جائے تو علم کہاں سے ملے گا؟ اللہ کے راستوں پر چلنے کے لئے مشائخ کا حکم ماننا پڑتا ہے۔ مشائخ سے راستے لینے کے لئے ان کا اطاعت کرنا پڑتی ہے۔ آپ خود ساختہ راستوں پر چلنے کی کوشش نہ کریں۔ پہلے کسی حکم دینے والے سے حکم لیں۔ ماں باپ' استاد' شیخ یا کوئی بزرگ۔ آپ میری بات سمجھ رہے ہیں؟ ایک ایسا انسان تلاش کریں جو آپ سے زیادہ علم رکھتا ہو اور جس کا حکم ماننے کے لئے آپ تیار ہوں۔ ــــــ اگر ایسا آدمی میسر آتا ہے تو راستہ طے ہو گا ورنہ سفر بھی ہوتا جائے گا' خوف بھی طاری ہوتا رہے گا اور بد دلی بھی

قائم رہے گی۔ ایک راہنما کا ہونا اشد ضروری ہے۔ راہنما صاحب امر ہوتا ہے اور اطاعت امیر سے راستے طے ہوتے ہیں۔ بی کام میں پاس ہونے کے لئے دعا۔ اس کے بعد آپ ایم بی اے کریں گے یا سروس؟

والسلام

واصف علی واصف



محترم جناب واصف صاحب

السلام علیکم

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ ۱۸ نومبر کے نوائے وقت میں آپ کا مضمون پڑھا۔ میں تو آپ کے اس مضمون پر کوئی تبصرہ نہیں کرتا کیونکہ میرے اندر کے انسان کو آپ کے اس مضمون "حقوق" نے جگا دیا۔ میں نے وادی کاغان کے اندر اسی نام سے ایک تنظیم بنائی ہے لیکن میری سوچ کچھ مختلف تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر انسان کی رہنمائی خود فرماتا ہے خواہ کسی بھی صورت میں ہو۔ میرا یقین و ایمان ہے کہ اگر انسان سچے دل اور پر خلوص جذبے کے ساتھ کوئی کام کرتا ہے تو اس میں جو بھی رکاوٹ پیش آتی ہے تو خود وہ ذات پاک اس کی رہنمائی کے ذرائع پیدا کر دیتی ہے اور اس کے راستے کی ہر ٹھوکر ٹوٹ کر پاش پاش ہو جاتی ہے اس لئے کہ جذبے مر کر بھی امر رہتے ہیں۔ جذبے سچے ہونے چاہئیں۔ میں سوچتا ہوں کہ آپ جیسے لوگ اس معاشرے کے اندر موجود ہیں تو ہم نوجوانوں کی رہنمائی ہوتی رہے گی۔ جس کام کو ہم آگے لے کر چلیں گے وہ آپ کی رہنمائی سے منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے۔

میری آپ سے گزارش ہے اور دل کی آواز بھی ہے کہ ہماری رہنمائی فرمائیں۔ ہم آپ کے اس پیغام کو آگے بڑھانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے تاکہ ہمارے معاشرے کے اندر سے نا انصافیوں اور حقوق تلفیوں کا ازالہ ہو جائے اور ہمارا پاکستان امن و محبت کا گہوارہ بن جائے۔

دعا گو

شجاعت علی

عزیز گرامی شجاعت علی صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ آپ کی تنظیم' آپ کے احساس اور آپ کے جذبات کے متعلق جان کر مسرت ہوئی کہ آپ میں تازہ خون' نئے ولولوں کے ساتھ' پرانی قدروں کو زندہ کرنے کے عزائم کے ساتھ جوش مار رہا ہے۔

خدا آپ کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ وفا اور ضمیر کے مطابق سلوک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بس ایک نصیحت یاد رکھیں۔ کسی کے اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچنے پائے۔ جو لوگ آپ کے ساتھ آپ کی تنظیم میں وابستہ ہوں ان کی قدر کریں' ان لوگوں کو ساتھ رکھیں بلکہ ان کے ساتھ رہیں' بزرگوں سے راہنمائی حاصل کرتے رہیں۔ نیکی کا خیال بڑی بات

ہے اور نیک عمل کا جذبہ اور نیک عمل کی توفیق' یہ سب اللہ تعالیٰ کے انعامات سے ہے۔

جب اللہ کسی پر مہربان ہوتا ہے تو اس میں نیکی کا شعور پیدا کرتا ہے۔ اس میں انسان کا اپنا کمال نہیں' یہ سب عطا ہے۔ بہت بڑا عمل اپنی جگہ پر' چھوٹی چھوٹی نیکی اور چھوٹے چھوٹے نیک کام بڑی بات ہے۔ آپ تو جانتے ہیں کہ پہاڑ کی بلند چوٹیاں چھوٹے چھوٹے قدموں کے ساتھ سر کر لی جاتی ہیں۔ پرواز کی ضرورت نہیں' عزم و ارادے کی بات ہے۔ تنظیم بنانا کوئی مشکل بات نہیں۔ تنظیم چلانا بھی مشکل نہیں ہے ——— تنظیم میں پرانے ساتھیوں کو ساتھ رکھنا مشکل ہے اس کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔ پرانے ساتھیوں کا جدا ہو جانا کسی تنظیم کے لئے Warning کا کام کرتا ہے۔ آپ اپنے محاذ پر ڈٹے رہو۔ آپ کو جس طرح کے تعاون کی ضرورت ہو گی ہم تعاون کریں گے۔ خط لکھنے کا شکریہ۔

والسلام

واصف علی واصف



واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

آپ کا مضمون "آدھا راستہ" پڑھا۔ چونکہ رابطہ کے لئے پوسٹ بکس نمبر دیا گیا تھا اس لئے آپ سے براہ راست خطاب کرنے کا موقع پیدا ہو گیا۔ نوائے وقت میں آپ کے چھپنے والے مضامین ہمیشہ دلچسپی سے پڑھتا رہا ہوں۔ جداگانہ طرز تحریر اور طرز فکر کے حامل وہ مضامین قابل صد ستائش ہیں لیکن آج کا تازہ مضمون کچھ مزید جداگانہ انداز لئے ہوئے ہے۔ اس میں دعوت فکر بھی اور دعوت عمل بھی۔ منزل کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ "آدھے راستے" کے مسافروں کو جگانے اور پھر سے آمادہ سفر کی بات کی گئی ہے۔ ان میں باہمی احترام کا جذبہ پیدا کرنے کی بات کی گئی ہے تاکہ کارواں پھر سے رواں ہو جائے۔ اس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ذوق سفر پیدا کرنا قیادت کا فرض ہے قائد کو چاہیئے کہ وہ قوم میں بیداری کی روح پھونک دے۔ کاش ایسا ہوتا کہ اس قوم کا کوئی صحیح معنی میں قائد ہوتا۔ عرصہ دراز سے یہ قوم کسی صحیح قائد سے محروم ہے۔ وہ نہ صرف محروم ہے بلکہ اس کی پہچان سے بھی عاری ہے۔ موجود قائدین نہ صرف اقتدار کے بھوکے ہیں بلکہ اس کے حصول کے لئے ہر گندے سے گندہ فعل کر گزرنے میں بھی انہیں کوئی عار نہیں۔ اس کے بعد ان سے کسی خیر کی توقع چہ معنی دارد؟ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آرہا ہے۔ آپ ایسے حضرت کی تحریروں سے کچھ روشنی کی کرنیں نظر آتی ہیں مگر اس گھٹا ٹوپ اندھیروں میں روشنی کی یہ چند کرنیں کتنی جگمگاہٹ پیدا کر سکتی ہیں وہ اپنی جگہ واضح ہے۔ اسی لئے ہر غور و فکر کرنے والا شخص حیران و پریشان ہے کہ کیا کرے اور کدھر جائے۔ جب قومیں اپنی منزل کھوتی اور اپنے مقاصد بھول جاتی ہیں تو اس کا بحیثیت قوم زندہ رہنا ممکن نہیں رہتا۔ ان ہی حالات سے ہم بحیثیت قوم دو چار ہیں۔ البتہ درد دل اور حالات سے آگاہی رکھنے والے حضرات بہت فکر مند ہیں۔ انہیں کوئی رستہ سجھائی نہیں دیتا۔ ارد گرد کے ماحول میں کوئی ایسا گروہ نظر نہیں آتا جو قوم کو اس منجدھار سے نکال سکے۔ خواہ اس کا تعلق دینی

جماعت سے ہو یا سیاسی جماعت سے۔ ایسے عالم میں سوچنے سمجھنے والے افراد کا پریشان ہونا لازم و ملزوم ہے۔

جہاں تک ابلاغ عامہ کا معاملہ ہے خواہ اس کا تعلق حکومتی اداروں سے ہے یا غیر حکومتی اداروں سے وہ سب کے سب قوم کے ذہنوں میں انتشار پیدا کرنے میں مصروف ہیں پھر عوام الناس سے کیسے توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ ان کے چنگل سے نکل سکیں گے۔ میں تو یہ سوچتا ہوں کہ آپ ایسے حضرات کے مضامین کیسے چھپ جاتے ہیں۔ بظاہر تو وہ اس کے روادار نہیں نظرا آتے۔ آپ ایسے حضرات کی شخصیتیں آڑے آتی ہوں گی یا کاروباری ضرورت۔ بقول آپ ہی کے کاذبین اور منافقین سے کسی خیر کی توقع رکھنا غلط بات ہے۔ اس لئے موجودہ قائدین سے توقع رکھنا کہ وہ قوم کے اندر ذوق سفر پیدا کریں گے ممکن نہیں۔

آپ کا یہ فرمانا کہ "ملک خدا کا ہے۔ خدا کے رسولؐ کا ہے انہی کی منشاء کے مطابق چلنا چاہیے" اس سے صحیح اور سچی بات کوئی اور نہیں ہو سکتی۔ اسی کی تمنا لئے ہوئے لوگوں کے پینتالیس سال گزر گئے ہیں لیکن بات ہنوز روز اول والی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ قدم آگے بڑھنے کی بجائے پینتالیس سال پیچھے چلے گئے ہیں تو مبالغہ نہ ہو گا۔ اسی لئے گزارش ہے کہ فکر کی منزل سے نکل کر عمل کی منزل کی طرف قدم بڑھائیں، راہ متعین کریں تاکہ قافلہ اپنی صحیح سمت اور صحیح منزل کی طرف رواں دواں ہو۔

فقط والسلام

محمد یونس

محمد یونس صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ آپ کو لمبا چوڑا جواب دینے کی بجائے آپ سے ملاقات کی صورت نکلنا چاہئے۔ میں اپنا فون نمبر بھیج رہا ہوں اس پر نماز

مغرب کے بعد رابطہ کریں۔ اللہ کرے کسی صحت مند عمل کی راہ نکل آئے۔

آپ کا خط ہر لحاظ سے خوبصورت تھا۔ خوبصورت خیال' خوبصورت پیرایہ اور طرز تحریر اور کتابت بھی خوبصورت۔ باقی تفصیلات ملاقات پر۔

والسلام

واصف علی واصف



مکرمی جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

بعد آداب کے آپ کی خیریت و عافیت کی دعا کرتے ہوئے عرض ہے کہ آپ کے قیمتی وقت سے کچھ وقت کا طالب ہوں تاکہ آپ منسلکہ جوابی لفافے کے ذریعے مندرجہ ذیل سوالات کے صحیح جوابات سے اس عاجز کو نواز سکیں۔

(۱) ہمارے خالق نے سورہ یسین میں اس کی اجازت سے کسی کی سفارش کا ذکر فرمایا ہے۔ کیا فی الواقع ایسی کوئی سفارش دستیاب ہے؟

(۲) پہلے سپارہ میں والتقوا یوما لا تجزی نفسا عن نفس والی آیت میں کسی سفارش وغیرہ کی نفی کر دی گئی ہے۔ کیا اس کے باوجود کوئی سفارش میسر ہے؟

(۳) قرآن عظیم میں کچھ حروف مقطعات استعمال ہوئے ہیں۔ مگر ترجمہ والے قرآن مجید میں ان کا ترجمہ نہیں ملتا۔ اگر ان الفاظ کا کوئی ترجمہ آپ کے علم میں ہے تو سب الفاظ کا ترجمہ بھیج کر ممنون فرماویں۔ آپکی شفقت کا شدت سے انتظار رہے گا۔

زیادہ آداب

احقر، لطف اللہ

محترمی لطف اللہ صاحب

السلام علیکم

(۱) فی الواقع ہر دور میں سفارش دستیاب ہوتی ہے۔

(۲) اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس دن سے ڈرو جس دن سفارش نہیں چلے گی۔ یعنی اس دن کے علاوہ سفارش کا امکان ہے۔ سفارش کیا ہے؟ دعا! کیا آپ دعا کی افادیت سے منکر ہیں؟ کیا ماں کی دعا اولاد کی بد اعمالیوں کے باوجود اولاد کے لئے سفارش کا درجہ نہیں رکھتی؟

(۳) کیا رحمت کا مقصد انسان کو اس کے اعمال کی عبرت سے بچانا نہیں اگر صرف انصاف ہی ہونا ہے تو پھر رحمت کسے کہتے ہیں؟ کیا حضور اکرمؐ رحمت عالم نہیں ہیں؟ کیا وہ لوگ جو کافر تھے کلمہ پڑھ کر حضورؐ کے سائے میں نہیں آئے؟ صحابہ کرام نہیں کہلائے؟ کیا ان کے لئے بخشش کی بشارت نہیں ہے؟ حضورؐ کی نگاہ نے گناہگاروں کو مقبول بنا دیا۔ کیا حضورؐ کی رحمت اس دور کے انسانوں کے لئے نہیں ہے۔ کیا اللہ کی

رحمت حاصل کرنے کا اس دور میں کوئی انتظام موجود نہیں ہو گا۔ اگر نہیں تو یہ دور رحمت سے خالی ہو گا اور ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا۔

یہ ضروری نہیں کہ آپ کسی پیشہ ور پیر کے پاس ذلیل و خوار ہوتے پھرو۔ لیکن یہ بہت ضروری ہے کہ آپ کسی ایسے انسان کی تلاش جاری رکھیں جو آپ کو اعمال کے چنگل سے آزاد کرائے' آپ کو روشنی کا راستہ دکھائے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ اس کی رحمت اس کے غضب سے بھی زیادہ ہے۔ اللہ کی رحمت کیا ہے؟ کیا اللہ لوگوں کے گناہ معاف نہیں کر سکتا؟ کیا معاف کئے ہوئے گناہ کو نیکیوں میں نہیں بدل سکتا؟ کیا اللہ کے دوست ہوتے ہیں؟ اگر ہوتے ہیں تو ان کا فنکشن کیا ہے؟ سفارش کسی نا اہل کو مرتبہ دلانے کا نام نہیں' سفارش سے مراد نااہل کے اندر اہلیت پیدا کرنے کا شعور ہے۔ اسی شعور کو بیدار کرنے کے لئے اللہ کے بندے کام کرتے رہتے ہیں اور اس کام کو سفارش بولتے ہیں۔

توبہ کرنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ کیا توبہ کرنا سفارش نہیں ہے؟ آپ گھبرائیں نہیں اللہ خود ہی سفارشی پیدا کرتا ہے۔ خود ہی دعائیں منظور فرماتا ہے اور خود سفارش کو قانون بننے سے روکنے کے لئے کہا ہے کہ اس دن سفارش کام نہیں آئے گی۔ اگر اللہ چاہے تو آپ کے لئے آپ کے ماں باپ کی دعا سفارش کا کام کرے اور اگر اللہ نہ چاہے تو کوئی سفارش کام نہ آئے۔ اصل بات اللہ کی ہے۔ وہ جو چاہے کرتا ہے

اور اپنے ارادے پر غالب ہے۔ آپ سفارش کو مانو' لیکن سفارش پر بھروسہ کئے بغیر اپنے عمل کی اصلاح کرتے جاؤ۔ دنیا میں ہونے والے بے شمار واقعات دعاؤں کے سہارے ہو رہے ہیں یعنی سفارشوں کے ساتھ ہی ہو رہے ہیں۔ اور بے شمار واقعات دعاؤں کے بغیر ہو رہے ہیں یعنی سفارشوں کے بغیر ہو رہے ہیں اور کچھ واقعات ایسے ہیں کہ دعاؤں کے باوجود بھی وہاں دعا کارگر نہیں ہوتی۔ ایسا کیوں ہے؟ یہ اللہ کی مرضی ہے۔

رہا مقطعات کا سوال' کسی مستند عارف نے ان پر وضاحت نہیں کی۔ انہیں مقطعات ہی رہنے دو۔ یہ محب اور محبوب کے درمیان راز ہے۔ اس میں دخل دینے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر اس کی وضاحت منظور ہوتی تو ان کی ضرورت ہی کیا تھی؟ سربستہ' سربستہ ہی رہے۔

والسلام

واصف علی واصف



جناب محترم واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

واصف شہر لاہور میں تم ہو کیسی رت جگائے
خود کو ڈھونڈن شہر میں نکلو شہر جنگل بن جائے

اونچی نیچی ذات کی اینٹیں محل نہ بننے پائے
محل بنے تو محل میں رہو اب خواب نہ بننے پائے

والسلام
ظہور فقیر

ظہورفقیر کی بات ہے اپنے من کی بات
سب فقیر الست ہیں سب کی ایک ہی ذات
دنیا کے طوفان میں سچ ہے کس کے ہات
جیسا جس کا بیج ہے ویسے ڈال اور پات

پریم سلامت مانگیو پریتم کا ہو سات
واصف کہے ظہور سے سنی ہے تیری بات

والسلام
واصف علی واصف



مخدومی جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

آپ مرد حق آگاہ ہیں۔ درویش، خدا مست ہیں۔ سلام مسنون۔ نوائے وقت میں کبھی آپ کی تحریر پڑھتا ہوں۔ آپ کے ہاتھ چومنے کو دل چاہتا ہے۔ میں دو سال سے زائد عرصہ لاہور مقیم رہا، بسلسلہ ملازمت۔ کاش آپ کا چہرہ انور دیکھ سکتا۔ وجیہہ السیما عرفانی میاں عبدالرشید، سید متین ہاشمی، رفیق اعلی کے جانب چلے گئے ہیں ان کی زیارت بھی نہ کر سکا۔ آپ والذین آمنوا حب اللّٰہ کی تصویر ہیں۔ اللہ سبحانہ تعالی اور افضل الانبیاء سلطان المرسلین کا خاص کرم آپ پر ہے۔ اللہ رب غفور آپ کے درجات بلند کرے۔ عرفان حق مزید نصیب ہو۔ میں سراپا خطا، بال بال گناہ، غرق معصیت، عرق عدوان ہوں۔ دعائے خیر کا محتاج ہوں۔ آپ جیسے اتقیاء کے صدقے رب رحیم مجھ پر رحم کرے۔

والسلام
محمد اسلم

محمد اسلم صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ بس! اس پر کچھ تبصرہ نہیں کرنا چاہتا۔ جو کچھ ہم نے اپنے ساتھ کیا' اس کے لئے استغفراللہ اور جو کچھ اس نے ہمارے ساتھ کیا' اس کے لئے الحمد للہ۔ یہی وظیفہ رہا ہے کہ استغفراللہ' الحمد للہ۔ آپ سے انشاء اللہ تعالی ملاقات ہو گی۔ میں دعا کرتا ہوں کہ یہ خواہش بھی حسرت نہ بن جائے۔ اللہ اس کا جلد انتظام کرے۔ آمین۔ آپ دعا کیا کریں۔ آپ کے ذمہ ایک بڑا کام ہے۔ آپ جہاں بیٹھے ہیں وہاں صاف رہ کر بیٹھے رہنا ہی بڑی بات ہے۔ یہ اس کا فضل ہے۔ باقی اس کے اپنے رنگ ہیں۔ کہیں گویائی عطا کرتا ہے' کہیں سماعت سے نوازتا ہے' کہیں حسن دولت سے مالا مال کرتا ہے' کہیں سرمایہ عشق سے لازوال کرتا ہے۔ سارے رنگ اس کے اپنے رنگ ہیں۔ آپ اس کی شان کے جلوے دیکھتے جاؤ۔ اللہ آپ کو مزید کچھ دکھائے گا۔ میری باقی کتابیں یعنی

کرن کرن سورج (نثرپارے)

دل دریا سمندر (مضامین)

قطرہ قطرہ قلزم (مضامین)

شب چراغ (شاعری)
آپ کی نظر سے گزر چکی ہونی چاہئیں اور کالم کا یہ سلسلہ بھی ۲ ستمبر ۱۹۹۱ء سے ہفتہ وار باقاعدگی سے تا حال چل رہا ہے۔ آپ کے خط کا شکریہ۔
آپ نے تار ہلا دیئے۔ خدا آپ کی تار ملا دے۔ (آمین)

والسلام
واصف علی واصف



محترم جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

اللہ کرے آپ راضی خوشی ہوں۔

آپ سے پہلی دفعہ غائبانہ طور پر میرا تعارف اس وقت ہوا تھا جب میں بالکل نوعمر تھا۔ یہ کئی سال کی بات ہے، تب آپ اپنے کالموں کے موجودہ سلسلے سے پہلے نوائے وقت میں کالم لکھا کرتے تھے۔ میرے بھائی جان نے مجھے کہا تھا کہ واصف علی واصف صاحب کا کالم ضرور پڑھا کرو۔ چنانچہ میں پڑھتا رہا۔ پھر آپ کے کالموں کا سلسلہ اچانک ختم ہو گیا۔ اب عرصہ دراز کے بعد دوبارہ آپ کے کالم "نوائے وقت" میں پڑھنے کو مل رہے ہیں۔ آپ کی مہربانی، شکریہ!

میں ایک دیہاتی طالب علم ہوں، حصول علم کے لئے کئی سالوں سے لاہور میں مقیم ہوں۔ اپنے گاؤں والوں کی نظروں میں بہت پڑھ لکھ گیا ہوں مگر میں خود ابھی تک شہر والوں

کے علم و دانش سے مرعوب پھر رہا ہوں۔ چاہتا ہوں کہ میں بھی صحیح معنوں میں پڑھا لکھا آدمی بن جاؤں۔ جو کتاب ہاتھ لگتی ہے' پڑھ ڈالتا ہوں' مگر بات بنائے نہیں بن رہی۔ چیزوں کے بارے میں ذہن واضح نہیں ہو رہا۔

آپ سے پہلے تعارف کا ذکر کر چکا ہوں۔ دوسرا تعارف اشفاق احمد صاحب کے ایک اخباری انٹرویو کے ذریعے ہوا' جس میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ وہ واصف علی واصف کے علم سے بے حد متاثر ہیں جب کہ میں اشفاق احمد صاحب کی بات کو بہت معتبر سمجھتا ہوں۔

آپ سے میرا تیسرا تعارف "شہاب نامہ" کے ذریعے ہوا جس کے پیش لفظ میں شہاب صاحب نے اپنے قریبی دوستوں کی فہرست میں آپ کا نام درج کیا ہے اور دس پندرہ آدمیوں کے ناموں میں صرف آپ کے نام کے ساتھ انہوں نے "صاحب" کا لاحقہ درج کیا ہے۔

یوں آپ پر میرا اعتبار گہرا ہو گیا ہے۔ شروع شروع میں مجھے آپ کی تحریریں بہت سادہ سی لگتی تھیں۔ سیدھا سادہ اسلوب بیان اور آسان آسان الفاظ' مگر اب کچھ بڑا ہو گیا ہوں تو ایسے سادہ اسلوب بیان کا دلدادہ ہو گیا ہوں۔ میں کچھ مبالغہ نہیں کر رہا کہ آپ کی تحریر کے ایک ایک لفظ میں ایک جہان معنی پوشیدہ نظر آتا ہے۔

آمدم برسر مطلب! آپ کو زحمت دینے سے میرا مقصود آپ سے راہنمائی حاصل کرنا ہے۔ میری خواہش ہے کہ میں صحیح معنوں میں ایک پڑھا لکھا آدمی بنوں۔ بالکل آپ کی طرح کا' اشفاق احمد صاحب کی طرح کا اور قدرت اللہ شہاب صاحب کی طرح کا۔

آپ ازراہ کرم میری راہنمائی فرمائیں' اس امر میں کہ میں کس انداز سے مطالعہ کروں اور کون کون سے کتابیں پڑھوں کہ میں واقعتاً" ایک پڑھا لکھا آدمی بن جاؤں۔ میں یہ بھی جاننا چاہتا ہوں کہ پڑھے لکھے آدمی کی صحیح تعریف کیا ہے؟

مجھے احساس ہے کہ آپ کا وقت قیمتی ہے' مگر پھر بھی پر امید ہوں کہ آپ مجھ پر اپنی عنایت کریں گے۔

والسلام

محمد افضل

مکرمی احسن صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ آپ کیا پوچھ رہے ہیں؟ آپ بڑا آدمی بننا چاہتے ہو۔ کچھ آدمیوں کی طرح ؟ کیا بڑے آدمی اور آدمیوں کی طرح ہوتے ہیں؟ علم میں بڑا آدمی وہ ہے جو خود غور کرے۔ علم تقلید سے نہیں تحقیق سے ملتا ہے۔ آپ محبت کرنے کا علم سیکھ کر محبت نہیں کر سکتے۔ محبت ہو گئی تو محبت ہو جائے گی۔ اور پھر آپ محبت کے بیان کو اور اپنے کہے ہوئے بیان کا علم کہو گے۔ علم واردات کا نام ہے' جو وارد ہو۔ علم کیفیت کا نام ہے جو طاری ہو۔ یہ نہیں کہ فلاں آدمی کی فلاں بات سے خوشی ہوئی۔ یہ درباری لوگوں کی بات ہے۔ آپ شہنشاہوں کے قرب کا علم سیکھو۔ درباریوں کا علم نہ سیکھو۔ آپ محبت کرو۔ محبوبؐ کا ذکر کرو۔ اگر آپ کو محبوب نے پسند فرمایا تو علم کی بارش ہو جائے گی۔ ورنہ کہاں تک پڑھو گے ---- ؟ انسان آگاہ راز نہیں ہو سکتا۔ آگاہ راز بنانے والی نگاہ یار ہے۔ وہ کسی علم سے نہیں نصیب سے میسر آتی ہے۔

خدا تجھے تمہارے ساتھ متعارف کرائے۔ کیونکہ اصل علم کا خزانہ تمہارے اپنے ہی من کے اندر مخفی ہے۔ باقی کچھ باتیں ایسی ہیں کہ خط میں بیان کرنا منع ہے جو روبرو ہوں گی۔ اگر کبھی ملاقات ہوئی تو ----

اب بتاؤ آپ کس قسم کے بڑے آدمی بننا چاہتے ہیں ---- ؟
عطار، رومی، رازی یا غزالی ---- یا پھر اقبال ---- یا پھر پیر رومی؟ اور یہ ممکن نہیں ہے جب تک آہ سحرگاہی میسر نہ ہو۔

اب آپ خود ہی سوچو کہ کس سلسلے سے جا ملی کس سلسلے کی بات ---- ؟ بس یہی ہے قابل غور ---- باقی پھر کبھی ----

والسلام

واصف علی واصف



عالی مرتبت جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

میری آپ سے مختصر سی ملاقات سہی۔ کچھ ذہن کے دریچے آپ کی تصنیف "دل دریا سمندر" کے مطالعے سے کھلے، کچھ آپ کی ملاقات نے جلا بخشی اور یوں، نظر وہی ہے اور مناظر بھی وہی ہیں ---- مگر معیار نظر بدل گیا، سوچ کا کینوس کشادہ ہو گیا۔ برداشت میں قوت پیدا ہوئی۔ خود سے آگہی حاصل ہوئی۔ نعمت خداوندی کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوا۔ شکر بجا لانے کی توفیق نصیب ہوئی۔ نا امیدی کا ساتھ چھوٹ گیا۔ اور قناعت کا مفہوم سمجھ میں آیا۔

آپ نے مجھ سے فرمایا تھا "اب آپ وہیں ٹھہر جائیں جہاں موجود ہیں، تاکہ پیچھے آنے والے منزل دریافت کر سکیں" گو کہ میرے لئے باعث توقیر ہے مگر میرے لئے یہ

ضروری تھا کہ آپ سے چند ملاقاتوں کا سرمایہ سمیٹ لاتا۔ انداز و اطوار کو مشعل راہ بناتا ----۔ خیر انشاء اللہ تعالیٰ فیض تو جاری رہے گا۔

مجھے یاد آیا' میں نے آپ کے متعلق سلطان محمود آشفتہ سے نہیں پوچھا تھا۔ کسی اور سے معلوم کیا تھا۔ جب آپ سے ملاقات ہوئی تھی تو میرے ذہن میں یہی تھا ---- بہر حال غلطی ہو گئی۔

میں انہی دنوں دوبارہ لاہور آیا۔ مصروفیت کے باعث ملاقات سے محروم رہا۔ عجلت میں ملاقات کا مزہ بھی نہیں آتا۔

"کرن کرن سورج" میں آپ نے بڑے "گرُ" کی بات بتائی تھی کہ سوال میں ہی جواب پوشیدہ ہوتا ہے۔ جیسے "خوش نصیب انسان وہ ہے جو اپنے نصیب پر خوش رہے"۔ کرن کرن سورج بھی برجستہ فقروں اور پختہ دلائل پر مبنی "شہکار" ہے۔ صاحبان نظر اور تشنگان علم' دونوں کے لئے کیمیا ہے۔ حسب روایت دوبارہ پڑھنے کا عمل باقی ہے' بعد میں دیگر کتابوں سے اکتساب کا مرحلہ شروع ہو گا۔ توفیق نصیب ہوئی تو انشاء اللہ خود حاضر ہو کر اپنے درس فیض کے لئے مطلع کروں گا کہ میں کہاں تک پہنچا۔

یہاں دوستوں کو آپ سے متعارف کرایا۔ "دل دریا سمندر" کے نسخے مل گئے۔ اچھا ہے لوگوں کی سوچ اور فکر کا انداز بدلے گا۔ بات آگے بڑھے گی۔ لگے بندھے ٹکسالی ملاؤں کے جبہ و دستار نے لوگوں کو متنفر کر کے رکھ دیا ہے۔ اب لوگ ذرا سا Change چاہتے ہیں۔

امید ہے آپ مع اہل خانہ بخیریت ہوں گے۔ میری جانب سے درجہ بدرجہ سلام و دعا

اطاعت کیش

فصیح الدین

فصیح الدین صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ خوبصورت خط ہے۔

آپ تو بہت کام کے آدمی ہیں۔ کتنی اچھی باتیں کیں آپ نے۔ سب کرشمے طلب صادق کے ہیں۔ سب عجائبات اپنے عشق کے ہیں۔ سب میلے اپنے ہی دم سے ہیں۔ یہ سب ہنگامے اپنے ہونے سے ہیں۔ زندگی بھر تلاش کا سفر رہتا ہے اور زندگی کے بعد حاصل کا سفر شروع ہوتا ہے۔

جن کی تلاش صادق نہیں' جن کے جذبے مخلص نہیں یا یوں کہیں جن کی نیت صادق نہیں انہیں زندگی کے بعد کسی حاصل کا کیا انتظار ہو گا۔ وہ لوگ تو زندگی ہی میں عبرت کا سفر کر رہے ہیں۔ ہم نے کچھ حاصل نہیں کرنا صرف تلاش کو صادق بنانا ہے' ذوق کو مخلص اور جذبوں کو سچا۔ کسی ایک صادق سے وفا تمام صداقت سے وفا ہے اور صداقت کا وفادار صداقت کا حصہ ہے۔ حق اسی کا ہے جو حق دے۔ یہ میلہ دیکھنے والے کا ہے خواہ وہ اکیلا ہی کیوں نہ ہو۔ اپنے قریب سے ہی دور کے راستے شروع ہوتے ہیں۔ جس طرح کہا گیا کہ "دور رہنے والے سورج سے رابطہ' قریب کی دھوپ سے"۔ آپ خوش رہا کرو بلکہ

خوش رکھا کرو۔

"دل دریا سمندر" تو آپ کے پاس پہلے بھی تھی جس پر آپ نے نشان لگائے ہوئے تھے۔ یہ کتاب جو میں نے آپ کو دی' یہ آپ اپنی بیگم کو دے دیں۔

بس اور کیا؟ سلامت رہو' خوش رہو۔ گلہ نہ کرو کسی کا بھی' کسی کے سامنے' کبھی بھی۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

اکثر جب آپ کی تخلیق پڑھتا ہوں تو میرے دل و دماغ پر ایک آواز گونجنا شروع ہو جاتی ہے کہ یہ دنیا اس وقت تک آباد رہے گی جب تک بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھانے والے اور درد دل والے لوگ اس دنیا میں موجود ہیں۔ میں نے ابھی تک آپ کی صرف دو کتابیں "دل دریا سمندر" اور "قطرہ قطرہ قلزم" پڑھی ہیں۔

سننے میں آتا ہے کہ جب کسی کو کوئی نشہ لگ جائے تو پھر اس میں ڈوب جاتا ہے لیکن میں سوچتا ہوں کہ آپ کی کتابیں اور آپ کی تحریریں کسی نشے سے کم نہیں ہیں۔

انسان پڑھ کر ایک بار تو سب کچھ بھول جاتا ہے۔
حقیقت میں آپ کی تحریریں نا امید کو امید اور مایوسی کو آس میں تبدیل کر دیتی ہیں۔
ایسے میں مجھ سے رابطہ قائم ہونا میرے لئے نصیب بلکہ بڑے ہی نصیب کی بات ہو گی۔ شکریہ

والسلام
محمد معین الدین

عزیزم محمد معین الدین

السلام علیکم

آپ کا خط ملا' بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالی آپ کا شوق نیکی کے لئے' نیک علم اور نیک اعمال کے لئے قائم رکھے۔ موجد سے رابطہ تو اسی دن ہو جاتا ہے جب ایجاد سے تعارف ہو۔ کتاب کا پڑھنا مصنف کے دل و دماغ کو پڑھنا ہے۔ ہمیں بھی آپ کے خط سے اتنی ہی خوشی ہوئی جتنی شاید آپ کو میری کتاب سے ہوئی ہو گی۔ لکھنے والوں کو پڑھنے والوں کی اہمیت سے تعارف ہوتا ہے۔ بولنے کا کیا فائدہ' اگر کوئی سننے والا ہی نہ ہو اور حسن کا کیا فائدہ جب کوئی چاہنے والا ہی نہ ہو۔ اسی طرح آپ پڑھتے پڑھتے کسی دن لکھنے والے بن جائیں گے۔ یہ دعا بھی ہے اور آپ کا خط پڑھنے کے بعد آپ کے لئے اطلاع بھی ہے۔

خدا آپ کو ذوق و وجدان سے آگاہ کرے۔ کیونکہ وجدان سے آگاہ ہونا ہی راز سے آگاہ ہونا ہے اور راز سے آشنا ہونا قرب حقیقت کے سفر میں اک مقام ہے۔

اچھا آپ خوش رہو۔

والسلام

واصف علی واصف



محترم واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

آپ کو خط لکھنے کا کافی عرصہ سے سوچ رہا تھا۔ آج کچھ فراغت میسر آئی تو ایسا کر رہا ہوں۔ آپ کی کتاب "دل دریا سمندر" اس وقت پڑھی تھی جب پر آشوب عمر نئی نئی شروع ہوئی تھی۔ پھر انکشافات کی بہتات، مطالعہ و مشاہدہ میں تضاد، آشوب آگہی، آشوب زمانہ، بے یقینی، مل جل کر کئی محرکات نے زندگی اجیرن کر دی۔ مرنا، جینا معمول بن گیا۔

کچھ انہی دنوں ایک سوال باغی کر دیتا تھا کہ میں بار بار ناکام کیوں ہو جاتا ہوں۔ نصیب، قسمت، مقدر، تقدیر، یہ لفظ تو شروع سے مجھے زہر لگتے تھے لیکن جب آپ کا مضمون "کائنات اور کائنات" پڑھا اور خصوصاً ایک پیرا جس میں نصیب اور کوشش کو ماننے والے دو متفرق مزاج لوگوں کا ذکر ہوا۔ اور ایک جملے نے تو ہمیں پاگل کر دیا کہ "کامیاب کوششوں نے بڑی ویرانیاں چھوڑی ہیں" آپ کا مذکورہ مضمون پڑھ کر احساس ہوا کہ یہ زہر

تو میری زندگی کی رگوں میں دوڑ رہا ہے' تب ہی تو ناکامیوں کا سلسلہ ہے۔ ہر دوسرے دن یہ مضمون پڑھتا ہوں۔ پھر "الٰہی یا الٰہی" پڑھا تو یوں لگا کہ میری طرح کوئی اور بھی سوچتا ہے وگرنہ نعمتوں کی کمی کا ذکر کیا جائے تو مسلمان برا منا جاتے ہیں۔ حالانکہ خدا ایسی کائناتیں تخلیق کر سکتا ہے تو موجودہ کائنات' کے باعث انسان ایسی عظیم چیز' نعمتوں سے محروم کیوں' لیکن یہ لوگ کیا جانیں کہ یہ اتنا ہی سوچ سکتے ہیں۔

آج آپ کا مضمون "فطرت" پڑھا جو بالکل آپ کی فطرت کے برعکس تھا۔ خدا' رسولؐ کے حوالے اور کچھ واقعات کا ذکر اور بس' سوال یہ ہے بری فطرت کا خالق کون ہے اگر انسان کا خالق ہی بری فطرت کا خالق ہے تو اس میں انسان کا کیا قصور؟ اگر کوئی فطرت کے عین مطابق گناہ کرتا ہے تو اس میں پھر اس کا تو کوئی قصور نہ ہوا اور نہ اس کی فطرت کا تقاضا تھا۔

یہی نکتہ مجھے بالکل باغی کر دیتا ہے کہ خدا ایک طرف تو کہتا ہے میں ہر چیز پر قدرت رکھتا ہوں "کن" کہتا ہے "فیکون" ہو جاتا ہے۔ پھر یہ متفرق نظام کیوں' مساوی نظام کیوں نہیں؟ سیاہ' سفید' بادشاہ گدا' امیر' غریب' نصیب بے نصیب' ایسا کیوں ہے؟ یہ دنیا جہنم کیوں ہے۔

والسلام

شہزاد قریشی

شہزاد قریشی صاحب

السلام علیکم

آپ کے ناکام ہونے کی وجہ نہ نصیب ہے' نہ قسمت' نہ مقدر ہے نہ تقدیر۔ آپ کسی اچھے استاد سے محبت اور ادب کے ساتھ رابطہ

کرو اور جو وہ نصیحت کریں' اس کے مطابق کام شروع کردو۔ باقی رہی کائنات' جس کی کائنات ہے' وہ جیسے چاہے اپنی کائنات چلائے۔ تمہاری چھوٹی سی زندگی ہے اسے چلاؤ' اسے سمجھو' اسے مفید بناؤ۔ جس آدمی کو اپنے ذہن کی سمجھ نہ آئے وہ خالق کے ذہن کی کیا بات کر سکتا ہے؟ پہلے تم اپنی صورت حال دیکھو' صورت لیل و نہار بعد میں دیکھ لیں گے۔ اپنے آپ کو ناکام نہ کہو۔ ناکام وہ جو کوشش چھوڑ جائے' میدان سے بھاگ جائے۔ آپ میدان میں ڈٹ جاؤ اور کامیابی حاصل کرو چاہے پانچ ہزار سال بعد ملے۔ آپ کے لئے نصیحت یہ ہے کہ اللہ تعالی اور اللہ کے حبیبؐ کے ساتھ بے تکلف ہونے کی کوشش نہ کرو۔ اطاعت کرو' عبادت کرو۔ استاد کی اطاعت کرو اور اپنے ماں باپ کی اطاعت کرو۔ آپ کو کوئی تکلیف نہیں رہے گی۔ کچھ باتیں عمر کے ساتھ سمجھ آنا شروع ہوتی ہیں۔ ایک بچے کو یہ سمجھ نہیں آسکتی کہ شادی کیا ہے؟ حالانکہ وہ ہر روز دیکھتا رہتا ہے۔ جب بڑا ہو جاتا ہے تو وقت خود ہی سمجھا دیتا ہے۔ ابھی تم دنیا میں داخل ہی ہوئے ہو' جھگڑا شروع نہ کرو۔ کامیابی حاصل کرو اور اس جہان کی سیر کرو یعنی اسی کا مشاہدہ کرو۔ ماں باپ کی اطاعت کرو' اگر ماں باپ تمہیں بے وقوف نظر آئیں تب بھی اطاعت کرو۔

تم عقل کے راستے پر چلنے سے پہلے ادب' ایمان اور تابعداری کا راستہ اختیار کرو۔ جن لوگوں سے دعا لینی ہے' ان لوگوں کے ساتھ جھگڑا

نہ کرو۔ جو لوگ کامیاب ہوئے ان کے سامنے بھی یہی سوالات تھے کہ نصیب کیا ہے؟ اور مقدر کیا ہے؟ انہوں نے علم حاصل کیا' کامیابیاں حاصل کیں' ذریعہ معاش حاصل کیا فرصت کے اوقات حاصل کئے اور تحمل مزاجی کے ساتھ ان سوالوں کے جواب بھی حاصل کئے۔

کائنات کے راز دریافت کرنے سے پہلے ان لوگوں کی اطاعت کرو جو آپ کے بزرگ ہیں۔ خبردار! ماں باپ کے سامنے گستاخ نہ ہونا۔ استادوں کی عزت کرنا۔ اللہ سے سوالات کرنے کی بجائے تیاری کرو اس وقت کی جب اللہ تم سے سوال کرے گا کہ تم نے یہ کیا؟ کیوں کیا؟ یہ نہ کیا' تو کیوں نہ کیا؟

والسلام

واصف علی واصف



محترمی جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

بڑی مدت سے آپ کی تحریریں پڑھ رہا ہوں۔ متمنی تھا کہ آپ کو مل سکوں۔ نوائے وقت میں پتہ پڑھ کر بہت خوش ہوا چونکہ میری دیرینہ خواہش پوری ہو رہی تھی۔

حالانکہ "ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے"۔ جناب واصف صاحب میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں بلکہ آپ کے ذریعے "اس" سے ملنا چاہتا ہوں جسے میں شاید کبھی نہیں مل سکتا' میرے وہم و گمان کی دسترس سے باہر ہے' جہاں میرا تخیل محو پرواز نہیں رہ سکتا۔ لیکن میں ناکامیوں کو مقدر دیکھ کر بھی "اسے" تلاش کرنا چاہتا ہوں چونکہ ہجر و فراق کی آتش میں جل جانے کا نام ہی تو محبت ہے۔

بہت کچھ کہنا چاہتا ہوں' بہت کچھ سننا چاہتا ہوں۔ میں ابھی جوان ہوں۔ عمر تقریباً ۲۸ سال ہے۔ میں جوانی کی حشر سامانیاں اس کے نام کرنا چاہتا ہوں ۔ مجھے شدید پیاس محسوس ہو رہی ہے۔

میں ایسی شرابوں کے جام نوش کرنا چاہتا ہوں جو میری ہوش کو چھین کر مجھے "صاحب ہوش" بنا دیں۔ میرے اندر آگ لگی ہوئی ہے۔ میری عقل مجھے "قلب کی لذتوں" سے دور لئے جارہی ہے۔

اکثر اوقات "اس" کے نہ ہونے کا تصور میرے ایمان و یقین کی دھجیاں اڑا دیتا ہے۔ اور دوسری طرف حالات نے مجھے ایسی سولیوں پر لٹکا دیا ہے کہ نہ سانس چلتی ہے اور نہ دم نکلتا ہے۔

"کہ میں اس آگ میں ڈالا گیا ہوں مثل خلیل"

غریبم' بے نوایم خاکسارم

انجم

انجم صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ آپ یہ یاد رکھیں کہ اس کا وصال صرف اس کی

تمنا اور تڑپ میں ہے۔ اس نے ملاقات کا یہی طریقہ رکھا ہے۔ وہ بندے کے دل میں اپنی طلب پیدا کرتا ہے اور یہ طلب منزل و مقامات سے آگے نکل جاتی ہے۔ آپ بھی اسی سوز بلکہ سوز دوام میں قائم رہیں۔ گھبرائیں نہیں' آپ کے ساتھ جو بیت رہی ہے یہی اصل ہے۔ اس کے آگے بس حیرت اور لامکاں ہے۔ اس وادی میں قدم رکھنے میں جلد بازی نہیں کرنی' شوریدہ بلبل کا نالہ خام نہیں ہے۔ یہ نالہ و فریاد عطا ہے۔ جب اس کی راہ میں چل ہی پڑے تو وصال کی تمنا ترک کر دو' بس چلتے چلو۔ خدا کرے یہ سفر ختم ہی نہ ہو۔ آپ کے لئے دعا ہے کہ آپ کا درد سلامت رہے۔ رہا ملاقات کا موقع تو فی الحال کچھ اور انتظار کریں اور رابطہ قائم رکھیں۔ دعا کرتے جائیں اپنے لئے' ہمارے لئے' سب کے لئے' شکوے' شکایت اور مایوسی کے کلمات نہ بولیں۔ بس جو کچھ ہو رہا ہے ٹھیک ہے۔ یہ فراق ہی وصال ہے کہیں بے تاب ہو کر چراغ آرزو بجھا نہ دیں' اسی کے نام کا دیا روشن ہے' اسے روشن ہی رہنا چاہئے۔ اس کے طالبوں کو شب فراق ہی نصیب ہوتی ہے اور پھر ہو گا یوم وصال اور اس وقت وہ کیا وقت ہو گا؟ اتنی فرصت ہی نہیں ہو گی کہ آپ کسی کو بتا سکیں کہ آپ روبرو ہو گئے ہیں۔ خاموشی سے کام لیں اور انتظار بلکہ حسن انتظار میں رہیں۔ اگر ہو سکے تو آپ اپنی رات یا رات کا کچھ حصہ بیدار کرلیں۔ بیدار بخت بیدار راتوں کے نصیب والوں کو کہتے ہیں۔ بہر

حال خط لکھنے کا شکریہ۔

والسلام

واصف علی واصف



مکرمی واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

آپ کی تحریر اور سوچ کائنات پر غور و فکر اور تدبر کے مطالعہ کا شرف ہوا۔ بار بار پڑھنے پر لطف بڑھتا گیا۔ آپ نے درست فرمایا کہ کائنات ایک لائبریری کی طرح ہے جس میں بے شمار کتابیں اور پھر ہر کتاب کے ہر صفحہ پر نئی بات۔ چیز ایک ہی ہوتی ہے مگر دیکھنے والی آنکھ سے اس کا رنگ بدل جاتا ہے۔

ایسے میں بندہ کئی سالوں سے قرآن کے ایک واقعہ "قصہ آدم" یعنی حضرت آدم کا وجود میں آنا' سجدہ کا حکم' ابلیس کا انکار' یہ سارا واقعہ بندہ کے لئے ایک سربستہ راز کی طرح ہے جس کے بارے میں آپ کی اجازت سے چند سوالات پوچھنے کی جسارت کروں گا۔ امید ہے آپ اجازت فرمائیں گے۔

آپ کی نظر کا طالب

عارف

عارف صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ خوشی ہوئی۔ ایک ذہین آدمی کے دل میں پیدا ہونے والے سوالات کی قدر پہلے سے ہی ہمارے دل میں موجود ہے۔ آپ کو سوال کرنے کی اجازت ہے۔ بشرطیکہ سوال میں اعتراض نہ ہو۔ بس اس بات کی احتیاط ضروری ہے کہ خالق کے تخلیق کرنے کے عمل پر کسی قسم کی تنقید نہ ہو۔ صرف اور صرف تحقیق و تجسّس ---- اور جہاں تحقیق نہ پہنچ سکے اس کی تسلیم میں فرق نہ پڑے۔

میں آپ کے سلسلہ وار سوالات کا انتظار کروں گا۔

والسلام

واصف علی واصف



جناب واصف علی واصف صاحب

السلام علیکم

خدا آپ کی عمر دراز کرے (آمین) کیونکہ جب تک آپ جیسے لوگ اس دنیا میں

موجود ہیں ہر روز کوئی نہ کوئی راہ راست پر آتا ہی رہے گا۔

میں نے آپ کے تقریباً سبھی مضمون جو کہ اخبار "نوائے وقت" میں چھپتے ہیں پڑھے ہیں۔ نہایت ہی اثر انگیز ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے آپ کا مضمون "ضمیر کی آواز" پڑھا تھا۔ اس وقت سے لے کر آج تک چاہے کچھ اور پڑھوں یا نہ پڑھوں آپ کا مضمون ضرور پڑھتا ہوں۔ کیونکہ اس میں نہایت ہی اچھی باتیں ہوتی ہیں۔

آج آپ کا مضمون "نصیحت" کے نام سے چھپا جو کہ اس وقت میرے ہاتھ میں ہے۔ اس میں آپ نے اپنے لئے آسان کام چن لیا ہے خدا سے دعا ہے کہ وہ ہمیں مشکل کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس میں آپ نے ٹھیک کہا ہے کہ لوگ مطمئن نہیں کہ اب کوئی نصیحت کرنے والا نہیں ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ جب تک آپ جیسے لوگ موجود ہیں یہ کمی پوری ہوتی رہے گی۔ آپ سے التجا ہے کہ کوئی ایسا مضمون تحریر کریں کہ لوگ شرک کی جو مختلف صورتیں اپنائے ہوئے ہیں اس سے باز آجائیں۔

والسلام

محمد جمیل

محترم جمیل صاحب

السلام علیکم

خدا آپ کا جذبہ شوق سلامت رکھے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو شرک سے نکلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کبھی وقت ہوا تو شرک کے خلاف کالم ضرور لکھا جائے گا۔ آپ دعا فرمائیں اور کسی وقت میری طرف سے بھی بابا صاحبؒ کی خدمت میں سلام عرض کریں، لیکن ٹھہریں۔ کہیں آپ

خانقاہوں پر جانے کو شرک تو نہیں کہہ رہے ہیں؟ بہرحال میرا پیغام تو پہنچائیں اپنا ایمان بچائیں۔ آپ وضاحت سے لکھیں کہ آپ کس کس چیز کو شرک سمجھتے ہیں۔ عین اللہ کیا ہے؟ غیراللہ کیا ہے؟ توحید کا ایک درجہ تو یہ ہے کہ اگر اللہ کہے کہ کسی غیر کا سجدہ کرو تو پھر بھی انکار کر دیا جائے' خواہ ابلیس ہی بننا پڑے' شرک تو نہیں کیا' صرف حکم عدولی کی ہے ---- آپ وضاحت سے لکھیں کہ آپ کی مراد کیا ہے؟

والسلام

واصف علی واصف

واصف ہے یہی ہر کس و ناکس کی زباں پر
ہم جانتے سب کچھ ہیں مگر کہہ نہیں سکتے

السلام علیکم

خط کے جواب میں کیا لکھا جائے ؟ بس یہی کہ چلتے چلو۔ چلنے والا انسان زیادہ سوچ اور زیادہ فکر سے بچ بچا کر ہی نکل جاتا ہے۔ یہی زندگی اور یہی راستے' وہ زندگی اور وہ راستے بن جاتے ہیں۔ اگر جنگل میں دوست مل جائے تو جنگل آباد کہلائے گا اور اگر شہروں میں آشنا نہ ملے تو شہر ویران کہلائیں گے۔ دوست مرضی کا مالک ہے بلکہ ہر شے کا مالک و خالق ہے۔ انتظار صداقت ہے عمل بھی ہے اور عبادت بھی۔ نظام ظاہر کے لئے عقل سے کام لیا جائے اور حواس باطن کے لئے دل سے تو بات بن ہی جاتی ہے۔ خوش رہنے کے لئے کوئی فارمولا یا شرط نہیں بس اپنے آپ پر' اپنی عاقبت پر' اس کی رحمت پر' یقین درکار ہے سو وہ ہے۔ گرد و پیش کی زندگی کبھی حجاب ہے کبھی حقیقت۔ اپنی پہچان آئینہ جہاں سے ملتی ہے اور جہان کی پہچان اپنے آئینہ قلب سے۔ یہ لازم و ملزوم ہیں۔ یہ معبود کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں عبادت کا سلیقہ عطا فرمایا۔ منعم کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں نعمتوں میں مسرور رہنے کا ذوق عطا فرمایا۔ چھوٹے چھوٹے واقعات بڑے غیر معمولی نتائج دیتے ہیں۔ کائنات میں ایک معمولی سا کھلنے والا پھول کسی عظیم نظام شمسی سے کمتر نہیں۔ اشیاء' افراد اور

واقعات کو درجوں میں تقسیم کرنے کا کام ہمارے ذمہ نہیں ہے۔ کون سی شے کیا ہے، اس کا فیصلہ وہی کرے گا جس نے اسے تخلیق فرمایا۔ ہمیں جس شے سے روکا گیا وہ یقیناً" ہمارے لئے غیر مفید ہے۔ جس کا حکم دیا گیا وہی ہمارے لئے منفعت بخش ہے ---- لو ---- یہ تو کالم شروع ہونے لگ گیا ہے۔ بس اسے یہیں روکا جائے کہ اللہ آپ کو خوش رکھے۔

والسلام

واصف علی واصف

السلام علیکم

خطوط ملے۔ مصروفیات حسب دستور ---- آپ کے یقین دلانے سے پہلے بھی یقین ہے۔ الحمد للہ ---- اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ آزمائش یا الجھن کی بات نہیں۔ شوق اور اطاعت کے معرکے ابھی بپا نہیں کر رہے۔ ابھی وقت ہے۔ فیصلہ ہر حال میں بہتر ہی ہے۔ میں ہر حال میں خوش ہوں۔ صرف ان سے پوچھ لیا جائے جن کی خوشی واقعی خوشی ہے۔ ماں باپ ---- میں راضی ہوں۔ آپ پر۔ سند رہے !!!

میرے فرمان کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کے حکم کا انتظار کرنا عبادت ہے۔ اس عبادت میں کوتاہی نہ ہو۔ جہاں کچھ کہنے کی ضرورت ہو گی میں دیر نہیں کروں گا----

ارادہ بدل سکتا ہے۔ امر ٹل نہیں سکتا!! امر نافذ ہو گا ---- انتظار قائم رہے تو کوئی حرج نہیں ---- ابھی آپ سب کی دعائیں لیتے جاؤ ---- فیصلے ہو جائیں گے۔

والسلام

واصف علی واصف

خوشی محمد صاحب

السلام علیکم

آپ کا تحفہ ملا آپ کے خطوط ملے۔ آپ کی ذات ملی' آپ کی دعائیں ملی اور آپ کی محبت کے جواب میں یہ خط لکھ رہے ہیں کہ آپ سلامت رہو۔ دراصل مجھے آپ کی باتیں' چھوٹی چھوٹی اور سچی باتیں اچھی لگتی ہیں۔ بڑے بڑے ذہین ادیب ملاوٹ کر جاتے ہیں۔ آپ کی باتوں میں ملاوٹ نہیں۔ آپ کا کھانا کھائیں گے' میس میں پکا ہوا۔ آپ کے کتنے بچے ہیں' کیا کیا تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ کیا آپ کو کہیں کسی معاملے میں کسی قسم کے تعاون کی ضرورت ہے' مجھے فوراً لکھنا۔ "بھرے بھڑولے" ابھی تیاری کے مرحلوں میں ہے' اس کے جلد چھپنے کی دعا کرو۔ بس آپ کو دعا کرنے کی ڈیوٹی سونپ رہا ہوں' آپ دعا کرتے جانا' جسمانی اور روحانی صحت کے لئے۔ مخلص لوگ دعا کریں تو یقیناً منظور ہو جاتی ہے۔ آپ مخلص ہیں۔ دولت اور غریبی کوئی اہمیت نہیں رکھتی' اہم چیز شرافت ہے' دیانت ہے' ذہانت ہے۔ اللہ آپ کو اپنے بندوں کی صفوں میں شامل کرے --- آمین۔ والسلام

واصف علی واصف

عزیزم سعادت علی صاحب

سلامت رہو

آپ کا محبت نامہ ملا ---- آپ اپنے سفر پر روانہ رہیں۔ نیکی' اللہ کی رضا کے لئے ہے۔ اعتماد و یقین کے ساتھ چلتے رہیں۔ مرشد و مرید کہنے کی باتیں ہیں۔ کرنے والا کام تو یہ ہے کہ اپنے اعمال و افعال کے بارے میں احتیاط سے کام لو۔ والدین اور دوسرے رشتے کے بزرگوں کا احترام کرتے رہو ---- اللہ مہربان رہے گا۔ آج کے دن میں ایسا کام کوئی نہ ہو کہ آئندہ کل کو پریشانی و پشیمانی کا باعث بنے۔

والسلام

واصف علی واصف

سعید احمد صاحب

السلام علیکم

مجھے آپ کا خط ملا لیکن جواب کی فرصت نہ مل سکی۔ تاخیر کے لئے معذرت۔

آپ کا مسئلہ لوگوں کے عقائد کی اصلاح ہے یا اپنی ذات کا سفر؟ کیا آپ نے ابھی تک اپنے لئے کسی "راہ" یا "راہ دان" کا انتخاب نہیں کیا؟ لوگوں کی باتوں سے آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں؟ جو شخص اللہ کی راہ میں مرجائے وہ شہید کہلاتا ہے' جو حضورؐ کی راہ میں مرجائے وہ بھی شہید کہلاتا ہے' جو ملک کی خاطر مرجائے وہ بھی شہید کہلاتا ہے۔ یعنی ولی' نبی یا اولیاء انبیاء' مجاہدین سب شہداء ہیں اور یہ اللہ ہی کا فیصلہ ہے کہ شہید زندہ ہیں۔ اب یہ زندگی کیا ہے؟ اس کا ہم سب کو شعور نہیں ہے۔ جس کو شعور مل جائے اس کو بظاہر مرنے والوں کی زندگی کا یقین ہو جاتا ہے اور جس کو شعور نہ ملے وہی بحث میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

آپ عثمانی صاحب کو ان کے حال پر اور ان کی عاقبت کے حوالے کریں۔ اپنے عقیدے کے مطابق سفر کرتے جائیں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ زندہ وہ ہے جو زندہ انسانوں کی یاد میں رہے۔ جو ہمیشہ یاد رہے وہ ہمیشہ زندہ ہے اور جو زندگی میں بھلا دیا جائے وہ زندہ

بھی کیا زندہ ہے؟ اولیاء کرام اور بزرگ ہستیاں اس لئے زندہ نہیں ہیں کہ آپ ان کا زندہ ہونا ثابت کرو۔ خدا کا وجود ثابت نہیں ہو گا لیکن وہ ہے۔ جہاں خدا کا ذکر ہے وہاں خدا کے حبیب ﷺ کا ذکر ہو گا۔ کلمے کا مطلب ہی یہی ہے کہ

"اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور حضورؐ اللہ کے رسول ہیں"

یہ نہیں کہ رسولؐ تھے۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ آپؐ رسول "تھے" تو صحابہ کرام کے لئے تو موجود تھے اور ہمارے لئے رسول' اس طرح موجود نہیں ہیں۔ اس طرح دونوں کا کلمہ مختلف ہو گا لیکن حکم ایک ہے یہ بات غور سے سمجھنی چاہئے۔

والسلام

واصف علی واصف

نعیم غضنفر صاحب

السلام علیکم

آپ کے دل میں جو تڑپ اور جذبہ موجود ہے۔ خدا اسے سلامت رکھے! آپ میری کتابیں دل دریا سمندر، قطرہ قطرہ قلزم دیکھیں۔ اگر میسر نہ ہوں تو ہمیں لکھیں۔ جس ذات نے آپ کو یہاں تک پہنچایا ہے وہ آگے بھی پہنچائے گا۔ یقین کی دولت کو ضائع نہ ہونے دیں۔ انشاء اللہ مقصد حاصل ہو گا۔ اپنے بارے میں تفصیل سے لکھیں۔

والسلام

واصف علی واصف

امان اللہ بٹ صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ اگر سو بار کسی مستند حکیم کا فرمایا ہوا نسخہ صحیح نہ بنے تو بھی ایک بار پھر بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ تو حکیم مطلق بلکہ عزیزالحکیم کے ارشادات کی تعمیل میں ہے وہ کہتا ہے یعنی اس کا ارشاد ہے کہ جو تلاش کرے گا' پالے گا۔ یعنی دروازہ کھٹکھٹاؤ' ضرور کھلے گا۔ مانگو گے ضرور ملے گا۔ مایوس نہ ہونا۔ اللہ کریم نے انسانوں کو اپنے ماننے والوں کو' اپنے چاہنے والوں کو' اپنے جاننے والوں کو بڑی آسانیوں کا وعدہ فرمایا ہے۔ صرف ایک شرط پر کہ متلاشی تلاش نہ چھوڑے۔ منزل حاصل ہو کے رہے گی۔ ہزارہا لوگ جھوٹے ہوں گے' ہزارہا لوگ سچے ہوں گے' اس سے ہماری تلاش کو کیا فرق پڑتا ہے؟ آپ اپنی دھن میں چلتے جائیں' ''اوس دیاں اوہ جانے توں اپنی توڑ نبھا۔''

آپ واضح طور پر تحریر کریں کہ آپ کو Exactly کیا دقت ہے۔ کسی کے جھوٹا ہونے سے سچ کو فرق نہیں پڑ سکتا۔

والسلام

واصف علی واصف

نثار الحق صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ دعاؤں کا شکریہ۔

آپ کی تلاش کے بارے میں صرف اتنا کہا جا سکتا ہے کہ اس بات پر مکمل یقین ہے کہ آج تک یہ تلاش کبھی ناکام نہیں ہوئی۔ اگر سچ پوچھیں تو حقیقت کی تمنا ہی حصول حقیقت ہے۔ ایک قول ہے کہ سفر الی اللہ دراصل سفر مع اللہ ہے۔ آپ دیکھیں کہ تلاش کرنے والے نے کہیں نہیں جانا۔ اپنے آپ ہی میں مخلص ہونا ہے۔ بس اسی خلوص کا نام ہے' حاصل مراد۔ آپ ایک شعر سن لیں

ہم اپنے آپ ہی میں تجھے ڈھونڈتے رہے
تیرے مسافروں کا سفر گھر میں کٹ گیا

نثار صاحب! کسی حق شناس یا حق تلاش انسان کا پتہ بتانا قدرے مشکل ہے۔ اس لئے کہ دوسرے کی صداقت آپ کی صداقت کی دلیل نہیں ہو گی۔ آپ اللہ کا نام لے کر ارد گرد سے بے نیاز' جھوٹے لوگوں کے جھوٹ سے آزاد ہو کر' برے لوگوں کی برائی کو نظرانداز کرتے ہوئے سچے اللہ پر سچا بھروسہ کرتے ہوئے ایک سچے مسافر کی طرح سچی منزل کی سچی لگن اختیار کریں۔ بس پہلے ہی قدم پر

عشق کی راہ میں ایسا بھی مقام آتا ہے

راہرو کے لئے منزل کا سلام آتا ہے۔

بس! نہ کسی کی سند چاہئے، نہ کسی کی مدد۔ سوائے اس بات کے کہ آپ نے گرد وپیش سے الجھنا نہیں۔ تاریک راہوں سے نکلتے ہوئے منزل نور کے حصول کا یقین کامل اختیار کرتے ہوئے چل پڑو۔ یہ سفر سب سے مخفی ہو گا۔ لیکن سب سے آسان بھی اور سب سے زیادہ قوی بھی اور یقینی بھی۔ اللہ آپ کو حقیقت شناس کرے۔ ہم آپ کے لئے دعا کریں گے۔

والسلام

واصف علی واصف

غلام رسول صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ جواب میں قدرے تاخیر ہو گئی۔ معذرت خواہ ہوں۔ آپ سے ملاقات کا موقع انشاء اللہ جلد پیدا ہو گا۔ آپ درج ذیل نمبر پر فون کریں تاکہ میں آپ کو آنے کا وقت اور راستہ بتا سکوں اور آپ کو کسی قسم کی دقت نہ ہو۔ خط لکھنے کا شکریہ۔ کیا آپ نے میری کوئی کتاب دیکھی ہے، یعنی:

۱۔ کرن کرن سورج (نثرپارے)

۲۔ دل دریا سمندر (مضامین)

۳۔ قطرہ قطرہ قلزم (مضامین)

۴۔ شب چراغ (شاعری)

کیا آپ کہیں سروس کرتے ہیں؟ یا کوئی اپنا کام کرتے ہیں؟ بہرحال آپ جو بھی کر رہے ہیں، آپ خوش رہو، میں آپ کی کال کا انتظار کروں گا اور آپ سے ملاقات کا اہتمام ہو جائے گا۔

والسلام
واصف علی واصف

خالد حسین صاحب

السلام علیکم

اپنا پوسٹ بکس نمبر دینے کا نتیجہ آپ کے خط ہی سے واضح ہے۔ آپ کی خوب صورت کیفیت سے تعارف ہو گیا۔ اچھے لوگوں سے تعلقات کا امکان پیدا ہوا اور کالم لکھنے کا خوشگوار اثر اپنے لئے باعث مسرت ہوا۔ آپ زندگی صحیح گزار رہے ہیں یا غلط گزار رہے ہیں اس کے لئے کسی فیصلہ کرنے والے کا آپ سے تعلق ضروری ہے' کوئی استاد' کوئی شیخ' کوئی مرشد' وغیرہ۔ اگر کچھ نہ میسر آئے تو ماں باپ سے پتہ کیا جائے کہ وہ مطمئن ہیں یا نہیں۔ باقی تقویٰ کے بارے میں بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ آپ کو علم مل سکے گا۔ ایک مختصر خط میں ایک دو فقروں میں اس کی تعریف نہ کی جائے تو بہتر ہے۔ قرآن کریم نے شروع میں ہی فرما دیا ہے کہ متقی وہ ہوتا ہے جو غیب پر ایمان لائے' نماز قائم کرے اور جو اللہ نے اسے رزق عطا کر رکھا ہے اسے اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کرے۔ رزق' مال دولت ہی نہیں بلکہ ہر دولت رزق ہے۔ بینائی' طاقت' خیال' اعضاء' جوارح' ہر طاقت کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اور اس بات پر ایمان کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے' جو حضور اکرمؐ پر نازل

ہوئی اور اس کے علاوہ بے شمار تفسیرات جو آپ کو آپ کا مرشد بتائے گا۔ خط لکھنے کا شکریہ۔

والسلام

واصف علی واصف

غضنفر اللہ خان صاحب

السلام علیکم

خط کے جواب میں آپ کو کالم ارسال کئے جا رہے ہیں۔ آپ ان کالموں کو مزید فوٹو اسٹیٹ کروا کے اپنے دوستوں میں تقسیم کر دیجئے کہ یہی ان کا ہدیہ ہے۔ خط لکھنا یا خط کا جواب لکھنا مفید اس وقت ہوتا ہے' جب لکھنے والا خط میں اپنے روحانی یا دینی یا ذاتی مسئلے کے بارے میں دریافت کرے۔ جواب دینے والے کی آرزو یہی ہوتی ہے' کہ وہ کسی کی خدمت کرے۔ ورنہ لکھنے کو تو لوگ لکھتے ہی رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کا حال چال ہی پوچھتے رہتے ہیں۔ آپ خط و کتابت کو باعث افادیت بنانے کے بارے میں سوچیں' ورنہ اس بہار کا کیا فائدہ' جس میں انسان کی گائے بھوکی مرتی رہے۔

حسب سابق آپ کے سب دوستوں کو سلام

والسلام

واصف علی واصف

ڈاکٹر رونق زمان خانزادہ صاحب

السلام علیکم

پہلے تو اپنے خوبصورت نام کی مبارک قبول کیجئے اور پھر خوبصورت خط کی۔ آپ اتنے مصروف آدمی ہیں' کتاب پڑھنے کا وقت کیسے نکال لیا؟ میرے لئے تو آپ کے خط نے عجب کیفیت پیدا کی ہے۔ مجھے کچھ عرصہ سے میرے ڈاکٹر کسی Dust Free علاقے میں کچھ دن قیام کا مشورہ دیتے رہے ہیں۔ میں ایبٹ آباد کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ آپ کا خط چل پڑا۔ مجھے ایک ڈاکٹر کی بھی ضرورت تھی جو ایک Chest Specialist ہو --- وہ بھی مسئلہ حل ہو گیا۔ اب جیسے ہی مجھے میری پرانی لتھارجی اجازت دیتی ہے میں آپ کے شہر آؤں گا۔ آپ انتظار کریں۔ میں کوشش کر رہا ہوں --- آپ سے ملاقات ضرور ہو گی۔ اللہ تعالی آپ کو' آپ کے اپنوں کے ساتھ سلامت رکھے۔

والسلام

واصف علی واصف

خوشی محمد صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا لیکن جواب کی فرصت نہ ملی۔ آپ سنائیں کیا حال ہیں۔ آپ کے بچوں کا کیا حال ہے۔ آپ کی سروس کا کیاحال ہے۔ آپ کے حالات کا کیا حال ہے اور آپ کے حال کا کیا حال ہے۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ اللہ کے دربار میں چھوٹے بڑے' امیر غریب کا کوئی امتیاز نہیں۔ وہاں محبت کرنے والے' انسانوں سے محبت کرنے والے' زندہ دل رکھنے والے لوگوں کا مقام ہوتا ہے۔ نقلی نمائش' ظاہری زندگی گزارنے والے اس دربار میں کیا مقام حاصل کر سکیں گے۔ آپ بھی دعا کریں کہ اللہ اس قوم کو صداقت اور محبت سے نوازے۔

والسلام

واصف علی واصف

نعیم الدین احمد صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ جواب میں تاخیر کی معذرت۔ آپ کا خط غور سے پڑھا گیا۔ آپ کے لئے دعا ہے جس نے شوق دیا ہے وہی اس شوق کو منزل عطا فرمائے گا۔ آپ کی خواہش کہ آپ عشق میں مقامات اور درجات حاصل کریں اور اس آگ میں بھسم ہو جائیں۔ یہ خواہش بہت مبارک ہے۔

آپ کی حد تک تو سوال موجود ہے اسے پورا کرنے کا دعویٰ کوئی نہیں کر سکتا۔ جو دعویٰ کرتا ہے وہ شاید پورا نہیں کر سکتا۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ اپنے شیخ کا یقین اور صبر سے انتظار کریں۔ آپ جس کی تلاش کر رہے ہیں اس کو بھی شاید آپ کی تلاش ہو۔ بغیر کسی قوی دلیل کے، کسی شخص کو راہنما بننے کی دعوت نہ دیں۔

راہنما مریدوں کے جذبے سے نہیں بنتے۔ یہ اسی ذات کی عنایت ہے کہ جس نے طالب کو جذبہ دیا' اسی نے راہنماکوراہنمائی کے فرائض سے آگاہ کیا۔ آپ استخارہ کریں اور اپنے شیخ کے بارے میں کچھ آگاہی حاصل کریں ورنہ اندیشہ ہے کہ آپ کہیں علم کی زد میں آکر اپنے شیخ کو کسی بہتر شیخ کی تلاش کے لئے چھوڑ نہ دیں۔

شیخ چاہے تو آپ کو عشق عطا کر دے اور اگر چاہے تو آپ کو

ٹھنڈا کر دے۔ اپنی روحانی تعلیم میں اپنی مرضی کا منصوبہ ترک کرنے کی صلاحیت ہونی چاہئے۔ وہ جو چاہے کرے۔ آپ شیخ کی محبت کے لئے اس سے وابستہ ہوں منزلیں خودبخود ساتھ ساتھ چلتی رہیں گی۔ ہر حال میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ آپ کو اپنے راہنما اور پیشوا سے ملاقات نصیب ہو۔ آپ ایک صاحب نصیب' صاحب جنوں اور باصلاحیت فرزند ملت اسلامیہ ہو۔

خدا آپ کو روشنی عطا کرے اور وطن اور قوم کے لئے خدمت پر مامور کرے۔ خط لکھنے کا شکریہ۔

والسلام

واصف علی واصف

اعجاز عاجز صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ خوشی ہوئی۔ آپ کا شعر بہت پسند آیا۔ بہت خوبصورت ہے اور بات بھی بہت صحیح ہے۔ آپ کو جواب دینا ہمیں پسند ہے۔ ہم آپ کو ضرور جواب دیں گے۔ آپ کے شہر میں بہت سے پیارے لوگ ہیں۔ آپ کو وقت ملے تو ان سے ملیں۔ مثلاً" ڈاکٹر رونق زمان خان زادہ صاحب۔ ان کا ٹیلی فون نمبر ۴۲۹۰ ہے۔ انہی سے باقی احباب کا رابطہ مل سکے گا۔ محبت میں امیر غریب' چھوٹے بڑے کا کوئی فرق نہیں ہوتا۔ آپ کو وقت ملے تو میری کتابیں کسی کتب فروش کے ہاں دیکھیں اور اگر حاصل کرنے یا خریدنے میں کسی قسم کی دشواری ہو تو آپ مجھے لکھیں۔

والسلام

واصف علی واصف

شیخ نثار احمد صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا اور خوشی زیادہ تو اس بات کی ہوئی کہ آپ میرے ہم عمر ہیں۔ آپ کی میری شکل میں مشابہت ہے۔ آپ گھیانہ کے قدیم باشندے ہیں یا کہیں باہر سے آ کر آباد ہوئے ہیں۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں۔ اس شہر کے ساتھ یعنی آپ کے اس شہر کے ساتھ میرا بڑا تعلق ہے۔ میرے بہت سے محبوب دوست یہیں کے رہنے والے ہیں۔ مثلاً" مرحوم یوسف حسن، گلزار بھٹی اور شیخ افتخار احمد ایڈوکیٹ وغیرہ وغیرہ۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ جاتے ہوئے آپ کے شہر میں آؤں گا اور آپ سے ملاقات کروں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامتی عطا کرے۔ آپ کی مشکلات دور فرمائے۔ آپ کے راستے آسان اور پر بہار ہوں۔ باقی ملاقات پر مزید محبت کی گفتگو ہو گی۔

والسلام

واصف علی واصف

اللہ رکھا صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط مل گیا تھا۔ جواب دینے کے لئے وقت نہ مل سکا۔معذرت خواہ ہوں۔ آپ کا مضمون پڑھا گیا۔ آپ کے خیالات اور آپ کا غور اور آپ کا انداز' اگر تھوڑی سی اور محنت کی جائے' تو مزید بہتری ہونے کا امکان ہے۔ آپ اپنی تحریر جاری رکھیں اوراس وقت کاانتظار کریں جب آپ کی بات خود بخود سماعت حاصل کرے۔ پیسے اور کوشش کے ذریعے ابلاغ کا تعاون حاصل کرنا یا ذرائع ابلاغ میں دسترس حاصل کرنا آپ ہی کے خیال کے مطابق احسن طریقہ نہیں۔ سورج نکلتا ہے تو روشنی خود بخود پھیل جاتی ہے۔ کسی پروپیگنڈے کی ضرورت نہیں یعنی آفتاب کا آنا ہی دلیل آفتاب ہے۔ آپ لکھتے رہیں اور واضح طور پر بتائیں کہ آپ کیوں لکھ رہے ہیں اور اپنی تحریر کو کس اخبار میں دینا چاہتے ہیں۔ آج کل اخبار بھی بہت ہیں' رسالے بھی بہت ہیں اور پمفلٹ بازی کے لئے بھی بڑے وسیع میدان موجود ہیں۔ اپنے تمام مضامین کو ایک کتابی شکل میں بھی یکجا کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال اپنے افکار کو محفوظ کر لینا کوئی مشکل کام نہیں۔ اللہ آپ کے لئے کوئی نیک سبب بنائے۔ والسلام

واصف علی واصف

محمد ایوب صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط تو وقت پر ملا لیکن جواب کا وقت نہ ملا۔ سو اتنی طویل تاخیر کی معذرت چاہتا ہوں۔ رزق حلال تعلق باللہ کا ایک بہت موثر اور مستند ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس میں قائم رکھے۔ باقی کوئی واضح سوال ہو تو جواب کا حصول ممکن ہو سکتا ہے۔ تعلق تو موجود ہے' انشاء اللہ تعالیٰ آگے چل کر مزید تعلق استوار ہو گا۔ خط لکھنے کا شکریہ۔

والسلام

واصف علی واصف

رحمت شاہ صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط تقریباً تین ماہ قبل ملا تھا، لیکن کچھ مصروفیت ہی ایسی آن پڑی تھی کہ بروقت جواب نہ دے سکا۔ معذرت خواہ ہوں۔

اتنا عرصہ بعد شاید جواب کی اس طور پر ضرورت ہی نہ رہی ہو، لیکن قرضے پرانے ہو جائیں تب بھی واجب الادا ہی رہتے ہیں۔ سو جواب حاضر ہے۔

آپ کا خط پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے۔

والسلام

واصف علی واصف

چوہدری محمد شفیع صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ خوشی ہوئی۔ لیکن ایک الجھن پیدا ہو گئی۔ میں نے تو موت کے بارے میں ابھی تک کچھ نہیں لکھا۔ پھر آپ کس کالم کا ذکر کر رہے ہیں۔ میں فی الحال ایک کالم میں مصروف ہوں۔ میں جھوٹے لوگوں کی کاروائی کے بارے میں زیادہ غور نہیں کرنا چاہتا۔ میں جانتا ہوں کہ جھوٹا جھوٹ ہی بولے گا' فساد مچائے گا' امانتوں میں خیانت کرے گا' ملک کو تباہ کرنے کی کوشش کرے گا' قوم کو گمراہی کی دلدل میں پھنسانے کی کوشش کرے گا۔ شیطان کاکام ہی شیطانی کرنا ہے۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرا ایمان ہے کہ جہاں سچ آیا' وہاں سے باطل بھاگ جاتا ہے۔ جہاں روشنی آتی ہے وہاں سے اندھیرے دور ہو جاتے ہیں میں صرف صادقوں کو' صداقت پسند لوگوں کو دعوت فکر دے رہا ہوں۔ میں رورو کر انہیں بلا رہا ہوں کہ اے صاحبان ! آؤ' تاکہ یہ لوگ جائیں۔ اے خدا کے چاہنے والو ! اے قرآن کے محرم لوگو ! اے حضور ﷺ کی احادیث کو ماننے والو ! آؤ! حضورؐ کی امت کے بارے میں غور کرو اور اس امت کا ایک نہایت بیش قیمت حصہ پاکستانی قوم ہے۔ اس کے حال پر رحم کرو۔ اس کی شیرازہ بندی کرو۔ آؤ ایک بار پھر عروج و عظمت اسلام کا تابدار سورج اپنی تابناکیوں میں مزید فروزاں ہو۔ آؤ کہ شاید پھر وقت نہ رہے۔

لوہا مٹی ہو گیا تو پھر پارس کس کام کا۔ جب قوم ہی نہ رہی تو اصلاح کس کی کرو گے۔ جب خدانخواستہ دولت ملک ہاتھ سے چھن گئی تو اس وقت تمام قوت افسوس میں صرف ہو گی۔ جاگو' سونے والو کہ شیطانی گروہ سب جاگ رہے ہیں۔ ان کو ہٹاؤ' ان سے بچاؤ' ملت اسلامیہ کو اور ایک بار پھر عشق کے چراغ سے چراغ ذکر حبیب ﷺ کی محفل کو جگمگاؤ۔ جن لوگوں کو اللہ کی مہربانیاں نصیب ہوئی ہیں' وہ اللہ کے بندوں کی خدمت میں لگائیں اور اس قوم کو ایک مرحوم قوم ہونے سے بچائیں۔ ہم اور آپ سب کا فرض ہے کہ صداقت کو میدان میں لائیں۔ صادق لوگ اکٹھے ہو جائیں۔ حق آیا تو باطل خود ہی چلا جائے گا۔ اے حق! اب تو خود بخود ہی آ جا۔ باطل نے عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے۔ اے اللہ! ہم پر رحم کر' ہم پر فضل فرما۔ ہمیں ایک باوقار تاریخ بننے کا کامیاب موقع عطا فرما۔ آپ بھی دعا کیا کرو۔ خط لکھنے کا ایک بار پھر شکریہ۔

والسلام

واصف علی واصف

مطیع اللہ صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ آپ نے کمال کر دیا۔ حال کی بات بھی قال میں کی۔ آپ تھوڑی توجہ کریں۔ مجھے کسی ایسے صاحب حال کا حال بتائیں جو صاحب کتاب نہ ہو۔ مجھے کسی ایسے عارف کا ذکر سنائیں جس نے شعر میں اظہار عشق نہ کیا ہو۔ ہم کیا ہمارا شمار کیا۔ رسولوں کے پاس کتابیں' اولیائے کرام کی کتابیں' علمائے صالحین کی کتابیں' نہج البلاغہ سے لے کر دور حاضر تک ہم دیکھتے آئے ہیں کہ خاموش رہنے والے کتابوں کی کتابیں بولتے رہے۔ مثنوی کے ہزاروں اوراق آج بھی اس بات کا ثبوت ہیں کہ عشق کے احوال اشعار میں بیان ہوئے' لیکن ایک بات اس سے پہلے کہ بات آگے چلے' کہیں آپ کا اشارہ:

پیش مرد کاملے پامال شو

کی طرف تو نہیں۔ اور مرد کامل کے طور پر آپ اپنے آپ کو تو پیش نہیں فرما رہے۔ یہ بات غور طلب ہے۔ آپ بھی اس پر غور کریں۔ آپ کی رباعی یعنی قال بہت پسند آئی۔

والسلام

واصف علی واصف

قاری محمد اسحاق صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ میری تسلی تو اسی میں ہو گئی۔ زندگی کہیں سے بھی آواز دے، زندگی ہے۔ مبارک ہے۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آپ کے کہنے کے مطابق اس بات کا خیال رکھا جائے گا اور احادیث وغیرہ کا مکمل حوالہ ساتھ ساتھ ہو گا۔ میری کتابوں کے نام یہ ہیں :

(۱) کرن کرن سورج (نثرپارے)
(۲) دل دریا سمندر (مضامین)
(۳) قطرہ قطرہ قلزم (مضامین)
(۴) شب چراغ (شاعری)

آپ اپنے فیصلے سے آگاہ کیا کریں۔ آپ ہمارے لئے دعا کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

واصف علی واصف

والدہ جہانزیب صاحبہ

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ آپ کی ایک خواہش تو پوری کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور یہ فیصلہ آپ سن لیں کہ آپ کو اپنے بے شمار شاگردوں میں شامل کر لیا گیا ہے۔ ملاقات اتنی ضروری بھی نہیں اور اس سے انکار بھی نہیں۔ آپ انتظار کریں۔ یا بلا کر یا پاس آ کر ملیں گے۔ ملنا ضروری ہے تو آپ دیکھو کہ کیسے سبب بنتا ہے۔ آپ اپنے بارے میں اب دل کھول کے لکھو۔ آپ ہماری بیٹی ہیں۔ بس یقین اور لطف کے ساتھ سرشار ہو جاؤ۔ کسی کام کے لئے نیک سبب کا میسر آنا ہی کامیابی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے اچھی خبریں ملیں گی۔ آپ باقی سب کام چھوڑ دو۔ میرے لئے دعا کرتی جاؤ۔ میں نے ایک بہت بڑے کام کا آغاز کیا ہے۔یہ اللہ کے فضل سے ہوا۔ دیکھنے میں تو صرف کام ہے لیکن اس کے پیچھے اللہ ہی بہتر جانتا ہے' کیا کیا واقعات ہیں۔ کتنے فرائض پیدا ہو رہے ہیں۔ کتنی مجبوریاں بنتی جا رہی ہیں اور کتنی آسانیاں عطا ہو رہی ہیں۔ مجھے صرف دعا گو چاہئیں۔ آپ نے جس طرح میرے کالم سنبھال کے رکھے ہیں آپ کو بھی انشاء اللہ تعالیٰ میرے جملہ شاگردوں میں ایسا ہی مقام ملے گا۔ مارکر سے نشان نہیں لگاؤں گا۔ بس ۔ یہ نشان دِلوں میں لگتا ہے۔ روشن روشن نشان۔

اللہ سب پر اپنا فضل فرمائے۔ تم ایک اچھی خاتون ہو۔ لفظ ''تم'' تمہارے لئے رشتے کی قبولیت کا انعام ہے۔ خوش رہو اور سلامت رہو۔

والسلام

واصف علی واصف

محمد یوسف صاحب اور احباب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ کالم کی تعریف اور اس خطۂ نبیؐ سے، میرے لئے بڑی بات ہے۔ جہاں سے علم آیا، وہاں سے سند بھی آئی۔ سچ پوچھو تو نہ ہم کچھ جانتے ہیں اور نہ آپ کچھ جانتے ہیں۔ توفیق دینے والے حضورؐ آپ ہی ہیں۔

اللہ ہمیں ہمت کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ آپ اور آپ کے دوستوں کا شکریہ۔ میری طرف سے دو نفل شکرانے کے مسجد نبوی میں ادا کریں۔ یہی انعام ہے، میرے کالم کا۔

کیا آپ نے میری کوئی کتاب دیکھی، یعنی:

(۱) کرن کرن سورج (نثرپارے)

(۲) دل دریا سمندر (مضامین)

(۳) قطرہ قطرہ قلزم (مضامین)

(۴) شب چراغ (شاعری)

کیا آپ نے سوموار ہی کے "نوائے وقت" میں شائع ہونے والے گذشتہ بیس کالم دیکھے۔ بعض اوقات ایک معمولی اتفاق ایک بڑے غیر معمولی تعلق کا باعث بن جاتا ہے۔ آپ کے خط سے مجھے یہی اندازہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تعلق دیرپا ثابت ہو گا۔ آپ میرے لئے

وہاں دعا کرتے رہیں اور میں آپ کے لئے یہاں سے دعا کرتا رہوں گا۔ وہاں آپ کے پاس آسانی یہ ہے کہ آپ مرکز میں جا کر فریاد کی گھنٹی بجائیں کہ حضورؐ پاکستان پر نگاہ کرم فرمائیں۔ یہاں کے حالات رو بصحت ہوں اور اللہ مجھے بھی صحت عطا فرمائے رکھے۔

اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ اس راستے میں علم کی نہیں، خلوص کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمارے نزدیک خلوص علم ہے۔ محبت علم ہے۔ کسی کے لئے بہتری کرنا بہت بڑا علم ہے کسی کی خدمت کرنا انتہا کا علم ہے لوگوں کو معاف کر دینا علم کا بڑا ذریعہ ہے۔ انسانوں کے دل راضی رکھو، مالک کا دل راضی رہے گا۔ کہ اے مالک ہم تیرے بندوں کے خادم ہیں اس لئے کہ وہ تیرے بندے ہیں۔ تیری بنائی ہوئی خوبصورت کائنات کے ذرے ذرے کو ہمارا سلام۔

والسلام

واصف علی واصف

فہیم اسلم صاحب

السلام علیکم

اللہ آپ کے فہم کو مزید کشادگی عطا فرمائے۔ آپ کا خط پڑھ کر خوشی ہوئی کہ یہ سمندر ابھی موتیوں سے خالی نہیں ہوا۔ آپ چلتے چلو۔ ہماری طرف سے تعاون' سرپرستی حاصل رہے گی۔ آج آپ کا نام اپنے بے شمار شاگردوں کی فہرست میں شامل کر کے مجھے مزید خوشی ہو رہی ہے۔ شاگرد وہی اچھے ہوتے ہیں' جو ذہین اور محنتی ہوں۔ آپ کے روپ میں مجھے اچھا شاگرد ملا ہے۔ شاگرد کا اعلان کرنے کے بعد پہلی بات یہ بتا رہا ہوں کہ اپنے آپ پر یقین کبھی متزلزل نہ ہونے دینا اور یہ کہ تو حقیقت ہے' سب فسانے ہیں۔ چلتے چلو' کوئی ڈر نہیں۔ اندھیروں سے بھی نکلنا پڑتا ہے۔ روشنی کی ایک کرن لاکھوں میل کے اندھیرے طے کر کے اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاتی ہے۔ ڈر اس کو ہوتا ہے جو اپنے لئے جیتا ہو۔ جو کسی مقصد کے لئے زندہ ہو اسے کوئی ڈر نہیں۔ بے مقصد انسان مرتا ہی رہتا ہے۔ بامقصد انسان مر کے بھی نہیں مرتا۔ وسوسوں سے بچو۔ نمائش سے پرہیز کرو۔ علم کی داد وصول نہ کرو۔ ماں باپ کی خدمت کرو۔ کامیابی حاصل ہو تو باوقار طریقے سے اسے وصول کرو۔ اور جب گھر بیٹھے استاد میسر آ جائے تو استاد کے لئے دعا شروع کرو اور دعا کرتے جاؤ۔ استاد سلامت تو شاگرد سلامت اور شاگرد سلامت تو استاد

سلامت۔ میں تمہارا خط پڑھ کر بہت خوش ہوا۔ لفظ ''تم'' تمہارے شاگرد ہونے کا پہلا انعام ہے۔

والسلام
واصف علی واصف

۶۱۵

خالد محمود صاحب

السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ خوشی ہوئی۔ شکریہ۔

اب رہا یہ سوال کہ میں کیا چاہتا ہوں۔ میں جو چاہتا ہوں' وہی تو کر رہا ہوں۔ آپ سے تعلق کا ذریعہ بنایا ہے۔ میرا کالم میں ہی تو ہوں' جو آپ سے ہر ہفتے ملاقات کرتا ہے۔ آج آپ نے خط لکھ کر ایک نئے باب کا اضافہ کیا۔ میں آپ سے ملنا چاہوں گا۔ بے انتہا مصروفیت ضرور ہے لیکن ملاقات کی خواہش بھی بے پناہ ہے۔ مجھے دل والے لوگ بہت پسند آتے ہیں۔ مجھے مخلص لوگ بہت عزیز ہیں اور آپ مخلص ہو' صاحب دل اور صاحب نصیب ہو۔ آپ کی تحریر سے آپ کے بارے میں بہت کچھ عیاں ہوتا ہے۔ نیک ارادے والے لوگ نیک خاندان کے لوگ ہوتے ہیں۔ بزرگوں کی دعائیں اولاد کے ارادے بنتی ہیں۔ مزید دعائیں اولاد کے لئے نیک عمل بنتا ہے۔ ہم سب کسی کی دعا کا اثر ہیں اور ہم سب ایک کشتی میں سوار ہیں ہم سب کو سب کے لئے غور کرنا ہے۔ ایک آدمی کنارے پر لگ جائے اور کشتی ڈوب جائے تو وہ بھی کیا کنارا ہوا۔ آپ اپنے چراغ کو ہواؤں سے بچائیں۔ دنیا کو تاریک سمجھ کر اپنا دیا نہیں بجھانا۔ تاریکی میں زیادہ یقین کے ساتھ اپنے آپ کو روشن رکھو۔ ننھا دیا جلتا رہا تو اور دیئے شامل ہو جائیں گے اور یوں چراغاں ہو

گا۔ جشن ہو گا، بہار آئے گی، حق والوں کو حق ملے گا، غاصب کے ہاتھ سے ہمت چھن جائے گی۔ ہم نے کچھ نہیں کرنا۔ صرف اپنے آپ کو منزل یقین میں داخل کرنا ہے۔ باقی کام مالک کے اپنے۔ وہ جانے اور اس کا کام۔

عشق پر فریاد لازم تھی سو وہ ہو بھی چکی
اب ذرا دل تھام کر فریاد کی تاثیر دیکھ

والسلام
واصف علی واصف

شفیق صاحب

السلام علیکم

آپ کے سوالات دیکھے۔ آپ کو کیا جواب دیا جائے۔ آپ کسی پبلشر سے رابطہ کریں اور کسی اخبار کے اکاؤنٹس ڈیپارٹمنٹ کو خط لکھیں اور ان سے پوچھیں۔ جو سوال میرے متعلق تھا اس کا جواب یہی ہے کہ میں اپنی سوانح عمری انشاء اللہ بہت جلد کتابی صورت میں پیش کرنے والا ہوں۔ کیا آپ نے میری کتابیں دیکھ لی ہیں، یعنی:

(۱) دل دریا سمندر (مضامین)

(۲) قطرہ قطرہ قلزم (مضامین)

(۳) کرن کرن سورج (نثرپارے)

(۴) شب چراغ (شاعری)

اللہ آپ کو خوش رکھے۔ تحقیق کے دور میں جب کبھی سوال پیدا ہو، اس کے جواب کے لئے مناسب انسان کی طرف رجوع کرنا ہی سوال کا آدھا جواب ہے۔ گوشت کا بھاؤ قصاب کی دکان سے۔ دینی مسائل علماء سے اور ذاتی مسائل روحانی مسائل فقیر سے پوچھنا بہتر ہے۔ امید ہے کہ آپ زندگی میں ان باتوں کا خیال رکھیں گے۔ والسلام

واصف علی واصف

نینی صاحبہ!

السلام علیکم

خدا آپ کو عطا کرے وہ مال، جس کی آپ مستحق بھی ہیں اور متمنی بھی۔ میں آپ کو خط اس لئے نہیں لکھ سکا کہ میں چاہتا تھا کہ آپ سے ملاقات ہو اور ملاقات اس لئے نہیں کر سکا کہ بس موقع نہیں بنا۔ اللہ کیسے کیسے لوگوں کو کیسے کیسے راستوں سے گزارتا ہے۔ وہ مالک ہے اور سچ پوچھو تو مکمل مالک ہے۔ انسان اسی کے سہارے چل رہا ہے۔ آپ کے لئے دعا کرنا تو میرے لئے ایک ضروری سی ذمہ داری ہے۔ میرے ایک شاگرد کی بہن ہونے کے ناطے سے اور اپنے ذاتی حوالے اور ناطے سے۔ کہتے ہیں تکلیف میں انسان بہت قریب ہو جاتا ہے، اپنے مالک کے۔ جو آنسو کے قریب ہے، وہ خدا کے قریب ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ آپ کو دولت سکون عطا فرمائے اور آپ کے فرائض آسانی سے ادا ہوتے رہیں۔ آپ کی اولاد آپ کے لئے باعث مسرت بنے۔

میں آپ کے لئے دعا کرتا رہوں گا۔

والسلام

واصف علی واصف

تصانیف

حضرت واصف علی واصف

کاشف پبلی کیشنز
☆ ۱۰۳۔اے جوہر ٹاؤن ☆ لاہور



- خوش نصیب انسان وہ ہے جو اپنے نصیب پر خوش رہے
- غافل کی آنکھ اُس وقت کُھلتی ہے جب بند ہونے کو ہوتی ہے
- دُور سے آنے والی آواز بھی اندھیرے میں روشنی کا کام دیتی ہے۔
- ہم لوگ فرعون کی زندگی چاہتے ہیں اور موسیٰؑ کی عاقبت۔
- جو کرتا ہے اللہ کرتا ہے اور اللہ جو کرتا ہے صحیح کرتا ہے



فرمودات: جناب واصف علی واصف رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توبہ

○☆○

جو کام سرانجام ہو گیا اور اندیشہ پیدا کر رہا ہے اس سے توبہ کریں۔

○☆○

اللہ تعالیٰ جب توبہ کی توفیق عطا فرمائے تو سمجھو رحم کر رہا ہے۔

○☆○

توبہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کا نام ہے۔

○☆○

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے پہلے توبہ کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

○☆○

انسان اگر نیکی نہ کر سکے تو توبہ ہی کر لے۔

○☆○

توبہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے قریب لانے کا ذریعہ ہے۔



زندگی اور موت

- ○☆ موت سے زیادہ خوفناک شئے موت کا ڈر ہے۔
- ○☆ جو علاقہ زندگی کا ہے وہ سارا علاقہ موت کا ہے۔
- ○☆ زندگی کا ایک نام ہے موت۔
- ○☆ زندگی اپنا عمل ترک کر دے تو اسے موت کہتے ہیں۔
- ○☆ زندگی کا آخری مرحلہ موت ہے۔
- ○☆ موت نہ ہو تو شاید زندگی ایک طویل المیہ بن جائے۔
- ○☆ زندگی صرف عمل ہی نہیں عرصہ بھی ہے۔
- ○☆ اگر ہم زندگی کو دینے والے کا عمل مان لیں تو اس کے ختم ہونے کا اندیشہ نہ رہے گا۔
- ○☆ زندگی دینے والا ہی زندگی لینے والا ہے۔
- ○☆ موت فانی زندگی کو دائمی حیات میں بدل دیتی ہے۔
- ○☆ موت کے لئے تیار رہو موت کا خوف نہ کرو۔



واصف علی واصف